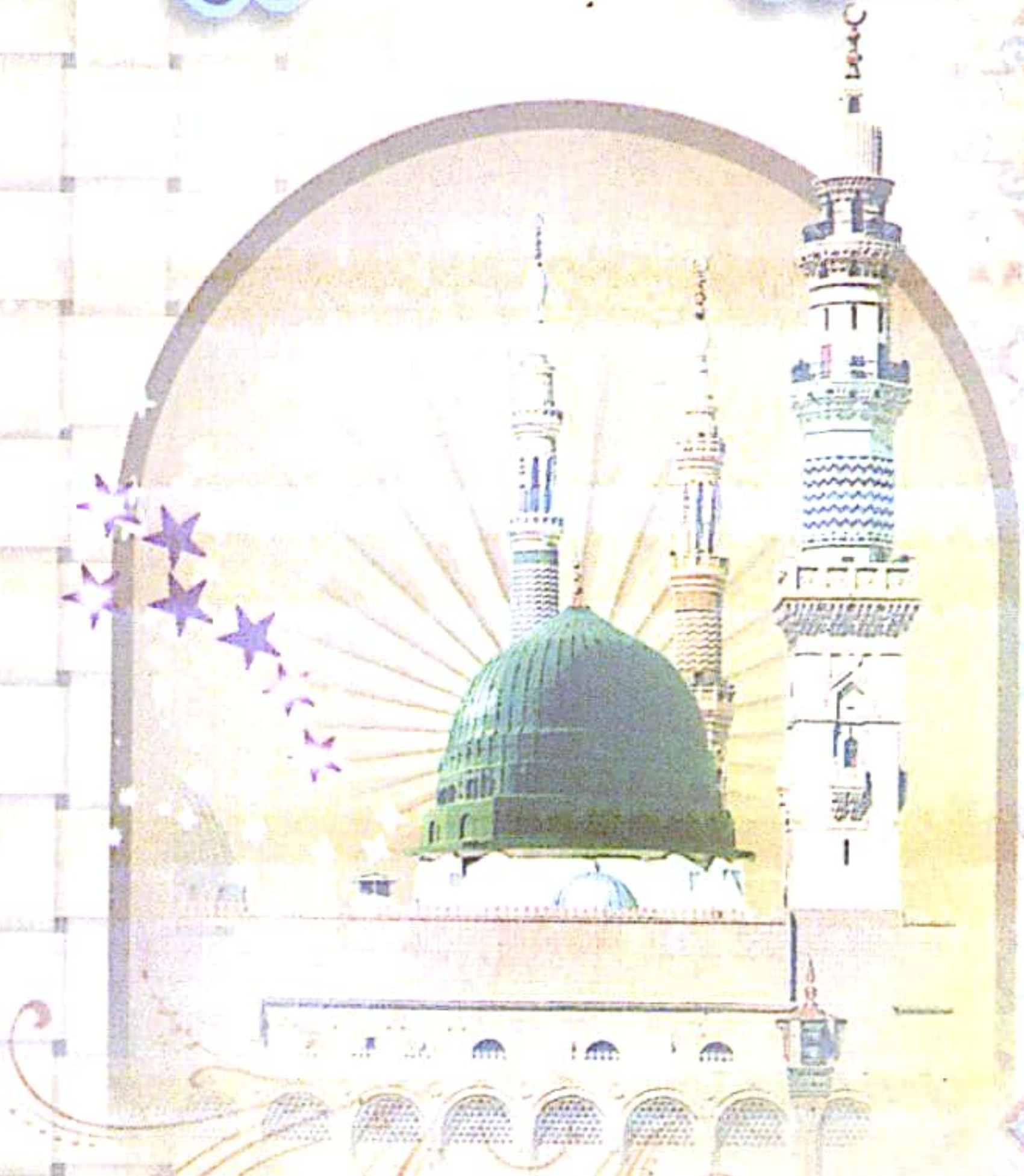


مُسْتَنْدُکُتَبِ حَوَالہ جاتِ سُبْحَانِ عَقَادِ اہلسُنَّت
قرآن و حدیث کی روشنی میں حضور سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

تولایتِ حاکمیت



تالیف و تقریب
مناظرِ اسلام ترجمانِ مسلکِ رضا
مولانا محمد کاشف اقبال مدنی قادری ضوی

زاویہ
پبلشرز

زاویہ پبلشرز

دربارِ قادیان لاہور

مُسْتَنْدُ حُكْمِ حَوَالہ جات سے مُرین عقائد اہل سنت
قرآن و حدیث کی روشنی میں حضور سید عالم ﷺ کی

تلاشِ حاکمیت

المدینہ لائبریری

کتاب نمبر 568

تالیف و ترتیب: مولانا محمد کاشف

مناظر اسلام توحید مسکن رضاری بریلوی

0323-6895230, 0321-7031648

مولانا محمد کاشف

زاویہ پبلشرز

(8-C محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ، لاہور

فون: 042-7248657

موبائل: 0300-9467047 - 0300-4505466

Email: zaviapublishers@yahoo.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2010ء

باراول 1000

ہدیہ 200

زیر اہتمام.....نجات علی ٹارٹ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

رائے صلاح الدین کھرل ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

﴿ملنے کے پتے﴾

051-5536111 اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی

051-5558320 احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی

051-5552929 کتاب گھر، کمیٹی چوک، راولپنڈی

0301-7241723 مکتبہ بابا فرید، چوک چٹی قبر، پاکپتن شریف

0213-4944672 مکتبہ قادریہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی

0213-4219324 مکتبہ برکات المدینہ، بھادر آباد، کراچی

0213-2216464 مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی

051-5534669 مکتبہ ضیائیہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ، راولپنڈی

0321-3025510 مکتبہ سخی سلطان، حیدر آباد

055-4237699 مکتبہ قادریہ، سرکلر روڈ، گوجرانوالہ

0300-4798782 علامہ فضل حق پبلیکیشنز، دربار مارکیٹ، لاہور

061-4545486 کتب خانہ حاجی مشتاق احمد، بوہر گیٹ ملتان

051-5541452 رائل بک کمپنی، کمیٹی چوک، اقبال روڈ، راولپنڈی

فہرست مضامین

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۹	محمد ادریس کاندھلوی	۱۱	انتساب
۲۹	بادشاہ گل بخاری	۳۱	تقاریظ مبارکہ
۳۰	محمد اشرف سلیم	۱۹	حرف آغاز
۳۰	مشتاق احمد		
۳۰	قاری محمد طیب		
۳۰	ابوالکلام آزاد	۲۳	حضور سید عالم ﷺ کی نورانیت و حاکمیت
۳۰	محمد نعیم دیوبندی		
۳۰	عبدالماجد دریا آبادی		
۳۱	کرم الہی دیوبندی	۲۵	باب اول
۳۱	عاشق الہی میرٹھی	۲۵	نورانیت مصطفیٰ ﷺ
۳۲	دوسرا قول	۲۵	قرآن مجید کی روشنی میں
۳۲	تیسرا قول	۲۶	تفسیر
۳۳	تبصرہ	۲۶	دیوبندی وہابی اکابرین کی گواہی
۳۵	اعلیٰ حضرت بریلوی	۲۷	شاہ عبدالقادر دہلوی
۳۵	حافظ لکھنوی وہابی	۲۷	رشید احمد گنگوہی
۳۶	ابن قیم	۲۷	قاضی شوکانی
۳۶	اشرف علی تھانوی	۲۸	نواب صدیق حسن بھوپالی
۳۶	شبیر احمد عثمانی	۲۸	قاضی سلیمان منصور پوری
۳۶	حاجی امداد اللہ مہاجر کی	۲۸	وحید الزماں حیدر آبادی
۳۷	مفتی محمد شفیع دیوبندی	۲۸	ثناء اللہ امرتسری
۳۷	عابد میاں	۲۸	حافظ محمد لکھوی
۳۷	قاضی زاہد الحسنی	۲۹	اشرف علی تھانوی
			شبیر احمد عثمانی

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۷۲	مفتی جمیل احمد تھانوی	۳۷	دیوبندی ترجمان
۷۲	مفتی رشید احمد دیوبندی	۳۸	نواب صدیق حسن بھوپالی
	حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نور	۳۸	حکیم صادق سیالکوٹی
۷۳	محمدی کا جلوہ گر ہونا	۳۸	اسمائیل سلفی
۷۵	نواب صدیق حسن بھوپالی	۳۸	خطبات ثنائی
	حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نور	۳۸	محمد ابراہیم میر سیالکوٹی
۷۹	مصطفیٰ ﷺ	۳۹	قاضی سلیمان منصور پوری
۷۹	حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت	۴۰	قاری محمد طیب دیوبندی
	حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی میں نور	۴۲	احادیث مبارکہ کی روشنی میں
۷۹	مصطفیٰ ﷺ	۴۶	اعتراض
	انبیائے کرام کا نور مصطفیٰ ﷺ سے	۴۶	جواب
۷۹	مستفید ہونا	۴۷	دوسرا اعتراض
۸۰	حضرت عباس رضی اللہ عنہ		اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا
	نور محمدی (ﷺ) کا حضرت شیث علیہ السلام	۴۸	خان بریلوی رضی اللہ عنہ
۸۷	میں جلوہ گر ہونا	۵۳	حدیث قدسی
۸۸	نزار میں نور محمدی کا جلوہ گر ہونا		حضور ﷺ کے اوّل الخلق ہونے پر
۸۸	مضر میں نور محمدی کی جلوہ گری	۶۱	انبیائے کرام کی گواہی
۸۸	حضرت ہاشم میں نور محمدی کی جلوہ گری	۶۱	نور میں اوّل ظہور میں آخر
۸۹	حضرت ہاشم کی پیشانی میں نور مصطفیٰ ﷺ	۶۲	حدیث لولاک
	حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پیشانی	۶۸	احادیث میں تطبیق
۸۹	میں نور مصطفیٰ ﷺ	۷۰	اکابرین دیوبند کی گواہی
	والدین مصطفیٰ ﷺ اور نور محمدی ﷺ	۷۰	اشرف علی تھانوی
۹۳	کی جلوہ گری	۷۰	خیر المدارس
	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت	۷۰	طاہر قاسمی
۹۴	باسعادت کے وقت نورانیت	۷۱	انور شاہ کشمیری احمد رضا بجنوری

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۱۲۰	حضرت شفا اللہ علیہ السلام	۹۴	نور محمدی کی برکات
۱۲۰	حضرت عاتکہ علیہا السلام		حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں نور
۱۲۱	حضرت ہند بنت اناثہ علیہا السلام	۹۵	مصطفیٰ ﷺ
۱۲۱	ایک ہمدانی صحابیہ		مخدومہ کائنات حضرت آمنہ علیہا السلام اور
۱۲۱	حضرت اروی	۹۷	نور محمدی ﷺ
	حضور ﷺ کے نور ہونے کے	۹۷	جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
۱۲۲	منکرین کا روز قیامت بُرا انجام	۱۰۱	دعوت انصاف
۱۲۳	امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ		حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن
۱۲۳	لمحہ فکریہ	۱۰۵	عباس علیہ السلام
۱۲۴	یاد رہے	۱۰۶	حضرت عباس رضی اللہ عنہ
۱۲۴	حضرت عبداللہ بن مبارک	۱۰۸	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ
۱۲۴	حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ	۱۰۹	امام حسن مجتبیٰ
۱۲۴	حضرت ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہ	۱۰۹	حضرت حسان بن ثابت
۱۲۵	محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ	۱۱۰	حضرت جابر بن سمرہ
۱۲۵	امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ	۱۱۶	حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ
۱۲۵	امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ	۱۱۶	حضرت عبداللہ بن زبیری
۱۲۵	امام قسطلانی علیہ الرحمۃ	۱۱۷	حضرت عوف بن ابوحنیفہ
۱۲۶	امام زرقانی علیہ الرحمۃ	۱۱۷	حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ
۱۲۶	امام عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ	۱۱۷	حضرت ابو طفیل عامر
۱۲۶	امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ	۱۱۸	مدنی صحابہ کرام
۱۲۷	امام غزالی علیہ الرحمۃ	۱۱۸	حضرت أم عثمان
۱۲۷	امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ	۱۱۸	حضرت ربیع بنت معوذ
۱۲۷	حضرت ابوالموہب شاذلی علیہ الرحمۃ	۱۱۹	حضرت صفیہ
۱۲۷	حضرت سلیمان الجزولی علیہ الرحمۃ	۱۱۹	حضرت أم ایمن علیہا السلام
۱۲۸	قاضی عیاض علیہ الرحمۃ	۱۲۰	حضرت حلیمہ سعدیہ علیہا السلام

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۱۲۵	صمصام	۱۲۸	سید احمد بغدادی، شیخ احمد بدوی علیہما الرحمة
۱۲۶	مولوی عبدالستار صاحب	۱۲۹	امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمة
۱۲۷	احسان الہی ظہیر	۱۲۹	ملا علی قاری
۱۲۷	یزدانی جالندھری	۱۲۹	سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمة
۱۲۷	وحید الزماں حیدر آبادی	۱۲۹	امام ابن حجر مکی
۱۲۸	نواب صدیق حسن بھوپالی	۱۳۰	امام یوسف نبھانی علیہ الرحمة
۱۲۸	قاسمی نانوتوی	۱۳۰	مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمة
۱۲۹	محمد یعقوب نانوتوی	۱۳۰	مولانا روم
۱۲۹	مولوی محمد ذوالفقار	۱۳۱	شیخ سعدی علیہ الرحمة
۱۲۹	اشرف علی تھانوی	۱۳۱	شاہ عبدالحق محدث دہلوی
۱۲۹	محمد ادریس کاندھلوی	۱۳۲	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمة
۱۵۰	محمد انور شاہ کشمیری	۱۳۲	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمة
۱۵۱	قاری محمد طیب دیوبندی	۱۳۳	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمة
۱۵۲	عاشق الہی میرٹھی	۱۳۴	علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمة
۱۵۲	الہی بخش کاندھلوی	۱۳۷	حقیقت میں نور ظاہر میں بشر
۱۵۲	مفتی عبدالرحمن دیوبندی	۱۴۰	نور کا خاکی سے نکاح اور اولاد
۱۵۲	قاضی زاہد الحسنی	۱۴۱	اکابرین وہابیہ کی گواہی
۱۵۳	غلام رسول عالم پوری	۱۴۱	اسمائیل دہلوی
۱۵۳	طاہر جھنگوی	۱۴۲	سید احمد
۱۵۳	کرم الہی	۱۴۲	نواب صدیق حسن بھوپالی
۱۵۳	عنایت علی شاہ	۱۴۳	ثناء اللہ امرتسری
۱۵۴	نور الہی	۱۴۳	حافظ عبداللہ روپڑی
۱۵۴	اشرف علی تھانوی	۱۴۳	قاضی سلیمان منصور پوری
۱۵۴	محمد زکریا سہارنپوری	۱۴۴	حافظ محمد لکھوی
۱۵۴	ضیا الرحمن فاروقی	۱۴۵	نور حسین گرجا کھی

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۱۶۲	امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ	۱۵۵	ضیاء القاسمی
۱۶۲	امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ	۱۵۵	مولوی اسماعیل دہلوی، ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی
۱۶۲	شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ	۱۵۵	شبیر احمد عثمانی دیوبندی
۱۶۳	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ	۱۵۶	سوامی لکشمی جی مہاراج ہندو
۱۶۳	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۱۵۶	جی ایس داراسکھ
۱۶۳	مولانا روم علیہ الرحمۃ	۱۵۷	گرو نانک
۱۶۳	مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمۃ		
۱۶۳	علامہ یوسف نبھانی علیہ الرحمۃ		
۱۶۶	دیوبندی وہابی اکابر کی گواہی	۱۵۸	حضور ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ نہیں
۱۶۶	عبدالحی لکھنوی	۱۵۸	امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
۱۶۶	رشید احمد گنگوہی	۱۵۹	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۱۶۶	دیوبندی بددیانتی	۱۵۹	حضرت ذکوان
۱۶۷	اشرف علی تھانوی	۱۶۰	امام ابن سبغہ رضی اللہ عنہ
۱۶۷	محمد ادریس کاندھلوی	۱۶۰	حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ
۱۶۷	مفتی عزیز الرحمن	۱۶۰	امام قسطلانی رضی اللہ عنہ
۱۶۸	عابد میاں و اکابرین دیوبند	۱۶۰	حافظ رزین محدث علیہ الرحمۃ
۱۶۸	مفتی ظفر احمد عثمانی	۱۶۰	امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
۱۶۹	مفتی مہدی حسن، مفتی جمیل الرحمن دیوبندی	۱۶۱	امام زرقانی علیہ الرحمۃ
۱۶۹	نذیر احمد عرشی	۱۶۱	قاضی عیاض علیہ الرحمۃ
۱۶۹	مولوی نور محمد جوڑا سوتری، حافظ محمد لکھوی	۱۶۱	امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ
۱۷۲	نواب صدیق بھوپالی	۱۶۱	ملا علی قاری علیہ الرحمۃ
۱۷۲	حافظ محمد لکھوی	۱۶۱	امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ
۱۷۲	مفتی برہان علی دیوبندی	۱۶۱	حکیم ترمذی محدث علیہ الرحمۃ
۱۷۲	عنایت علی شاہ دیوبندی	۱۶۲	محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ
۱۷۳	مولوی نور الہی	۱۶۲	امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ

باب دوم

۱۵۸	حضور ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ نہیں
۱۵۸	امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
۱۵۹	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۱۵۹	حضرت ذکوان
۱۶۰	امام ابن سبغہ رضی اللہ عنہ
۱۶۰	حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ
۱۶۰	امام قسطلانی رضی اللہ عنہ
۱۶۰	حافظ رزین محدث علیہ الرحمۃ
۱۶۰	امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
۱۶۱	امام زرقانی علیہ الرحمۃ
۱۶۱	قاضی عیاض علیہ الرحمۃ
۱۶۱	امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ
۱۶۱	ملا علی قاری علیہ الرحمۃ
۱۶۱	امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ
۱۶۱	حکیم ترمذی محدث علیہ الرحمۃ
۱۶۲	محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ
۱۶۲	امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۲۳	جیسا بشر کہا	۱۷۳	مفتی عبدالرحمن دیوبندی
	حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون	۱۷۳	عزیز الرحمن مجذوب
۲۲۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کفار نے اپنے جیسا بشر کہا	۱۷۳	کتب ہندو سے ثبوت
۲۲۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کفار نے اپنے جیسا بشر کہا	۱۷۴	دیوبندیوں کے چند مشہور اعتراضات
۲۲۴	حضور ﷺ کو کفار مکہ نے اپنے جیسا بشر کہا	۱۸۰	اور ان کے جوابات
۲۲۴	حضرت صالح علیہ السلام کو کفار نے اپنے جیسا بشر کہا		حدیث مرسل کی حجیت پر قرآن پاک
	باب چہارم		سے دلائل
۲۳۱	اشرف علی تھانوی نور ہیں	۱۸۰	احادیث مبارکہ سے حدیث مرسل کی
۲۳۱	اللہ کے نور سے مراد تھانوی صاحب ہیں	۱۸۰	حجیت کا ثبوت
۲۳۲	رشید احمد کنگوہی نور مجسم تھے	۱۸۱	دیوبندیوں کی گواہی
۲۳۲	اکابرین دیوبند کے پیرو مرشد نور تھے	۱۸۳	وہابیوں کی گواہی
۲۳۲	خلیل احمد انیسٹھوی نور تھے		باب سوم
۲۳۳	سید احمد نور تھے	۱۹۵	حضور ﷺ کی بے مثل بشریت
۲۳۳	قاسم نانوتوی نور تھے		اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا
۲۳۳	تبلیغی جماعت کے بانی نور تھے	۱۹۵	خان بریلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ
۲۳۳	محمد یوسف دیوبندی بے مثال تھے	۱۹۶	علمائے اہل سنت کا اجماع
۲۳۳	احمد علی لاہوری نور تھے	۱۹۶	قرآن مجید کی روشنی میں
۲۳۳	اکابرین دیوبند نور تھے		احادیث مبارکہ
۲۳۳	مرد حقانی کی پیشانی کا نور	۲۲۲	مخلوق میں سب سے پہلے شیطان نے
	دارالعلوم دیوبند خاک کے پتلوں کو نوری	۲۲۳	نبی کو صرف بشر کہا
۲۳۴	بناتا ہے		حضرت نوح علیہ السلام کو کفار نے اپنی مثل بشر کہا
۲۳۴	مرزا قادیانی	۲۲۳	حضرت ہو علیہ السلام کو کفار نے اپنے جیسا
			بشر کہا
			حضرت شعیب علیہ السلام کو کفار نے اپنے

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۶۷	امام صاوی علیہ الرحمۃ	۲۳۴	انصاف کیجئے
۲۶۷	امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ		حصہ دوم
۲۶۸	سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ		عقیدہ
۲۷۲	وہابی اکابر قاضی شوکانی و حیدر الزماں	۲۳۷	سید عالم رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے نائب اکبر
۲۷۲	دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن		اور خلیفہ ہیں
	عقیدہ اہل سنت کی تائید مخالفین کے	۲۳۷	وہابیہ کی گواہی
۲۷۳	اکابر سے	۲۳۸	قرآن مجید کی روشنی میں
	بانی دیوبندی قاسم نانوتوی حسین احمد	۲۴۰	احادیث مبارکہ کی روشنی میں
۲۷۶	مدنی ابوالاوصاف رومی دیوبندی	۲۴۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریحی اختیارات
۲۷۶	الطاف حسین حالی دیوبندی	۲۵۱	حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ
۲۷۷	نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی	۲۵۵	امام نووی علیہ الرحمۃ
۲۷۹	اکابرین دیوبند کی معتبر کتاب	۲۵۵	امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
۲۷۹	رشید احمد گنگوہی دیوبندی	۲۵۵	شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
۲۸۱	شبیر احمد عثمانی دیوبندی	۲۵۶	امام نووی علیہ الرحمۃ - ملا علی قاری علیہ الرحمۃ
۲۸۱	مفتی عزیز الرحمن دیوبندی	۲۵۹	امام الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالی
۲۸۲	مفتی ظفر احمد عثمانی دیوبندی	۲۵۹	امام الوہابیہ قاضی شوکانی
۲۸۲	مفتی عبدالستار دیوبندی مفتی خیر المدارس ملتان	۲۶۱	حافظ حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی
۲۸۲	امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی	۲۶۱	رشید احمد گنگوہی دیوبندی
۲۸۳	مناظر حسن گیلانی دیوبندی	۲۶۱	حاجی امداد اللہ مہاجر کی
۲۸۳	عنایت علی شاہ دیوبندی	۲۶۲	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
	اشرف علی تھانوی، قاضی زاہد الحسنی، سید	۲۶۶	امام بوسیری رحمۃ اللہ علیہ
۲۸۴	گل بادشاہ	۲۶۶	امام قسطلانی و امام زرقانی
۲۸۴	وحید الزماں حیدر آبادی وہابی	۲۶۷	امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
۲۸۷	محدث دیوبند اصغر حسین	۲۶۷	امام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ
	عبدالماجد دریا آبادی، مفتی ولی حسن ٹونگی	۲۶۷	

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۹۵	بانی دیوبند محمد قاسم نانوتوی	۲۸۷	دیوبندی
۲۹۹	رشید احمد گنگوہی دیوبندی	۲۸۸	نجم الدین احیائی دیوبندی
۳۰۱	اشرف علی تھانوی		ہفت روزہ الاعتصام ہفت روزہ تنظیم
۳۰۲	وہابی مولوی میں بیٹا دینے کی طاقت	۲۸۸	اہل حدیث
۳۰۳	مولوی کا علم غیب اور قوت تصرف	۲۸۸	اسماعیل غزنوی
۳۰۵	وہابی مولوی گنج بخش بھی اور گنج سلب بھی	۲۸۹	خلاصہ کلام
۳۰۶	وہابی مولوی نے مشکل کشائی کردی		وہابیہ دیوبندیہ کی حضور ﷺ سے عداوت
۳۰۷	مولوی نذیر حسین وہابی کا علم و اختیار	۲۹۰	تصویر کا پہلا رخ
۳۰۸	ابن تیمیہ مشکل کشا ہے		دیوبندی حکیم الامت تھانوی کی حضرت
۳۰۸	ابن تیمیہ کی قبر کی مٹی بھی مشکل کشا ہے		خواجہ اجمیری سے عداوت اور بت پرستی
۳۰۹	نتیجہ کلام	۲۹۳	کے فوائد سے آشنائی
۳۰۹	ضمیمہ کا فیصلہ	۲۹۳	تصویر کا دوسرا رخ
		۲۹۳	دیوبند و نجد کی اندھیر نگری
			حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے آگبوٹ کو
		۲۹۴	تباہی سے بچا لیا

انتساب

فقیر مدنی اپنی اس کاوش کی

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجددِ اعظم کشتہٗ عشق رسالت شیخ الاسلام والمسلمین امام
المحدثین سند المتکلمین فقیہہ اعظم امام احمد رضا خان حنفی محدث بریلی علیہ الرحمۃ اور آفتاب
علم و حکمت منبع رشد و ہدایت محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد
صاحب علیہ الرحمۃ فیصل آبادی اور نائب محدث اعظم پاکستان عاشق مدینہ استاذ العلماء
حامی سنت ماحی بدعت سیدی و مرشدی مولانا محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ
آف سمندری کے اسماء مبارکہ سے منسوب کرتا ہوں۔

خادم اہل سنت

محمد کاشف اقبال مدنی

مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام

سمندری ضلع فیصل آباد

فون: 04652-421011

موبائل: 0300-4128993

سرمایہ جاں میں شہید ابرار کی باتیں

کس وجہ کوں دیتی ہیں سہرا کی باتیں

جی چاہے کہ ہر آن کروں ذکرِ پیغمبر

ہوتی رہیں کوئیں سہرا کی باتیں



تقریظ مبارک

ضیغم اہل سنت علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی صاحب آف میلسی

۷۸۶
۹۲

عزیز گرامی مولانا صوفی محمد کاشف اقبال قادری رضوی رشیدی اطال اللہ عمرہ وزید علمہ و فضلہ مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تحفظ و دفاع میں لکھنے کا جذبہ صادقہ اور سچا ولولہ رکھتے ہیں یہ استاذ العلماء برادر طریقت حضرت علامہ صوفی محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض صحبت اور ان کی روحانی برکت کا روح پرور اثر ہے۔

محبی و مخلصی مولانا صوفی محمد کاشف اقبال صاحب سلمہ کی تازہ ترین تالیف مسئلہ نورانیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء و اختیارات مصطفوی کے موضوع پر کتاب ”نورانیت مصطفیٰ“ کے بعض اوراق مختلف مقامات سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ فقیر نے اس کتاب کو دلائل و شواہد و حقائق سے بھرپور پایا۔ اس کا اسلوب تحریر بھی بہت مؤثر و منفرد کتاب کا ہر صفحہ مضبوط دلائل کی بندش میں جکڑا ہوا۔

مولیٰ عزوجل عزیز موصوف کی مساعی جمیلہ کو مذکور فرمائے اور اس پر فتن دور میں ہر باطل فتنہ کار رد و ابطال کرنے کی توفیق رفیق فرمائے اور دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

الفقیر محمد حسن علی رضوی میلسی

تقریظ مبارک

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ و صحبہ اجمعین
 نو عمر فاضل عزیز مولانا محمد کاشف اقبال مدنی سلمہ اللہ تعالیٰ کی متعدد تصانیف میں
 سے ”عقائد اہل سنت و جماعت قرآن و حدیث کی روشنی میں“ حصہ اول (عقیدہ نورانیت
 و اختیارات) جستہ جستہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مجھے خوشگوار حیرت ہوئی کہ نو عمری کے باوجود
 اللہ تعالیٰ نے انہیں عقائد اہل سنت و جماعت میں تصلب کے ساتھ ساتھ وسیع مطالعہ کی
 نعمت بھی عطا فرمائی ہے۔ بعض قنوطیت پسند نو جوانوں کے بارے میں مایوسی کا اظہار کرتے
 ہیں۔ لیکن محمد کاشف اقبال ایسے نو جوانوں کو دیکھ کر بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ مایوسی کی کوئی
 وجہ نہیں ہے۔

ذرا غم ہو تو یہ مٹی بڑی ذرخیز ہے ساقی

بزرگ علماء اور اہل ثروت اگر ایسے نو جوانوں کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کریں تو کوئی
 وجہ نہیں کہ ایسے نو جوان مستقبل میں عظیم مصنف اور مبلغ نہ بن جائیں۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

لاہور

۶ شوال ۱۴۱۴ھ ۱۹ مارچ ۱۹۹۴ء

تقریظ مبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الحمد لله والصلاة والسلام على نبيه و صفیه و حبیبه و آله و اصحابه

اجمعین اما بعد

فقیر نے رسالہ عجالہ نافعہ

چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا۔ مؤلف عزیز مولانا محمد کاشف اقبال مدنی سلمہ کی صغریٰ میں سب جستجو اور طلب صادق پر قابل صد تحسین ہے حوالہ جات درست اور اُن کی بر محل تحریر اُن پر مستزاد ہے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُس سے نئی نسل کو استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس کوشش اور جدوجہد کو شرف قبول اور مزید توفیق سے سرفراز فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلوات والتسلیم

کتبہ ابو الفیض محمد عبدالکریم ابدالوی چشتی رضوی خادم دارالعلوم چشتیہ رضویہ
خانقاہ ڈوگراں ۱۴۱۳ھ ۲۱ شعبان المعظم بروز بدھ

تقریظ مبارک

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا صاحبزادہ محمد غوث رضوی صاحب مدظلہ للعالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنَسَلِّمُ عَلٰی سَیِّدِ

الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اَبَآئِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اِلَہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ

اس بات پر اُمت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ ممکن النظر نہیں بلکہ ممتنع

النظر ہیں۔ آنکھ والوں نے انہیں سراپا نور دیکھا اور دیدہ کور نے اپنے جیسا!

جہنم کے پل صراط سے گزرنے پر جہنم ندادے گا۔

(اے مومن جلدی گزر جا تیرے نور نے میرا شعلہ بجھا دیا) میزان الاعتدال۔ ج ۲ صفحہ ۵۰۴

لہذا ہر مسلمان کو اپنے پیارے نبی ﷺ کو نور مان کر خود بھی نوری بن جانا چاہئے۔ ایسے ہی

نوری صفت نوجوان مناظر و محقق مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی نے نورانیت مصطفیٰ ﷺ

پر لا جواب کتاب تحریر کی ہے۔ اس کتاب میں اپنوں اور بیگانوں کے مستند حوالہ جات دیئے

ہیں۔ بالخصوص کتاب کا وہ منظر تو قابل ملاحظہ ہے۔ جہاں منکرین نور رسالت اپنے مسلک

کے نام نہاد مولویوں کو خود ساختہ نور کہتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ عدم ظل نبی ﷺ پر اور احادیث کی

صحت پر خصوصی بحث اس میں شامل ہے۔

نائب محدث اعظم آقائے نعمت عالم باعمل پیکر سنت پیر ابو محمد محمد عبدالرشید قادری

رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ شفقت نے مصنف موصوف کو وہ بلندیاں عطا کیں ہیں۔ کہ مختصر

عملی زندگی میں کتابوں کے مؤلف و مصنف ہونے کا اعزاز مل گیا۔ جس میں:

۱۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ بریلوی غیروں کی نظر میں

۲۔ وہابیت کے بطلان کا انکشاف

۳۔ مسائل قربانی اور غیر مقلدین

۴۔ خطرے کی لال جھنڈی

۵۔ فضائل و مسائل رمضان اور بیس تراویح۔ وغیرہ

میدان تحقیق کے شہسوار ہونے کے ساتھ آپ میدانِ مناظرہ میں بھی اپنی طرز کا منفرد
تخص رکھتے ہیں۔ مولا تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے بارگاہِ غوثیت و بارگاہِ
رضویت میں آپ کی جملہ مساعی کو دنیٰ فتنہ کی کافضان عطا کرے۔ اور مرشدِ محترم کے مشن
کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فریپ اہل باطل سے ہمیں آگاہ فرمایا!
یہ اہل حق پر احسان و کرم احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا ہے

افقیر ابوالحسن

محمد غوث رضوی

سجادہ نشین آستانہ رضویہ رشیدیہ مظہرِ اسلام

سمندری شریف۔ فیصل آباد

03004294460

کتاب نورانیت مصطفیٰ ﷺ پر شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب کی تقریظ مبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خوش قسمت ہیں وہ اہل ایمان جو اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت پر دل و جان سے ایمان رکھتے ہیں، اس کے احکام پر عمل کر کے زمرۂ اولیاء و صالحین میں شامل ہو جاتے ہیں۔ وہ روحیں کتنی سعید ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حبیب، نبی الانبیاء شفیع روز جزا ﷺ کی رفعتِ شان اور عظمت برہان کے گیت گاتی ہیں اور زندگی کے ہر موڑ اور ہر قدم پر سرکارِ دو عالم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کو سعادت سمجھتی ہیں اگرچہ سنت غیر مؤکدہ اور سنت زائدہ ہی ہوں۔

فاضلِ نوجوان مولانا محمد کاشف اقبال مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ ورعہ مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ، شاہ کوٹ کو مطالعہ کتب کا جنون کی حد تک شوق ہے اور یہ بھی اُن ارجمند روحوں میں سے ہیں جو حضور سید العالمین ﷺ کے فضائل و مناقب تلاش کرتے اور جمع کرتے رہتے ہیں۔

پیش نظر کتاب نورانیت مصطفیٰ ﷺ ان کے حسن عقیدت اور وسعت مطالعہ کا منہ بولتا ثبوت ہے اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

محمد عبدالحکیم

۲۴ جمادی الآخرة ۱۴۲۳ھ

آستانہ قادریہ برکاتیہ

۲۳ اگست ۲۰۰۳ء

لالہ زار فیروز نزد سلیم سکول

رائونڈ روڈ لاہور

حرف آغاز

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے ہم پر یہ احسان عظیم فرمایا کہ ہمیں دولت ایمان عطا فرمائی۔ مذہب حق اہل سنت و جماعت عطا فرمایا۔

اس پر فتن دور میں اہل سنت و جماعت پر ہر طرف سے حملوں کی بھرمار ہے بد مذہبی گمراہی کے طوفان زوروں پر ہیں۔ ایمان کے ڈاکو جگہ جگہ پھرتے ہیں۔ اہل سنت پر کفر و شرک کے فتوے لگائے جا رہے ہیں۔ قربان جائیں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر کہ جنہوں نے ان تمام فتنوں سے اپنے غلاموں کو پہلے ہی خبردار کر دیا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

مجھے تم پر ایک ایسے شخص کا خوف ہے کہ جو قرآن پڑھے گا۔

جب اس پر قرآن کی رونق آ جائے گی۔ اس نے اسلام کی چادر اوڑھ لی ہوگی۔ تو اسے اللہ تعالیٰ جدھر چاہے گا بھگا دے گا۔ اسلام کی چادر سے نکل جائے گا اور اسے پس پشت ڈال کر اپنے پڑوس پر تلوار چلانا شروع کرے گا اور شرک کا فتویٰ لگائے گا۔ حضرت حذیفہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شرک کا کون حق دار ہوگا۔ جس پر شرک کی تہمت لگائی جائے گی یا جو شرک کی تہمت لگائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شرک کا طعنہ دینے والا خود مشرک ہوگا۔

صحیح ابن حبان ج ۱۲ ص ۲۳۸، مسند البزار کشف الاستار ج ۱ صفحہ ۱۹۹، مشکل الآثار ج ۲ صفحہ ۳۲۲، المعجم الکبیر ج ۴، صفحہ ۹۸، مسند الشامیین ج ۲، صفحہ ۲۵۴، کتاب المعروفہ والتاریخ ج ۲، صفحہ ۴۵۸، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۶۵، جامع المسانید والسنن ج ۱ صفحہ ۳۰۱

حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ آج وہابیہ، دیوبندیہ کا اہل سنت و جماعت پر شرک کا فتویٰ لگانا خود ان کے مشرک ہونے کی دلیل ہے۔ اس لیے عوام اہل

سنت کو ان سے خبردار رہنا چاہئے۔ اور یہ بات اپنے ذہن پر نقش کر لینی چاہئے کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب حق ہے اور اس کے تمام عقائد و نظریات قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ تمام صحابہ کرام تابعین تبع تابعین محدثین فقہاء اولیاء اس مذہب پر کاربند رہے۔ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے اسی مسلک کی ترجمانی فرمائی ہے۔

اہل سنت و جماعت کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت کے اعتبار سے نور ہیں اور لباس بشری میں تشریف لائے۔ جو آپ ﷺ کے بشر ہونے کا انکار کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور جو مطلقاً آپ ﷺ کی نورانیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

ایک عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل بنایا ہے اور اولیائے کرام کو بھی تصرفات و اختیارات عطا فرمائے۔ ان امور کا انکار قرآن و حدیث سے بغاوت ہے۔ ان عقائد اہل سنت پر فقیر نے یہ تحریر کی ہے۔ اس میں بے شمار حوالہ جات سے قرآن و حدیث و اکابرین کے دلائل سے اپنا موقف ثابت کیا ہے۔ انشاء اللہ المولیٰ خالی الذہن ہو کر ہماری اس تحریر کو پڑھنے والا معاند بھی ہدایت کی روشنی میں آجائے گا۔

یا درکھنا چاہئے

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ نے جس مسلک کی ترجمانی فرمائی ہے جس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کاربند تھے نائب محدث اعظم مولانا محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ کی فقیر پر خاص نظر شفقت تھی۔ جس کی بدولت فقیر نے دفاع اہل سنت میں متعدد کتب تصنیف کی ہیں۔

پیر طریقت رہبر شریعت مولانا صاحبزادہ محمد غوث رضوی صاحب بھی فقیر کی حوصلہ افزائی فرماتے رہتے ہیں مولانا تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

کتاب کی پروف ریڈنگ کے سلسلے میں مولانا صاحبزادہ محمد غوث رضوی صاحب مولانا قاری محمد حبیب رضا صاحب اور مولانا محمد ہارون رضا صاحب نے معاونت فرمائی۔

مولا تعالیٰ ان کو جزا عطا فرمائے۔

کتاب کی کتابت و کمپوزنگ ہو چکی تھی۔ اس وقت سے خوشخبری ملی ہے کہ مصنف عبد
الرزاق کا وہ نسخہ دستیاب ہو گیا ہے جس میں نور والی حدیث جابر موجود ہے اور وہ عنقریب
شائع ہونے والا ہے۔

دعا ہے کہ مولا تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے مذہب
حق اہل سنت پر استقامت اور اس پر موت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خادم مسلک اعلیٰ حضرت
محمد کاشف اقبال مدنی
مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مطہر اسلام سمندری



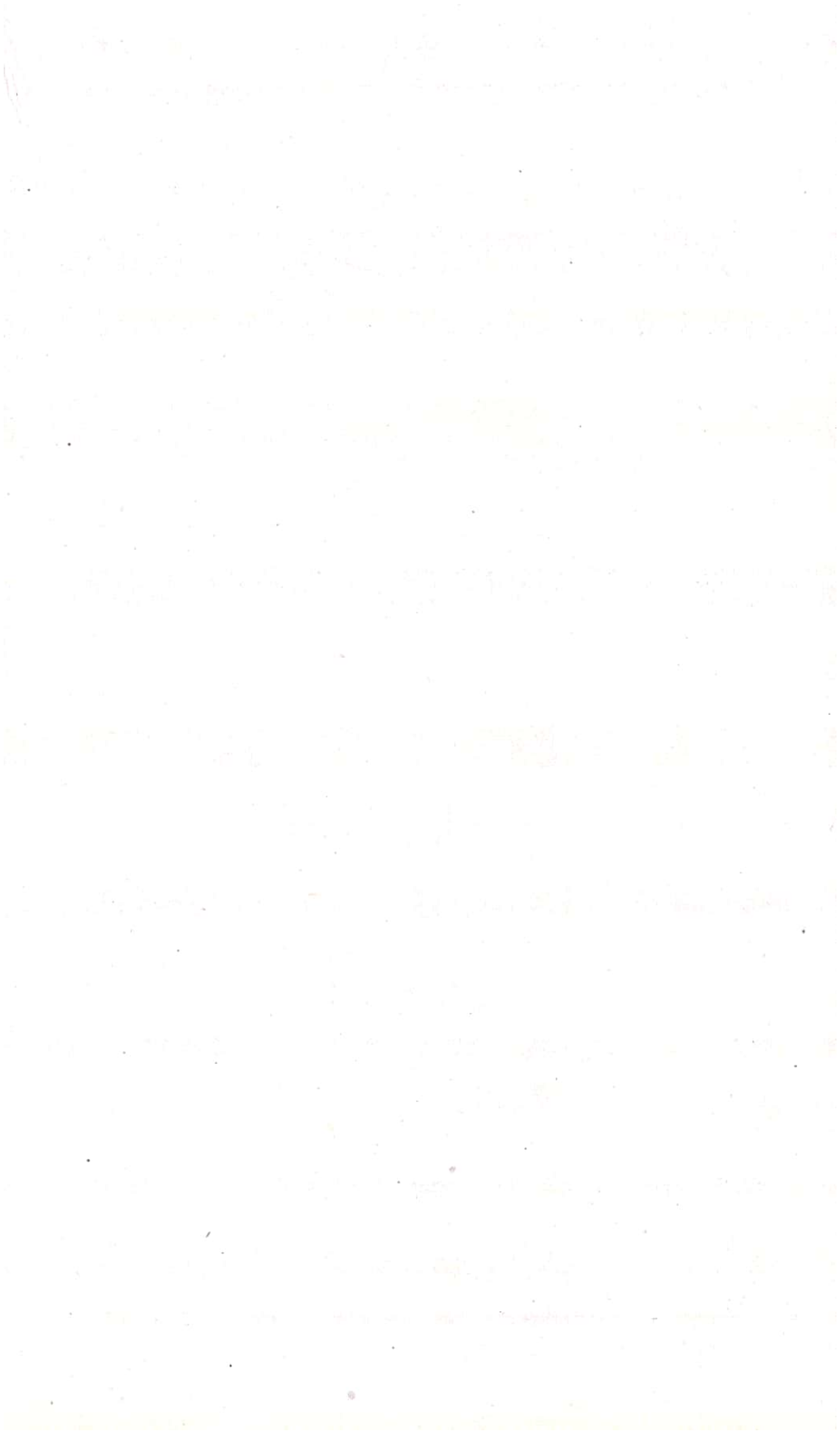
قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين

مستند کتب کے حوالہ جات سے مزین عقائد اہل سنت
قرآن و حدیث کی روشنی میں
حصہ اول

حضور سید عالم ﷺ
کی
نورانیت و حاکمیت

از قلم

مناظر اسلام ترجمان مسلک رضا
مولانا محمد کاشف اقبال مدنی قادری رضوی



باب اوّل

نور انبیت مصطفیٰ ﷺ

حضور ﷺ کے نور ہونے کے دلائل چند ایک یہ ہیں:

قرآن مجید کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (پ ۶ رکوع ۷)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔
تفسیر:

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کے تین اقوال ہیں:

قول نمبر ۱: اس آیت کریمہ میں نور سے مراد حضور ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن پاک ہے جلیل القدر آئمہ تفسیر کا یہی قول اور اسی پر اتفاق ہے چند ایک تفسیری عبارات درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ رَّسُولٌ یعنی محمداً

(تفسیر ابن عباس ص ۷۲: مطبوعہ مصر)

تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور رسول یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آیا۔

۲۔ عمدۃ المفسرین حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

ان المراد بالنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۹۵ مطبوعہ مصر)

بے شک نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔

۳۔ امام المحدثین حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

قد جاء کم من اللہ نور هو النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(تفسیر جلالین ص ۹ مطبوعہ دہلی)

تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا وہ نبی کریم ﷺ ہیں۔

جن کتب تفسیر میں اسی مفہوم کی عبارات موجود ہیں، طوالت سے بچنے کے لئے ان

کے صرف حوالہ جات پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

تفسیر قرطبی ج ۶ ص ۱۱۸، تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۳، تفسیر معالم التنزیل ج ۲ ص ۲۲، تفسیر روح المعانی ج ۶ ص ۹، تفسیر صاوی ج ۵ ص ۲۷، تفسیر مظہری ج ۳ ص ۶۸، تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۲۳۸، تفسیر مدارک ج ۶ ص ۲۶، تفسیر سراج المنیر ج ۱ ص ۳۶، تفسیر ابن جریر ج ۶ ص ۹۲، تفسیر المرائی ج ۶ ص ۸، تفسیر مواہب الرحمن ج ۶ ص ۷۷، تفسیر حسینی ج ۱ ص ۷۱، فارسی ج ۱ ص ۱۶۳ اردو، محاسن التاویل ص ۱۲، تفسیر ابوالسعود ج ۳ ص ۱۸، تفسیر حقانی ج ۶ ص ۲۰، تفسیر زاد المسیر ج ۲ ص ۱۸، تفسیر سواطع الالہام ج ۱ ص ۵۵، تفسیر الثنابی ج ۱ ص ۳۵۳، تفسیر بیضاوی ص ۱۱۱، ایسر التفاسیر ج ۱ ص ۶۱، تفسیر القرآن الجلیل ج ۱ ص ۳۹، تفسیر الواضح ج ۶ ص ۱۲، المیزان فی تفسیر القرآن ج ۵ ص ۲۳۳، شفا ج ۱ ص ۱۱، نسیم الریاض ج ۱ ص ۱۱۲، شرح شفا ج ۱ ص ۱۱۲، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۱۳۳، موضوعات کبیر ص ۸۶، التواضع العطریہ ص ۱۹، مطالع المسرات ص ۱۰۴، جواہر البحار ج ۳ ص ۳۶، زرقانی ج ۳ ص ۱۴۹، اشکال الاقنیاء ص ۳۳۲، صحائف السلوک ص ۳۲، حاشیہ المورد الروی ص ۳۲

دیوبندی وہابی اکابرین کی گواہی

شاہ عبدالقادر دہلوی:

لکھتے ہیں کہ:

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین ○ تحقیق آئی تم کو اللہ کی طرف سے ایک روشنی کہ کفر کی تاریکی کو دور کرتی ہے اور (اپنی) کتاب ظاہر کرنے والی احکام شریعت کو، روشنی محمد ﷺ ہیں اور کتاب قرآن ہے۔ (تفسیر موضح القرآن ص ۱۰ مطبوعہ لاہور)

وہابیہ کے امام ابراہیم میرسیا لکوٹی لکھتے ہیں کہ

(شاہ عبدالقادر دہلوی) اپنے زمانہ کے جملہ اہل کمال کے حلقہ میں ایسے ممتاز تھے جیسے

جھلملاتے تاروں کے حلقہ میں پوری روشنی کا چاند، قرآن مجید کے بامحاورہ اردو ترجمہ اور تفسیر موضح القرآن کے علاوہ آپ کی کوئی اور تصنیف دستیاب نہیں ہوئی ترجمے اور حواشی

میں اختصار زبان اور جامعیت ایسی ہے کہ عربی اور اردو زبان کے محاورات جاننے والے عیش عیش کراٹھتے ہیں۔ کسی بزرگ نے سچ کہا ہے کہ اگر قرآن مجید اردو میں نازل ہوتا تو ان محاورات کے لباس سے آراستہ ہوتا جس کی رعایت شاہ عبدالقادر نے برتی ہے۔

(تاریخ اہل حدیث ص ۲۸۹ مطبوعہ سرگودھا)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے موضح القرآن کو نافع تراست لکھا ہے۔

(المقاتلہ الفصیہ ص ۱۱)

دیوبند کے شیخ القرآن غلام اللہ خان نے شاہ عبدالقادر کو امام المکرّم جمین لکھا ہے۔

(جواہر القرآن ص ۱۵۳)

پیر احمد گنگوہی:

دیوبندی قطب العالم رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ

حق تعالیٰ در شان حبیب خود ﷺ فرمود کہ البتہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالیٰ نور و کتاب مبین، مراد از نور ذات پاک حبیب خدا ﷺ ہست (امداد السلوک ص ۸۵ فارسی)

حق تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی شان میں فرمایا ہے کہ بے شک آیا تمہارے پاس حق تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب اور نور سے مراد حبیب خدا ﷺ کی ذات ہے۔

(امداد السلوک ص ۱۵ مطبوعہ لاہور)

قاضی شوکانی:

وہابیہ کے امام قاضی شوکانی اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ

قال الزجاج النور محمد صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر فتح القدیر ج ۲ ص ۲۳ مطبوعہ مصر)

زجاج نے کہا کہ نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔

نواب صدیق حسن بھوپالی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی بھی یہی لکھتے ہیں کہ

قال الزجاج النور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(تفسیر فتح البیان ج ۲ ص ۳۶۸ مطبوعہ مکتبہ ابن تیمیہ)

زجاج نے کہا کہ نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔

یہی نواب لکھتے ہیں کہ

زجاج نے کہا کہ مراد نور سے حضرت ہیں یا اسلام یا قرآن۔

(تفسیر ترجمان القرآن)

قاضی سلیمان منصور پوری:

وہابیہ کے مقتدر عالم قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ قد جاء کم من اللہ

نور و کتاب مبین O خازن و معالم میں نور کو نبی صلعم ہی کی ذات بتایا ہے۔

(رحمۃ للعلمین ج ۳ ص ۲۲۵ مطبوعہ لاہور)

یہی آیت لکھ کر قاضی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ

اس آیت میں وجود باوجود نبی کریم کو نور بتلایا گیا ہے۔ (شرح اسماء الحسنی ص ۱۵۴ مطبوعہ لاہور)

وحید الزماں حیدر آبادی:

وہابیہ کے مجتہد مترجم صحاح ستہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ

(نور) یعنی حضرت محمد یا دین اسلام (تبویب القرآن حاشیہ ص ۱۴۹)

ثناء اللہ امرتسری:

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ تمہارے پاس اللہ کا نور محمد ﷺ اور

روشن کتاب قرآن شریف آئی۔ (تفسیر ثنائی ج ۲ ص ۹۹ تفسیر ثنائی سورۃ المائدہ ص ۱۱ مطبوعہ امرتسر)

حافظ محمد لکھوی:

وہابیہ کے حافظ محمد لکھوی رقمطراز ہیں کہ

نور سے مراد محمد یا دین اسلام جو دین ربانی (تفسیر محمدی ج ۲ ص ۲۳)

اشرف علی تھانوی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی اسی آیت کے متعلق لکھتے ہیں کہ

۱۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

یہ ایک مختصری آیت ہے اس میں حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی دونوں نعمتوں کا عطا فرمانا اور ان دونوں نعمتوں پر اپنا احسان ظاہر فرمانا بیان فرمایا ہے ان دونوں نعمتوں میں ایک تو حضور ﷺ کا وجود باجود ہے اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے ایک کو لفظ نور سے ذکر فرمایا ہے اور دوسرے کو کتاب کے عنوان سے یاد فرمایا ہے۔

(شرف لمواعظ ص ۱۲۸، مواعظ میلاد النبی ص ۱۳۸، تلخ الصدور ص ۱۲۰ النور ص ۲)

جی یہ چاہتا ہے کہ نور سے مراد حضور ﷺ ہوں۔ (مواعظ میلاد النبی ص ۲۳۹، مطبوعہ لاہور)

شبیر احمد عثمانی:

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ شاید نور سے مراد خود نبی کریم صلعم اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۴۲ مطبوعہ کراچی)

محمد ادریس کاندھلوی:

دیوبندی شیخ التفسیر ادریس کاندھلوی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ہے مراد محمد رسول اللہ ﷺ

(تفسیر معارف القرآن ج ۲ ص ۳۱۱ مطبوعہ لاہور)

قرآن پاک میں آپ ﷺ کو اور قرآن کریم کو نور مبین کہا گیا ہے۔

(بشار النبین ص ۵، سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۵۱۶ مطبوعہ لاہور)

کاندھلوی صاحب کی کتاب بشار النبین انگریزی میں بھی شائع ہوئی ہے اس سے

بھی مذکور حوالہ حاضر خدمت ہے۔

IN THE QURAN BOTH THE HOLY PROPHET AND THE QURAN ITSELF ARE CALLED THE LIGHT.
(PROPHECIES OF THE PROPHETS PAGE 48)

بادشاہ گل بخاری:

دیوبندی شیخ الاسلام حسین احمد مدنی کے خلیفہ مجاز بادشاہ گل بخاری اسی آیت کے تحت

لکھتے ہیں کہ

۱۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

یہاں نور سے مراد جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔ (نور و بشر ص ۱)

محمد اشرف سلیم:

وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم بھی اس آیت میں نور سے مراد حضور سید عالم ﷺ کی

ذات بتاتے ہیں۔ (شان معطفہ ج ۲ ص ۳۲ مطبوعہ لاہور)

مشتاق احمد:

دیوبندی عالم مشتاق احمد اسی آیت کے متعلق لکھتے ہیں کہ نور سے مراد حضرت رسول

اکرم ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن ہے۔ (التوکل ص ۲۲)

یاد رہے یہ کتاب دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن، شبیر احمد عثمانی، مفتی محمد شفیع کی مصدقہ ہے۔

قاری محمد طیب:

دیوبندی حکیم الاسلام قاری محمد طیب اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے

تمہارے پاس نور پہنچا اور نور سے مراد ذات محمدی ہے۔ (خطبات حکیم الاسلام ج ۵ ص ۱۲ مطبوعہ ملتان)

ابوالکلام آزاد:

دیوبندی وہابی امام ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں کہ

نور سے مراد حاصل قرآن ﷺ کا وجود اقدس ہے اور کتاب مبین قرآن ہے۔

(خطبات ابوالکلام ص ۱۱۹)

محمد نعیم دیوبندی:

دیوبندی عالم محمد نعیم لکھتے ہیں کہ

من اللہ نور اس سے مراد کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ دونوں ہو سکتے ہیں۔

(تفسیر انوار القرآن ج ۳ ص ۵۹ مطبوعہ دیوبند)

عبدالماجد دریا آبادی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں کہ

نور سے اشارہ ہے رسالت محمدی کی جانب اور کتاب مبین سے قرآن کی جانب۔

(تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۲۴۲)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک شائع پمفلٹ میں ہے کہ

اس آیت میں نور سے مراد حضور ﷺ اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

(عقیدہ ختم نبوت ص ۵ مطبوعہ نکانہ صاحب)

عابد میاں دیوبندی لکھتے ہیں کہ

یعنی لوگو خدا کی طرف سے تمہارے پاس نور یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اور قرآن مجید آچکا ہے..... ارباب تفسیر لکھتے ہیں کہ اس مبارک آیت میں نور سے مراد رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں فی الحقیقت جناب رسالت مآب ﷺ کا نور مبارک آفتاب اور ماہتاب کے نور سے لاکھوں درجہ زیادہ ہے غور کیجئے کہ چاند ایک حد کے بعد گھٹنے لگتا ہے مگر سبحان اللہ نوری محمدی ﷺ ہر آن اور ہر گھڑی میں دن دو گنا اور رات چو گنا ہے۔

(رحمۃ اللعالمین ص ۸۲ مطبوعہ کراچی)

کرم الہی دیوبندی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ کرم الہی نکودروی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ

اس آیت میں آپ کو نور فرمایا گیا ہے..... کیوں کہ تمام کائنات کا مرجع یہی نور ہے۔

سفینۃ افضال الرحمن ص ۳۰۶ مطبوعہ نکودر

عاشق الہی میرٹھی:

دیوبندی مقتدر عاشق الہی میرٹھی اسی آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ مزید فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ کا نور آیا ہے اور واضح بیان کرنے والی کتاب آئی ہے نور سے مراد سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔

تفسیر انوار البیان ج ۳ ص ۵ مطبوعہ ملتان

محمد سلیمان عبداللہ وہابی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

النور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نور حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (زبدۃ التفسیر ص ۱۳۹ مطبوعہ کویت)

Indeed there has come to you from Allah a light (Prophet Muhammad) and a plain Book this Quran. (The Noble Quran Page No. 211)

دوسرا قول:

بعض آئمہ تفسیر نے یہ بھی فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں نور اور کتاب دونوں سے مراد

حضور ﷺ ہیں:

محدث جلیل ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

نور اور کتاب سے قرآن پاک مراد لینے والوں کو کہا جائے گا۔ کہ یہاں ان دونوں کو حضور ﷺ کی نعت اور صفت بنانے میں کیا رکاوٹ اور دشواری ہے۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس نور ہی نہیں بلکہ انوار کا سرچشمہ ہے۔ اور روشن کتاب بھی ہے کیوں کہ آپ ﷺ تمام اسرار الہی کے جامع احکام شرعیہ کے شارح اور اخبار و احوال سے آگاہ فرمانے والے

ہیں۔ (شرح شفا ج ۱ ص ۱۱۴)

رئیس المفسرین علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں کہ نور اور روشن کتاب دونوں سے حضور ﷺ کی ذات اقدس مراد لی جائے، کیوں کہ ان کا اطلاق حضور ﷺ کی ذات اقدس پر بلاشبہ ہوتا

ہے۔ (تفسیر روح المعانی ج ۶ ص ۹۷)

تیسرا قول:

اس آیت کریمہ میں نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن پاک ہے اس قول کو آئمہ

تفسیر نے رد کر دیا ہے۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس قول کے متعلق لکھتے ہیں کہ

هذا ضعيف لان العطف يوجب المغايرة بين المعطوف والمعطوف
عليه (تفسير كبير ج ۳ ص ۳۹۵)

یہ قول ضعیف ہے کیوں کہ عطف معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت ثابت کرتا ہے۔

اب دیکھئے یہ قول (۳) کس کا ہے علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ ابوعلی جبائی نے کہا کہ نور سے مراد قرآن ہے..... زمخشری نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔ (روح المعانی ج ۶ ص ۹۷)
زمخشری نے تفسیر کشاف ج ۱ ص ۶۱ پر یہی نقل کیا ہے۔

زمخشری کا نام جار اللہ ہے اور زمخشری نام سے مشہور ہیں۔ یہ معتزلی تھے زمخشری نے اپنی کنیت بھی ابوالمعتز لے رکھی تھی معتزلہ ایک گمراہ ٹولہ تھا۔

زمخشری کے متعلق علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

وكان صاحب الكشف يكنى نفسه ابا البتلة (نبراس ص ۲۸)

اور دوسرا ابوعلی جبائی بھی معتزلی تھا علامہ عبدالعزیز پرہاروی ہی لکھتے ہیں کہ ابوعلی جبائی جس کا نام محمد بن عبد الوہاب تھا بصرہ کے معتزلہ میں سے تھا۔ (نبراس ص ۲۹)

تبصرہ:

اس آیت کریمہ اور ان تفصیلی حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہو چکا کہ حضور ﷺ نور ہیں۔

۲۔ ارشاد ربانی ہے کہ

يريدون ان يطفئوا نور الله بافواههم ويأبى الله الا ان يتم نوره
ولو كره الكافرون (پ ۱۰ سورۃ توبہ ركوع ۱۱)

(کفار ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں۔ اور اللہ ان کے ارادوں کا مخالف ہے۔ مگر یہ کہ اپنے نور کو پورا ہی کرے گا، اگرچہ کافر پسند نہ کریں۔

۳۔ يريدون ليطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون
(پ ۲۸ ركوع ۹)

یہ لوگ (کفار) ارادہ کرتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے۔ اگرچہ کافر پسند نہ کریں۔

ان آیات کریمہ میں اللہ کے نور سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

امام المحمد ثین حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

عن الضحاك رضى الله عنه فى قوله يريدون ان يطفؤا نور الله

يقول يريدون ان يملك محمداً صلى الله عليه وسلم (تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۲۳)

محدثین کرام کی جن کتب میں اسی مفہوم کی عبارات موجود ہیں ان کے صرف حوالہ

جات درج ذیل ہیں۔

(تفسیر نسفی ج ۲ ص ۹۲ تفسیر سواطع الالہام ج ۱ ص ۲۹، تفسیر ابن جریر ج ۲۸ ص ۵۳، تفسیر کشاف ج ۲ ص ۱۴۹، موضوعات کبیر

ص ۸۶، روح البیان ج ۷ ص ۱۹۸، مطالع المسرات (استناداً کم ۱۰۴، نسیم الریاض ج ۲ ص ۳۹۶)

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

مشیت الہی کے خلاف کوئی کوشش کرنا ایسا ہے جیسے کوئی احمق نور آفتاب کو منہ سے

پھونک مار کر بجھانا چاہے یہی حال حضرت محمد ﷺ کے مخالفوں اور ان کی کوششوں کا ہے۔

(تفسیر عثمانی ص ۷۱۶)

۴۔ ارشاد ربانی ہے کہ

الله نور السموات والارض مثل نوره كمشكاة فيها مصباح (پ ۱۸ رکوع ۱۱)

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس

میں چراغ ہے۔

اس آیت کریمہ میں مثل نورہ (اس کے نور کی مثال) سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر اور ضحاک رحمہما فرماتے ہیں کہ

مثل نوره وقال سعيد بن جبير والضحاك هو محمد صلى الله عليه وسلم

(تفسیر معالم التنزیل ج ۳ ص ۳۴، شفا ج ۱ ص ۱۷)

حضرت سہل بن عبد اللہ رحمہما کا یہی قول ہے۔ (شفا ج ۱ ص ۱۷، نسیم الریاض ج ۱ ص ۱۴)

محدثین کی جن کتب میں اسی مفہوم کی عبارات موجود ہیں ان کے صرف حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں۔

(تفسیر کبیر ج ۶ ص ۴۰۳، تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۱۴۱، تفسیر خازن ج ۵ ص ۶۳، تفسیر روح المعانی ج ۸ ص ۱۶۶، تفسیر ابن جریر ج ۱۸ ص ۹۸، تفسیر زاد المسیر ج ۵ ص ۳۸۲، تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۵۵۵، تفسیر سواطع الالہام ج ۲ ص ۶۱، تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۲۲، تفسیر حقانی ج ۳ ص ۳۸۳، تفسیر نیشاپوری ج ۸ ص ۹۳، زرقانی ج ۳ ص ۱۸۳، شفا ج ۱ ص ۱، شرح شفا ج ۱ ص ۱۰۹، نسیم الریاض ج ۱ ص ۱۴۱، المورد الروی ص ۴۵، جمع الوسائل ج ۴ ص ۲۷، اشعة اللمعات ج ۲ ص ۷۲، جواہر البحار ج ۱ ص ۶، مطالع المسرات ص ۱۰۴ اشکال الاقنیاء ص ۴۴۲)

اعلیٰ حضرت بریلوی:

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین و ملت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ

شمع دل مشکوۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

حافظ لکھنوی وہابی:

حافظ لکھنوی وہابی بھی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ
ابن عباس نے کعب احباروں وچ معاملہ لیا
جو نور اللہ دا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سینہ طاق ٹھہرایا

(تفسیر محمدی ج ۴ ص ۳۰)

۵۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۖ وَدَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ

وسراجا منیرا (پ ۲۲ رکوع ۳)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک ہم نے تجھے بھیجا، حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا، اور ڈر سنا تا، اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

امام قسطلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

فهو السراج الكامل في الاضاءة ولم يوصف بالوہاج لان المنیر هو

الذی ینیر من غیر احراق بخلاف الوہاج (مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۱۷۱)
حضور ﷺ روشنی میں سراج کامل ہیں، اور سورج کی طرح وہاج (جلانے والا) کی
صفت سے متصف نہیں بلکہ منیر فرمایا کیوں کہ منیر اس کو کہتے ہیں جو اشیاء کو روشن کرے مگر
جلائے نہیں وہاج کے خلاف، (اسی مفہوم کے لیے دیکھئے):

(زر قانی ج ۳ ص ۱۷۱، بیان السیاد النبوی ص ۹، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۸۱، روح البیان ج ۷ ص ۱۹۷)

ابن قیم:

دیوبندی وہابی مذہب کے امام ابن قیم رقمطراز ہیں کہ
اللہ نے آپ ﷺ کا نام سراجا منیر روشن چراغ رکھا۔ (زاد المعارج ص ۸۳)

اشرف علی تھانوی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ
ہمارے حضور جو دنیا میں تشریف لائے، تو سراپا نور بن کر آئے ہیں، کہ خود بھی منور ہیں
اور دوسروں کی ظلمت کو بھی نور سے مبدل فرماتے ہیں۔ (نور النور ص ۷۳، مواظب میلاد النبی ص ۲۵۳)
مزید لکھتے ہیں کہ

تو چراغ کی طرح آپ ﷺ میں بھی علاوہ خود نورانی ہونے کے دو صفتیں ہوئیں،
ایک یہ کہ آپ دوسروں کو منور کرتے ہیں، دوسرے یہ کہ آپ بعضوں کو منور بنانے والے
ہیں۔ (الرحم والوضوح ص ۹، مواظب میلاد النبی ص ۲۸۲)

شبیر احمد عثمانی:

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ
آپ آفتاب نبوت و ہدایت ہیں جس کے طلوع ہونے کے بعد کسی دوسری روشنی کی
ضرورت نہیں رہی۔ سب روشنیاں اسی نور اعظم (حضور ﷺ) میں محو و مدغم ہو گئیں۔
(تفسیر عثمانی ص ۵۵)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی:

اکابرین دیوبندی کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ

نور احمد سے منور ہے دو عالم دیکھو
دیکھتے ہو وہ وخورشید کی تنویر عبث

(گلزار معرفت ص ۸ کلیات ادبیہ)

مفتی محمد شفیع دیوبندی:

دیوبندی مفتی اعظم محمد شفیع آف کراچی لکھتے ہیں کہ
سراج کے معنی چراغ اور منیر کے معنی روشن کرنے والا ہے آنحضرت ﷺ کی پانچویں
صفت اس (آیت) میں یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ آپ روشن کرنے والے چراغ ہیں۔
(تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۷۷، سیرۃ رسول اکرم ص ۳۶۸)

عابد میاں:

دیوبندی عابد میاں سورتی لکھتے ہیں کہ
سورج نور فانی ہے مگر حضور اکرم ﷺ کا نور مبارک دن دو نارات چو گنا ہے۔
(رحمۃ اللعالمین ص ۱۱۲)

قاضی زاہد الحسینی:

دیوبندی شیخ التفسیر احمد علی لاہوری کے خلیفہ قاضی زاہد الحسینی لکھتے ہیں کہ حضرت حسان
بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کرتے ہیں کہ فامی سراجا منیر ایلوح
کمالاح الصیقلمھند (دیوان حسان بن ثابت)
آپ ایسا چراغ ہیں جو ہمیشہ روشنی دیتا رہے گا، اور آپ یوں چمکتے ہیں جیسے مقبل شدہ
تکوار چمکتی ہے۔ (رحمت دو عالم ص ۲۶ مطبوعہ لاہور)

دیوبندی ترجمان:

دیوبندی ترجمان لکھتا ہے کہ

یہ وہ در ہے کہ جس در پر بصیرت نور پاتی ہے یہ وہ گھر ہے جہاں ہوتے ہیں اہل نظر پیدا۔

(ماہنامہ الرشید جنوری ۱۹۸۷ء)

نواب صدیق حسن بھوپالی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں یوں عرض گزار ہیں کہ

يا ايها الشمس الرفيع مكانه صاء ت بنورك مساحة التراب
اے بلند مقام آپ ﷺ کے نور سے زمین کے سارے میدان روشن ہو گئے۔

(فتح الطیب ص ۱۰۶ ماثر صدیقی ج ۲ ص ۳)

حکیم صادق سیالکوٹی:

وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ
منیر کے معنی ہیں روشن کرنے والا، وہ شے جو خود بھی روشن ہو اور دوسری شے کو بھی
روشن کرے۔ (جمال مصطفیٰ ص ۱۳)

اسمائیل سلفی:

وہابیہ کے مقتدر عالم اسمائیل سلفی لکھتے ہیں کہ
آپ ﷺ کے نور کو سورج اور چاند کے نور سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ (فتاویٰ سلفیہ ص ۱۸)

خطبات ثنائی:

وہابیہ کی اس کتاب میں ہے کہ
منیر کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہستی خود تو نور ہے جو اس کے دامن رحمت میں آیا وہ بھی نور
ہو گیا۔ (خطبات ثنائی حاشیہ ص ۸)

محمد ابراہیم میر سیالکوٹی:

وہابیہ کے امام العصر محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس
کو حق تعالیٰ نے سراجاً منیر بنایا۔ پس وہاں سے روشنی آنے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت
ہے اول یہ کہ وارث نگ درست ہو یعنی پیرو مرشد متبع سنت صحیح العقیدہ صالح العمل ہو، کہ

آنحضرت ﷺ سے تعلق قلبی رکھتے ہوئے وہاں سے نور حاصل کرے اور پھر اس کا عکس مرید پر ڈالے۔ (تفسیر سورت کہف ص ۶۲ مطبوعہ امرتسر)

مزید لکھتے ہیں کہ

نبی صلعم آفتاب عالمتاب ہیں اور صدیق و شہید اور صالحین جو آپ سے نور حاصل کرنے والے ہیں آپ کے خلفاء ہیں۔ چنانچہ آنحضرت کی نسبت یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہداً الی الآخر الایة (واضح البیان ص ۳۳)

مزید لکھتے ہیں کہ

حق تعالیٰ نے جہاں ذات اقدس حضور اکرم ﷺ کو سارے عالم اور عالمیان کے لیے رحمت بنایا ہے وہاں آپ ﷺ کو سراجا منیرا (آفتاب عالمتاب) بھی فرمایا ہے کہ دنیا جہاں کے لوگ آپ ﷺ سے نور قلبی حاصل کریں۔ (سراجا منیر ص ۸)

عربی زبان میں منیراً لازم بھی ہے اور متعدی بھی لازم کا مفاد یہ ہے کہ وہ روشن ہے اور متعدی کا حاصل یہ ہے کہ دوسرے کو روشنی دینے والا ہے۔ (سراجا منیر ص ۹)

قاضی سلیمان منصور پوری:

دیوبندیہ وہابیہ کے مقتدر عالم قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ

قرآن مجید نے نبی ﷺ کو سراجا منیرا کہا ہے اور یہ بتلا دیا کہ حضور کی ذات گرامی میں ہفت اقلیم عالم کی رہبری کے رنگ جمع ہیں اور جامعیت کا یہ نور ہر ایک نزدیک دور کا باصرہ اور بصیرت افزا ہے۔ (سید البشر ص ۵۲)

مزید لکھتے ہیں کہ نظام شمسی میں آفتاب کا بہت بڑا درجہ ہے، کیوں کہ نظام ہذا کے جملہ سیارگان کا قبلہ اعظم جس کا طواف ان اجرام پر لازم ہے۔ یہی نیر اکبر ہے عالم کون و فساد میں بھی آفتاب کی بہت بڑی ضرورت ہے اس کی حرارت اس کا نور ہر اک شے کے وجود اور قیام پر گہرا اثر رکھتا ہے ہاں عالم مادی کا آفتاب ایسا ہی ہے اب خداوند کریم عالم روحانی سے نیر اعظم (رسول اللہ ﷺ) کو اپنے نور میں دکھلاتا ہے اور سیدنا و مولانا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

محمد رسول اللہ کو سراجاً منیر کے خطاب سے روشناس عالم فرماتا ہے سچ ہے کہ جملہ سیارگان سماء نبوت کا مدار اعظم یہی ہے۔ اور عالم شریعت کی بقائے دوام کی علت اولیٰ بھی (ﷺ) آفتاب رات کی تاریکی دور کرتا ہے اور سراج منیر نے ظلمت کفر و شرک کو محو کر دیا ہے آفتاب کی روشنی سب تاروں پر چھا جاتی ہے انہیں چھپا لیتی ہے سراج منیر کی شریعت بھی تمام شریعتوں کی مہمکن ثابت ہوتی ہے اور آفتاب کی روشنی جرائم روک دیتی ہے سراج منیر کے نور نے بھی معاصی کو بند کر دیا ہے

آفتاب ایک وقت میں جاہلیت کی ظلمت جہالت کی تاریکی کفر و شرک کی سیاہی رسوم کے اندھیر رواج کی گھٹا تقلید کی اندھیاری کو اپنی نورانی شعاعوں سے اٹھا کر دلوں کو نور ایمان سے دماغوں کو عقائد صحیحہ کی لمعات سے آنکھوں کو کتاب مبین کے مطالعہ سے خلاء کو نورانی تعلیم سے دھندلے تذبذب کو دلائل ساطعہ سے تاریک ظنوں کو براہین مبینہ سے روشن فرما دیا اسی روشنی میں ہر ایک نے حقیقت اشیا کو دیکھا اور ہر ایک کی نگاہ خود اپنے آپ کو بھی دیکھ سکنے کے بھی قابل ہوئی وہ جو انسانیت کی حقیقت کو فراموش کر بیٹھے تھے اب خود اصحابی کا لخم با ایہم اقتد یتم احمد یتم ثابت ہوئے۔ وہ جو عنایات سے راہ ور ہنما گم کردہ تھے اب خود خضر راہ بنے۔

بعض شیر چشم آفتاب کی روشنی میں چندھیا جاتے ہیں اور بعض بوم طبع رات کی تاریکی ہی میں پروبال کھولتے ہیں یہی حال ان تیرہ درونوں کا ہے جو انوار محمدی کی تاب نہیں لا سکتے اور ضوء رسالت سے مستنیر نہیں ہوتے مومنین کو تو اس سراج ربانی پر پروانہ وار شمار ہونا ضروری ہے۔ (رحمۃ اللعین ج ۲ ص ۳۹۸)

قاری محمد طیب دیوبندی:

دیوبندی حکیم الاسلام قاری محمد طیب لکھتے ہیں۔

اس موقعہ پر آپ کے ذہن میں شاید یہ کھٹک پیدا ہو کہ سراج کے معنی تو لغت عرب میں چراغ کے ہیں، سورج کے نہیں، اس لیے اس آیت میں اگر آپ کو تشبیہ دی گئی ہے تو روشن چراغ سے الٹ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا، اور نہ ہی اس تشبیہ سے آپ کے ہمہ گیر

کمالات پر کوئی جامع روشنی ہی پڑ سکتی ہے تو پھر سراج سے سورج کیسے مراد لے لیا گیا۔
 جواباً عرض ہے کہ جہاں تک لغت کا تعلق ہے عربی زبان میں سراج کے معنی محض چراغ
 ہی کے نہیں بلکہ سورج کے بھی آتے ہیں چنانچہ لسان العرب کی تیسری جلد میں والشمس
 سراج النہار (آفتاب دن کا چراغ ہے کہہ کر آفتاب کو چراغ کہا گیا ہے جس سے واضح ہوا
 کہ لغت میں شمس چراغ کو بھی کہتے ہیں اور پھر السراج الشمس چراغ سورج ہے کہہ کر
 چراغ کو آفتاب کہا گیا ہے جس سے واضح ہوا کہ لغت میں سراج سورج کو بھی کہتے ہیں
 آگے صاحب لسان العرب نے اس پر اس آیت کریمہ سراج منیر کو بطور دلیل کے پیش کیا
 ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے نزدیک بلحاظ لغت اور بلحاظ تفسیر اس آیت میں سراج کے
 معنی چراغ کے بھی لئے جاسکتے ہیں اور سورج کے بھی چنانچہ اس کی تصریح کرتے ہوئے
 لکھتے ہیں۔

انما یرید مثل السراج الذی یرتضاء بہ او مثل الشمس فی النور
 والظہور

بلاشبہ اس آیت میں سراج منیر سے حق تعالیٰ نے حضورؐ کو یا چراغ کی مثل فرمایا ہے
 جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے یا آفتاب کی مانند فرمایا ہے نور میں اور ظہور میں۔
 اس سے واضح ہے کہ سراج منیر سے حضور کو آفتاب سے تشبیہ دیا جانا لغت کے عین
 مطابق ہے تفاسیر کو دیکھا جائے تو ان کی رو سے بھی سراج کے معنی چراغ اور آفتاب دونوں
 کے لئے جاسکتے ہیں صاوی حاشیہ جلالین میں لکھتے ہیں:

قوله و سراجا یحتمل ان المراد بالسراج الشمس وهو ظاهر ویحتمل
 ان المراد به البصباح

سراج منیر کے معنی میں دونوں احتمال ہیں ایک یہ کہ سراج سے مراد آفتاب ہو اور دوسرا
 یہی ہے اور دوسرے یہ کہ اس سے مراد چراغ ہو۔

بیضاوی کے محشی نے بھی آیت میں دونوں احتمالوں کا ذکر کیا ہے کہا ہے کہ

۱۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وهو الشمس لقوله تعالى وجعل الشمس سراجا او المصباح
سراج منیر جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے یا تو اس سے مراد آفتاب ہے کیوں کہ
قرآن نے آفتاب ہی کو سراج کہا ہے یا چراغ مراد ہو۔
حافظ ابن کثیر محدث اپنی مشہور و مقبول تفسیر میں لکھتے ہیں:

قوله وسراجا منیرا ای وامرک ظاہر فیما جئت به من الحق
کاشس فی اشراقها واضاء تھا لایجحدھا الامعاند
سراج منیر کے معنی یہ ہیں کہ اے پیغمبر تمہارا معاملہ تمہاری لائی ہوئی شریعت کے بارہ
میں ایسا نمایاں اور واضح ہے یعنی تم اپنے امر میں ایسے روشن اور کھلے ہوئے ہو جیسے سورج
اپنی چمک دمک میں نمایاں ہوتا ہے کہ معاند کے سوا کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

بہر حال تفسیروں کا رخ اس بارہ میں واضح ہے کہ سراج سے سورج بھی مراد لیا جاسکتا
ہے۔ اور لیا گیا ہے چنانچہ ابن کثیر نے احتمال کے طور پر نہیں بلکہ یقین کے ساتھ واضح کر دیا
کہ یہاں سراج سے سورج ہی مراد ہے اس لیے لغت اور تفسیر دونوں اس پر متفق ہیں کہ
یہاں سراج سے آفتاب مراد لیا جانا لغت اور تفسیر دونوں کے لحاظ سے درست اور صحیح ہے۔
لغت اور تفسیر کے علاوہ اگر عین قرآن پر نظر کی جائے تو اس سے تو نمایاں طور پر واضح
ہوتا ہے۔ کہ یہاں سراج منیر کے معنی آفتاب ہی کے لیے گئے ہیں اور ذات بابرکات نبوی
کو آفتاب ہی ثابت کرنا مقصود ہے کیوں کہ قرآن حکیم کی اصطلاح میں سراج لقب ہی
آفتاب کا ہے اور اس سے سورج ہی مراد لیا جاتا ہے جیسا کہ قرآنی تعبیر میں چاند کا لقب نور
ہے اور اس سے چاند ہی مراد ہوتا ہے چنانچہ سورہ نوح میں چاند کو نور اور سورج کو سراج فرمایا
گیا ہے ارشاد

وجعل القمر فیہن وجعل الشمس سراجا

اور ان میں چاند کو نور بنایا اور سورج کو چراغ بنایا

بلکہ قرآن کے عرف میں سورج کا یہ لقب (سراج) اس قدر معروف اور متعین ہے کہ
اگر سورج کا نام لئے بغیر ہی سراج کا ذکر کر دیا جائے تو اس سے سورج کے سوا کوئی اور شے

مراد ہی نہیں ہو سکتی چنانچہ سورہ فرقان میں چاند کو منیر فرما کر اس کے متقابل سورج کا صرف یہ لقب (سراج) ہی ذکر کر دیا جانا کافی سمجھا گیا ہے جس سے خود بخود سورج ہی ذہنوں میں آ جاتا ہے ارشاد خداوندی ہے

وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا

اس آیت سے تو یہ واضح ہوا کہ قرآنی عرف میں سراج آفتاب ہی کا لقب ہے اور قرآن کی اصطلاح میں سراج آفتاب ہی کو کہتے ہیں اب غور کیجئے کہ ایک طرف تو قرآن نے سورج کا مخصوص لقب سراج بتلایا ہے اور ادھر قرآن ہی نے نبی کریم ﷺ کو بھی سراج فرمایا ہے جیسا کہ آیت و سراجا منیرا سے واضح ہے تو لقب کی اس وحدت سے کہ سورج بھی سراج ہے اور حضور بھی سراج ہیں اور سراج کے معنی قرآنی عرف میں آفتاب کے ہیں حضور کا آفتاب ہونا آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا ہے حاصل یہ ہوا کہ اگر سورج کا مخصوص لقب سراج ہے اور وہی سراج حضور کا بھی لقب ہے تو قرآنی اصطلاح کے مطابق حضور آفتاب ثابت ہوئے جو تشبیہ کا حاصل ہے اور خلاصہ یہ نکل آیا کہ اگر سورج فلکی آفتاب ہے تو حضور ملکی آفتاب ہیں وہ افق آسمان سے طلوع کرتا ہے تو یہ افق زمین سے جس سے اس تمثیل کی نوعیت کھل کر سامنے آ جاتی ہے الحاصل اولاً لغت سے پھر تفسیر سے اور پھر عین قرآن سے ثابت ہوا کہ سراجاً منیراً میں سراج کے معنی آفتاب کے ہیں اور یہاں اس کا مصداق ذات بابرکات نبوی ہے تو حضور کی ذات اقدس بلحاظ لغت و تفسیر و قرآن آفتاب ثابت ہوئی اور نمایاں ہو گیا کہ اس آیت میں حضور ﷺ کو آفتاب سے تشبیہ دینی مقصود ہے جو ہمارا مدعا تھا۔ (آفتاب نبوت ص ۲۳ تا ۲۷)

لیکن آفتاب نبوت کا حق تعالیٰ نے سراج فرما کر اس کا لقب وہاج کے بجائے منیر ذکر فرمایا جو چاند کی شان ہے چنانچہ چاند کو قرآن نے منیر اور نور فرمایا ہے (وقمر منیرا والقمر نوراً) جس میں روشنی کے ساتھ ٹھنڈک بھی ملی ہوئی ہے اس لئے منیر۔ معنی ٹھنڈی روشنی والے کے ہوئے اور ثابت ہوا کہ اس آفتاب روحانی (ذات نبوی) میں روشنی تو سورج کی سی ہے جس میں چاند کا سادھیمہ پن نہیں کہ ظلمت شب کا فور نہ ہو سکے مگر ٹھنڈک چاند کی سی ہے۔

جس میں سورج کی سی سوزش اور تپش نہیں کہ اذیت دہ ثابت ہو۔ جس کا حاصل یہ نکلا کہ مادی سورج نار ہے اور روحانی سورج نور ہے اس سے دونوں آفتابوں کی روشنی اور نورانیت کی نوعیتوں کا فرق واضح ہو گیا کہ ایک ناری ہے اور ایک نوری۔ (آفتاب نبوت ص ۲۸)

بخلاف روحانی آفتاب کے کہ وہ ناریت کی بجائے نورانیت کا پیکر ہے جس میں روشنی کی ساتھ ٹھنڈک اور سلامتی ہے اور ظاہر ہے کہ نور و سلامتی کا مخزن جنت ہے چنانچہ جنت کی ہر چیز میں راحت و نورانیت ثابت ہے۔ (آفتاب نبوت ص ۲۹)

بلکہ یہ آفتاب اس کا نمائندہ ہو کہ وہاں سے نور و سلامتی جذب کرتا ہو اور دنیا پر پھینکتا ہو۔ چنانچہ آپ کے جسم مبارک جمال مبارک اور حقیقت پاک سب ہی میں نورانیت اور جاذبیت نظر آتی ہے۔ بات کرتے وقت بنص حدیث آپ کے دانتوں سے نور چھٹتا ہوا نظر آتا۔ بنی مبارک (ناک) کا نور کی وجہ سے بلند محسوس ہونا چہرہ مبارک کا چمک دمک میں سورج جیسا محسوس ہونا بنص حدیث کان الشمس تجری فی وجہہ (گویا) آفتاب آپ کے چہرے میں گھوم رہا ہے چودھویں رات کے چاند سے چہرہ مبارک کا مقابلہ کر کے صحابہ کا چہرے کے نور کو چاند پر فوقیت دینا اور حقیقت محمدی کو حدیث میں نور کہا جانا سب اسی کے علامات و آثار ہیں کہ یہ روحانی آفتاب ان انوار کے ہجوم کی وجہ سے اسی مخزن نور (جنت) سے مناسبت رکھتا ہے۔ (آفتاب نبوت ص ۲۹ تا ۳۰)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

۱۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اول ما خلق اللہ نوری

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا۔

شرح شفاء ص ۲۲۴ توارخ حبیب اللہ ص ۳ مدارج النبوت ج ۲ مطالع المسرات ص ۲۲ جواہر البحار ج ۱ ص ۲۳ روح البیان ج ۱ ص ۵۴۸ تفسیر حسینی ج ۱ ص ۱۱۶ انفاس رحیمیہ ص ۱۳ تفسیر عرائس البیان ج ۱ ص ۲۳۸ تفسیر نیشاپوری ج ۸ ص ۵۵ زرقانی ج ۱ ص ۳ بیان المسیلا والنوی ص ۲۰ ارشاد الطالبین ص ۶۱ شرح قصیدہ امالی ص ۳۵ بحجۃ الاسرار ص ۱۲ مکتوبات مجدد الف ثانی ج ۲ ص ۶۳ فیوض الحرمین ص ۱۲ قصص الانبیاء ص ۳۳ روح المعانی ج ۸ ص ۸۱ فتاویٰ مہر یہ ص ۹ سر الاسرار ص ۱۲ مرصاد العباد ص ۲ الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳، بحالہ برد و سالہ ص ۵۹ مہربات امام غزالی ص ۲۶، مرقاة ج ۱ ص ۱۹ معارج النبوت ج ۱ ص ۳۳ خزینہ معرفت ص ۲، صحائف السلوک

ص ۷، شواہد النبوت ص ۲۶، افضل القرئی ص ۱۵۔

یہی حدیث وہابیہ دیوبندیہ کے امام اسماعیل دہلوی نے یک روزہ فارسی ص ۱، دیوبندی مفتی محمد شفیع نے معارف القرآن ج ۳ ص ۵۱، دیوبندی رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشدیہ ص ۸۱، دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن کے والد ذوالفقار دیوبندی نے عطر الوردہ ص ۲۹۔ دیوبندی قاری محمد طیب نے آفتاب نبوت ص ۲۳۹ خطبات حکیم الاسلام ج ۳ ص ۵۳۳، دیوبندی اور لیس کاندھلوی نے عقائد الاسلام ج ۲ ص ۷۷ دیوبندی حسین احمد مدنی نے شہاب الثاقب ص ۴، دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ خان نے ذکر النبی ص ۲۴، دیوبندی انور شاہ کشمیری نے انوار الباری ج ۵ ص ۱۵۹، دیوبندی عالم نور الہی نے منظوم قصص الانبیاء ص ۷۱، دیوبندی حکیم الامت تھانوی کے خلیفہ کرم الہی نے سفینہ افضال الرحمن ص ۲۷، دیوبندی مفتی رشید احمد نے احسن الفتاویٰ ج ۵ ص ۵۱، مولوی اصغر حسین دیوبندی نے علم الاولین ص ۳، اشرف علی تھانوی نے ملفوظات حکیم الامت ج ۱ ص ۲۰۵ پر یہ حدیث نقل کی ہے۔

وہابیہ کے علامہ وحید الزماں نے وحید اللغات ج ۳ ص ۱۵۔ دیوبندی عالم سرفراز گلکھڑوی لکھتے ہیں کہ امام قسطلانی اور علامہ زرقانی بلاشبہ اول ما خلق اللہ نوری کو نقل کرتے اور بظاہر اس کو ترجیح دیتے ہیں اتمام البرہان ص ۳۶۵۔
دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے اس حدیث کو مشہور اور معنی صحیح تسلیم کیا۔

الرفع والوضوح ص ۲۳ مواعظ میلاد النبی ص ۴۹۳

۲۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ کے استاد محدث عبد الرزاق اپنی مصنف میں روایت درج کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا جابر و ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبيك من نوره
اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

مصنف عبد الرزاق مواہب اللدنیہ ج ۳ ص ۳۳ زرقانی ج ۳ ص ۳، انوار محمدیہ ص ۲۶ فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۸۹، مطالع المسرات ص ۲۱ ج ۲ اللہ علی العالمین ص ۲۸، روح المعانی ج ۷ ص ۹۷ عقیدۃ الشمد ص ۳۷ مدارج النبوت ص ۳۶ فتوحات احمدیہ ص ۵، اربعین ص ۸۶ شرح قصیدہ ہمنریہ ص ۱۵۔ مدح خیر البریہ ص ۱۵ تاریخ الخمیس ج ۲ ص ۲۰ جواہر البحار ج ۳ ص ۲۲، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۱ السراج المنیر و بسیرتہ استقر ص ۱۲، المورد الروی ص ۴۳۔ حاشیہ المورد الروی ص ۴۲ الآثار المرفوعہ ص ۲۳۔ کشف الخفاء ج ۲ ص ۲۶۵، بحر بات امام غزالی ص ۲۶۳ الدر المنجیہ ص ۴ معارج النبوت ج ۳ ص ۳۹۴ نزہۃ المجالس ص ۴

یہی حدیث پاک دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب مت مواعظ میلاد النبی ص ۴۹۳، الرفع والوضوح ص ۱۹، امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۹۷ تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ نے باغ جنت ص ۲۸، تھانوی ہی کے خلیفہ کرم الہی نے سفینہ افضال الرحمن ص ۲۶۹ تھانوی ہی کی معتقد نے ذکر النبی ص ۲۵ دیوبندی حسین احمد مدنی کے خلیفہ سید بادشاہ گل بخاری نے نور و

بشر ص ۱۲ دیوبندی شیخ ہند محمد الحسن کے والد محمد ذوالفقار نے عطر الوردہ ص ۲۵ دیوبندی عابد میاں سورتی نے رحمۃ اللعلمین نے منظوم قصص الانبیاء ص ۱۲ دیوبندی قاضی عبید اللہ نے تفسیرات عبیدیہ، دیوبندی محمد ادریس کاندھلوی نے مقدمہ مقامات حریری ص ۲۳ دیوبندی مفتی جمیل احمد تھانوی نے سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر (مضمون نبی کل کائنات) ج ۲ ص ۲۳

اس حدیث مبارک کو نقل کر کے دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا با اولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیوں کہ جن جن اشیاء کے نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ (نشر الطیب ص ۷)

اعتراض:

یہ حدیث جابر مصنف عبدالرزاق میں موجود نہیں ہے۔

جواب:

پہلی بات یہ ہے کہ ہم تو صرف ناقل ہیں جلیل القدر محدثین نے مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے نقل کیا ہے حوالہ جات درج کیے جا چکے ہیں اب مخالفین ہی ان محدثین کے بارے نہ جانے کیا فیصلہ دیتے ہیں۔

۲۔ یہ حدیث دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۶ اور وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی نے فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۲۰ اور نور محمدی کی پیدائش ص ۲۵ وہابیہ کے حبیب الرحمن کاندھلوی نے مذہبی داستانیں ج ۱ ص ۱۸ پر مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے نقل کی ہے اب تو یہ دیوبندی وہابی ہیں بتائیں کہ ان کے یہ بڑے بزرگ جھوٹے ہیں یا اس بات میں سچے۔

۳۔ یہ اعتراض تو تب درست تھا جب ناشرین کو اس کا مکمل نسخہ مل گیا ہوتا اس کے مرتب اور ناشر نے کتاب الطہارۃ کی ابتداء میں یہ نوٹ دیا ہے کہ اس جلیل دفتر (مصنف عبدالرزاق) کی طباعت اور تیاری کے سلسلے میں جن نسخوں کا ہمیں علم ہوا یا ہم نے مخطوطے یا فوٹو کاپی کی صورت میں حاصل کئے ان کی تفصیل آپ مقدمہ میں پائیں گے۔ انشاء اللہ وہ سب ناقص ہے۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۱ ص ۳ مطبوعہ بیروت)

ناشرین تو اقرار کرتے ہیں کہ ہمیں مکمل نسخہ نہیں ملا اب فیصلہ تو قارئین ہی کریں گے کہ جن لوگوں کے پاس مصنف کا اصل نسخہ مکمل موجود ہی نہیں ہے۔ ان کی یہ بات کیسے تسلیم کی جائے۔

دوسرا اعتراض:

من نورہ سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام ذات الہی کے مادہ سے اور اس کا جز ہیں یہ تو کہنا صریح کفر ہے۔

جواب: یہاں من تبعیضہ نہیں ابتدائیہ اتصالیہ ہے۔

۱۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ نفخت فیہ من (رومی ص ۱۲ رکوع ۳)

اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے کہ اور میں نے اس (حضرت آدم) میں اپنی روح سے روح پھونکی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ وکلمتہ القہا الی مریم وروح منہ (پ ۱ رکوع ۳) اور اس (اللہ کا کلمہ) (حضرت عیسیٰ) کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کی روح سے (روح) اب بتائیے کیا اللہ کی روح ٹکڑوں (حصوں) میں تقسیم ہو گئی۔

وما ہو جوابکم فہو جوابنا

امام صاوی آلوسی اور دیگر مفسرین لکھتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کے کلمے سے عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ایک دفعہ ایک عیسائی ہارون الرشید کے پاس آیا تو اس کے پاس حسن بن علی واقدی بیٹھے تھے عیسائی نے کہا تمہارے قرآن میں حضرت عیسیٰ کو اللہ کا جز لکھا ہے کہا گیا وہ کون سی آیت ہے تو اس نے ان اللہ یشرك بکلمۃ منہ پڑھی اور کہا کہ من تبعیضہ ہے اس کا تقاضہ یہی ہے تو حسن نے کہا کہ یہاں من تبعیضہ لیا جائے تو سَخَّرَ لَکُمْ مَا فِی السَّمَوَاتِ وَمَا فِی الْأَرْضِ جَمِیعًا مِّنْہُمْ بھی من تبعیضہ لیا جائے گا تو ثابت ہوگا کہ سب چیزیں اللہ کی جز ہیں اس پر عیسائی

لا جواب ہو گیا۔ (تفسیر صاوی ج ۱ ص ۱۵۲ روح المعانی ج ۲ ص ۲۳)

امام صاوی مزید لکھتے ہیں کہ

اور کوئی بات نہیں من ابتدائی علیحدہ ہے جیسا ان اللہ خلق نور نبيك من نوره مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو مادے کے واسطے کے بغیر پیدا فرمایا۔ (تفسیر صاوی ج ۱ ص ۱۵۳)

امام زرقانی من نوره کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ
یعنی اس نور سے پیدا کیا جو ذات باری تعالیٰ کا عین ہے یہ مطلب نہیں کہ
اللہ کی ذات اس نور کا مادہ تھا بلکہ آپ ﷺ کے نور کے ساتھ کسی چیز کے واسطے کے
بغیر رب تعالیٰ کے ارادے کا تعلق ہو۔ (زرقانی ج ۱ ص ۲۸)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ :

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام الشاہ محمد احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ من
نورہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ عین ذات الہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذات
الہی ذات رسالت کے لئے مادہ ہے جیسے انسان مٹی سے پیدا ہوا یا عیاذ باللہ ذات الہی کا
کوئی حصہ یا کل ذات نبی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا
کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک ہے۔ (صلاة الصفاء ص ۱۳ مطبوعہ لاہور)

مزید فرماتے ہیں کہ

حاشا للہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ نور رسالت یا کوئی چیز معاذ
اللہ ذات الہی کا جز یا عین و نفس ہے ایسا عقیدہ ضرور کفر و ارتداد ہے۔ (مجموعہ رسائل نور و سایہ ص ۳۶)

حکیم الامت شیخ التفسیر حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
حضور ﷺ کے رب کا نور ہونے کے نہ تو یہ معنی ہیں کہ حضور خدا کے نور کا ٹکڑا ہیں نہ یہ
کہ رب کا نور حضورؐ کے نور کا مادہ ہے نہ یہ کہ حضور علیہ السلام خدا کی طرح ازلی وابدی ذاتی
نور ہیں نہ یہ کہ رب تعالیٰ حضور علیہ السلام میں سرایت کر گیا۔ تاکہ شرک و کفر لازم آئے بلکہ
صرف یہ معنی ہے کہ حضور علیہ السلام بلا واسطہ رب سے فیض حاصل کرنے والے ہیں اور
تمام مخلوق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے رب کا فیض لینے والی (رسالہ نور رسائل نعتیہ
ص ۵۵ مطبوعہ گجرات) علمائے دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی، من نورہ کی تشریح یوں لکھتے

۱۔ صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں کہ نبی کا نور اپنے نور سے نہ بایں معنی کہ نور الہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا۔ (تشریط مکتب مطبوعہ تاج کمپنی)

دیوبندی وہابی حضرات کے ممدوح عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ

بے شک ہمارے نبی ﷺ کا نور اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا یا یہ کہ بے شک (آپ ﷺ) اللہ کے نور سے نور ہیں اس کے یہ معنی نہیں جس طرح عوام کی سوچ نے اشارہ کیا کہ اللہ نے اپنے ذاتی نور سے نبی ﷺ کو ایک مٹھی لے لیا اور نبی کے نور کے لئے اس کی ذات مادہ ہے بے شک اللہ تعالیٰ مادے سے مبرا ہے۔ (عمدة الرعایہ شرح وقایہ ج ۲ ص ۲۳ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام: اس حدیث مبارک میں واضح حضور علیہ السلام کی نورانیت کا بیان ہے جس کے دل میں ایمان کی دولت ہوگی وہ تو حضور علیہ السلام کے نور ہونے میں شک و شبہ نہ کرے گا دیوبند کے خیر المدارس کے مفتی عبدالستار خیر محمد جالندھری کی تصدیق سے لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو جو نور من نور اللہ کہا جاتا ہے یا نور اللہ کہا جاتا ہے یہ اضافت محض تشریفی ہے یہ مطلب نہیں کہ ذات خداوندی سے ایک جزو لے کر اسے ذات نبوی کے لئے مادہ قرار دیا گیا ہو۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۳۶ مطبوعہ ملتان)

ساری تاویلوں کے بعد آخری حربہ کے طور پر منکرانِ نور یہ کہا کرتے ہیں کہ محدث عبد الرزاق ایسے ویسے تھے تو جواباً صرف یہ عرض کرنا کافی ہے تہذیب التہذیب میں امام ابن حجر نے محدث عبد الرزاق کو قابل اعتبار اور ثقہ مانا ہے دیوبندی عالم محمد سرفراز گلکھڑوی بھی لکھتے ہیں عبد الرزاق الحافظ الکبیر جن کو بے شمار محدثین نے ثقہ کہا ہے۔ (تقید متین ص ۱۲، نور و بشر ۱۰۰)

۳۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا کر کے زمین کو پستی اور آسمان کو بلندی عطا فرمانے کا ارادہ کیا تو اپنے (پیدا کئے ہوئے) نور کو مٹھی میں لے کر فرمایا کہ تو محمد ﷺ ہو جا تو وہ ایک نور کا ستون بن گیا وہ اس قدر بند ہوا کہ حجاب عظمت تک پہنچ گیا پھر اس نور نے سجدہ کیا اور عرض کیا محمد ﷺ، اللہ نے فرمایا۔ میں نے اسی لئے تمہیں پیدا کیا اور تیرا نام محمد ﷺ رکھا مخلوق کی ابتدا اور رسولوں کا ختم کروں گا۔ (مولد العروس ص ۱۳ مطبوعہ بیروت)

۱۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۴۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

كنت نوراً بين يدي ربي قبل خلق آدم بأربعة الف عام۔
میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے پالنے والے کے
حضور ایک نور تھا۔

(المورد الرومی ص ۶۰، انوار محمدیہ ص ۳۶، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۰۸، روح البیان ج ۳ ص ۳۷، حجتہ
اللہ علی العالمین ص ۲۱۶، زرقانی ج ۱ ص ۴۹، حاشیہ المورد الروی ص ۱۳۲ اسی مفہوم کے لیے دیکھئے نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۰)

یہی حدیث دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۹ کی معتقد اہلیہ
ظریف القادری نے ذکر النبی ص ۱۲ اسی تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ خان نے ذکر النبی ص ۲۵
تھانوی ہی کے خلیفہ کرم الہی نے سفینہ افضال الرحمن ص ۳۰ دیوبندی مفتی جمیل احمد تھانوی
نے سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر ج ۲ ص ۲۳۵ دیوبندی حسین احمد مدنی کے خلیفہ بادشاہ گل
بخاری نے نور و بشر ص ۱۵ پر نقل کی ہے۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی یہ حدیث نقل کرنے کے
بعد لکھتے ہیں کہ

اس عدد (چودہ ہزار برس) میں کم کی نفی ہے زیادتی کی نفی نہیں ہے۔ پس اگر زیادتی کی
روایت پر نظر پڑے شبہ نہ کیا جاوے (نشر الطیب ص ۹)

۶۔ ارشاد ربانی ہے کہ

والنجم اذا هوى (پ ۲۷ رکوع)

اس پیارے چمکتے تارے محمد (ﷺ) کی قسم جب یہ معراج سے اترے (کنز
الایمان) آئمہ تفسیر فرماتے ہیں کہ نجم سے مراد میرے حضور ﷺ ہیں۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نجم سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ہویٰ کے
معنی آپ ﷺ کے انوار سے کشادہ ہوئے۔

(شفاج ص ۲۳، نسیم الریاض ج ۱ ص ۲۱، شرح شفاج ص ۲۰، روح البیان ج ۶ ص ۶۲ تفسیر مظہری ج ۹ ص ۱، مواہب اللدنیہ
ج ۲ ص ۱۵۸، زرقانی ج ۱ ص ۲۱۶، روح المعانی ج ۲ ص ۴۵)

اسی مفہوم کے لیے دیکھئے۔ (تفسیر کبیر ج ۷ ص ۶۹، خازن ج ۲ ص ۲۰)

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

والسواء والطارق وما ادراك ما الطارق النجم الثاقب (پ ۳۰ رکوع)
آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی قسم اور کچھ تو نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا
ہے۔ خوب چمکتا تارا۔

قاضی عیاض، ملا علی قاری اور شہاب الدین خفاجی علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ النجم
الثاقب سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

(شفاج اص ۲۳، شرح شفاج اص ۲۱۵ نسیم الریاض ج ۱ ص ۲۱۵ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

۸۔ ارشاد ربانی ہے کہ

والفجر ولیال عشرہ (پ ۳۰ رکوع)

اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی قسم

ابن عطاء نے فرمایا کہ فجر سے حضور ﷺ مراد ہیں۔

(شفاج اص ۲۲، شرح شفاج اص ۲۰۲، نسیم الریاض ج ۱ ص ۲۰۲)

۹۔ قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا کہ

والشس وضحها والقبر اذا تلها (پ ۳۰ رکوع)

سورج اور اس کی روشنی کی قسم اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

شمس سے مراد حضور ﷺ کا دل انور ہے ضحیٰ سے نور نبوت کی روشنی اور قمر سے مراد

کامل مرشد ہے۔ (تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۱۸۸)

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ

والضحی واللیل اذا سجی (پ ۳۰ رکوع)

چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے۔

امام فخر الدین رازی، اسماعیل حق، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ضحیٰ

سے مراد حضور ﷺ کا چہرہ انور ہے اور لیل سے مراد حضور ﷺ کے موئے مبارک ہیں جو

رات کی طرح ہیں۔ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵۱۶، تفسیر روح البیان ج ۶ ص ۱۳۷، تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹)

عارف باللہ مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

والشس کنایت بو داز روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
واللیل اشارت کند از موئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(کلیات جامی)

اے زلف سیاہ عنبرنیت والیل وے روئے تو والضحیٰ علیک الصلوٰۃ

(دیوان حسن ص ۳)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ
نے کیا خوب فرمایا ہے:

ہے کلام الہی میں شمس والضحیٰ تیرے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تاریں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

(حدائق بخشش ص ۲)

۵۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ کب سے نبی ہیں تو حضور سید عالم ﷺ
نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے (میں اس وقت بھی نبی
تھا) اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں

جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲، مشکوٰۃ ص ۵۱۳، دلائل النبوت ابو نعیم ج ۱ ص ۴۸، دلائل النبوت بیہقی ج ۲ ص ۱۳، زرقانی ج ۱
ص ۳۹، تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۱۸۴، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۸، المورد الروی ص ۳۵، الوفا ج ۳ ص ۳۳، انوار محمدیہ ص ۲۳، مدارج النبوت
ج ۱ ص ۳، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۵، مقاصد الحسنہ ص ۱۵، مرقاۃ ج ۱ ص ۱۹، جامع صغیر ج ۱ ص ۹۲، نسیم الریاض ج ۱ ص ۲۳، شرح شفا
ج ۱ ص ۲۳، تفسیر مظہری ج ۱ ص ۳۱، الحدیقة الندیہ ج ۱ ص ۳، شفا ج ۱ ص ۹، جواہر البحار ج ۱ ص ۳۹، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۲۷، شرح
ہمزہ ص ۱، شرح فقہ اکبر ص ۷، مجمع الزوائد ص ۴۰، دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی نے معارف القرآن ج ۱ ص ۱۰۱، اسیرۃ رسول
اکرم ص ۲۷، دیوبندی وہابی شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب عبدی نے مختصر سیرت رسول ص ۳، یہ حدیث دیوبندی، محمد شفیع
دیوبندی نے معارف القرآن ج ۱ ص ۱۰۱، اسیرۃ رسول اکرم ص ۲۷، دیوبندی وہابی شیخ عبداللہ بن محمد عبدالوہاب نجدی نے مختصر
سیرت رسول دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۸، دیوبندی حکیم الاسلام قاری محمد طیب نے آفتاب
نبوت ص ۸۲، تھانوی کی معتقد خاتون نے تھانوی کے خلیفہ عبدالحی کی مصدقہ کتاب ذکر نبی ص ۲ وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم
نے شان مصطفیٰ ج ۲ ص ۵۰، دیوبندی حسین احمد مدنی کے خلیفہ سید بادشاہ گل بخاری فی نور و بشر ص ۱۵، دیوبندی اشرف علی
تھانوی نے مواعظ میلاد النبی ص ۳۸، دیوبندی بدر عالم میرٹھی نے ترجمان السنۃ ج ۱ ص ۳۸، دیوبندی احمد علی لاہوری کے خلیفہ
زاہد الحسنی نے رحمت دو عالم ص ۲، دیوبندی کے خیر المدارس کے مفتی عبدالستار نے خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۷، دیوبندی مولوی کرم

الہی نے سفینہ افضال الرحمن ص ۲۶۹ دیوبندی مرتضیٰ جمیل احمد تھانوی نے سیارہ رسول نمبر ۲۳۳ ج ۲ / دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے یہ حدیث بالانقل کر کے لکھا ہے کہ ایسے ہی الفاظ میسرہ جتنی کی روایت میں بھی آئے ہیں امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔
(نشر الطیب ص ۸)

وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ رواہ الترمذی قال هذا حدیث حسن..... دوسرا مطلب یہ ہے کہ رسول پاک کو حضرت آدم میں نفخ روح سے پہلے نبوت سے نوازا جا چکا تھا۔ (شان مصطفیٰ ج ۲ ص ۵۰۵) یہی روایت حضرت میسرۃ الفجر سے روایت کی گئی ہے۔

(مسند امام احمد ج ۵ ص ۵۹ دلائل النبوت ج ۲ ص ۱۲۹)

حدیث قدسی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ معراج کی رات اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب ﷺ آپ ﷺ کو تمام انبیاء سے پہلے پیدا کیا اور سب (انبیاء) کے آخر میں مبعوث فرمایا۔

(وہابیہ کے عطاء اللہ طارق نے یہ روایت موعظ طارق ج ۲ ص ۲۲۲، فضائل سید المرسلین ص ۲۲۳ ترجمان السنۃ از بدر عالم دیوبندی ج ۲ ص ۳۸، تفسیر ابن جریر ج ۱۵ ص ۸، تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۱۱۳ الخائص الکبریٰ ج ۱ ص ۵۷، ابن کثیر ج ۳ ص ۴۰، شفا ج ۱ ص ۱۴، نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۵۶ شرح شفا ج ۲ ص ۲۵۶ زرقانی ج ۵ ص ۲۴۲ دیوبندی مولوی کرم الہی نے سفینہ افضال الرحمن ص ۲۸ دیوبندی ادریس کاندھلوی نے مسک الختام ص ۱۰۰)

۶۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

كنت نبيا و آدم بين الباء والطين

میں اس وقت نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

(عرائس البیان ج ۲ ص ۲۳۸، شرح بدالامالی ص ۳۵ حاشیہ المورد الروی ص ۴۴ المورد الروی ص ۳۵، طبقات ناصری ج ۱ ص ۱۱۹، معارج النبوت ج ۱ ص ۳۶ نسیم الریاض ج ۱ ص ۲۵۵ درمنثور ج ۵ ص ۱۸، اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۴۷ شواہد النبوت ص ۲۶، جواہر البحار ج ۱ ص ۱۱۵ المسیلا والنبوی ص ۲۲)

علمائے دیوبند کے حکیم الاسلام قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے یہ حدیث پاک

بالا آفتاب نبوت ص ۲۳ دیوبندی بدر عالم میرٹھی نے ترجمان السنۃ ج ۳۸۲ دیوبندی مولوی کرم الہی نے سفینہ افضال الرحمن ص ۲۷۵، بانی مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس ص ۱ میں نقل کی ہے۔

۷۔ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

خلقت من نور اللہ

میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ (مکتوبات امام ربانی ج ۳ ص ۱۹۱)

۸۔ مزید ارشاد فرمایا کہ

اول ما خلق اللہ نوری و من نوری خلق کل شیء

اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے ہر شے پیدا فرمائی

(مطالع المسرات ص ۷۳)

۹۔ اول ما خلق اللہ نوری و من نوری خلق جميع الكائنات

اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے تمام کائنات کو پیدا کیا۔

(بیان میلاد النبی ص ۳۸)

۱۰۔ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان ادم لئنجدیل فی طینہ

میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین مقرر ہو چکا تھا۔ ابھی حضرت آدم علیہ السلام خمیر

میں ہی پڑے تھے۔ یعنی ان کا پتلا تیار نہ ہوا تھا۔

مسائلک الخفا ص ۴۹، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۰۱، مشکوٰۃ ص ۵۱۳، دلائل النبوت بیہقی ج ۲ ص ۱۳، ج ۸ ص ۸، مسند امام احمد ج ۴

ص ۱۲، اشعۃ الدفات ج ۳ ص ۳۹۹، الوفا ج ۳ ص ۳۲، مستدرک ج ۲ ص ۶۰۰ تلخیص المستدرک ج ۲ ص ۶۰۰ مقاصد الحسنہ ص ۳۲، مجمع

الزوائد ج ۸ ص ۴۰۹، شرح السنۃ ج ۳ ص ۲۰ جواہر البحار ج ۳ ص ۱۴۴، المورد الرومی ص ۳۵، مولد رسول اللہ و رضاعہ ص ۱۸ معارج

النبوت ج ۳ ص ۳۲، شواہد النبوة ص ۲۹، نسیم الریاض ج ۱ ص ۲۵، شرح شفا ج ۱ ص ۲۵، تاریخ صغیر للبغاری ج ۳ ص ۳۹، شفا ص ۱۰۲ دیوبندی

بندی و بانی شیخ الاسلام عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے مختصر سیرت الرسول ص ۳

اس حدیث پاک کو دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۰ دیوبندی

بندی حکیم الامت اشرف تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ خان نے ذکر النبی ص ۲۵ تھانوی کی معتقد

خاتون نے ذکر نبی ص ۲۶ و ہابیہ کے مجد و نواب صدیق بھوپالی نے الشہادۃ العنبریہ ص ۱ و ہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفیٰ ج ۲ ص ۵۰ و ہابیہ کے محدث حافظ محمد لکھنوی نے تفسیر محمدی ج ۱ ص ۱۰ و ہابیہ کے امیر ساجد میر کے دادا ابراہیم میرسیا لکوٹی نے سیرت المصطفیٰ ص ۱۲ و دیوبندی مفتی محمد شفیع آف کراچی نے معارف القرآن ج ۱ ص ۳۳ سیرۃ رسول اکرم ص ۲، دیوبندی بدر عالم میرٹھی نے ترجمان السنۃ ج ۲ ص ۳۸ و دیوبندی احمد علی لاہوری کے خلیفہ زاہد الحسنی نے رحمت دو عالم ص ۲ و دیوبند کے خیر المدارس کے مفتی عبدالستار نے خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۰ و ہابیہ کے حافظ محمد لکھنوی نے تفسیر محمدی ج ۱ ص ۱۰، دیوبندی مولوی امیر الدین نے سیرت طیبہ ج ۱ ص ۵۷ (میں درج کیا)۔

۱۱۔ حضور ﷺ نے ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے عرض کیا کہ اس کے متعلق تفصیلی علم نہیں صرف اتنا علم ہے کہ چوتھے حجاب پر ایک ستارہ ہر ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا تھا میں نے اس کو بہتر ہزار بار ردیکھا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا۔

سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۲۹، روح البیان ج ۱ ص ۹۷، تاریخ کبیر للبخاری ج ۱ ص ۲۸۸۔

۱۲۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

كنت أوّل النبیین فی الخلق و آخر ہم فی البعث
میں تخلیق کے اعتبار سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے اوّل اور مبعوث ہونے کے اعتبار سے سب (انبیاء) سے آخر میں ہوں۔

(دلائل النبوت ابو نعیم ج ۱ ص ۶ الخائض الکبریٰ ج ۱ ص ۲ تفسیر معالم التنزیل ج ۵ ص ۹۲ تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۱۸۴، زرقانی ج ۳ ص ۱۶۲، شفا ج ۲ ص ۲۸، انوار محمدیہ ص ۲، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۸، عصیدۃ الشہدہ ص ۷، المورد الروی ج ۳ ص ۳۶، مقاصد الحسنہ ص ۳۲، نسیم الریاض ج ۱ ص ۲۲ شرح شفا ج ۱ ص ۲۵، مرقاۃ ج ۵ ص ۳۶، تفسیر مظہری ج ۷ ص ۳۱، تفسیر خازن ج ۳ ص ۵۲ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۶ مطالع المسرات ص ۱۲ روح البیان ج ۵ ص ۶۶ مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۴۳)

یہ حدیث دیوبندی حکیم الاسلام قاری محمد طیب دیوبندی نے آفتاب نبوت ص ۵۳ و ہابیہ کے بدد نواب صدیق حسن نے تفسیر ترجمان القرآن ج ۱ ص ۲۵ و دیوبندی بدر عالم میرٹھی نے ترجمان السنۃ ج ۱ ص ۳۸ و دیوبندی عابد میاں نے رحمۃ العلمین ص ۲۸، دیوبندی محدث

سید احمد رضا بجنوری نے انوار الباری ج ۵ ص ۱۵۹ دیوبندی امیر الدین نے سیرت طیبہ ج ۱ ص ۷۷ دیوبندی محمد سرفراز چیمہ نے آفتاب نبوت ج ۵ ص ۵۳، دیوبندی عاشق الہی میرٹھی نے انوار البیان ج ۷ ص ۱۹۶ میں درج کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میرے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں رکھا۔ اس کے بعد مجھے نوح کی پشت مبارک میں ٹھہرایا جب ان کی کشتی طوفان سے کنارے لگ رہی تھی میں ان کے ساتھ تھا پھر مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں رکھا گیا اس طرح میں پاک پشتوں سے ہوتا ہوا پاک شکموں میں منتقل ہوتا اپنے والدین کے ہاں جلوہ گر ہوا۔

شرح شفا ج ۴ ص ۴۳، شفا ج ۴ ص ۴۸، الوفا ج ۳ ص ۳۵، الخصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۳۹، نسیم الریاض ج ۵ ص ۴۳۔
قارئین کرام: ان احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ پیدائش کے لحاظ سے سب سے اول ہیں۔ اس کا ثبوت ہم قرآن پاک کی آیات سے بھی پیش کر رہے ہیں۔

۱۔ قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین لا شریک له و بذلك امرت وانا اول المسلمین (پ ۸ سورۃ الانعام رکوع ۷)
ترجمہ: تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرناسب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہاں کا اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

۲۔ قل انی امرت ان اکون اول من اسلم ولا تکنون من المشرکین (سورۃ الانعام پ ۷ رکوع ۸)
ترجمہ: تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے سب سے پہلے ایمان لاؤں اور ہرگز شرک والوں میں سے نہ ہونا۔

امام صاوی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ علی الاطلاق بغیر کسی قید کے اول المسلمین ہیں۔

(تفسیر صاوی ج ۲ ص ۷۷)

۳۔ وامرت لان اکون اول المسلمين (سورة الزمر پ ۲۳ رکوع ۱۶)

ترجمہ: اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے ایمان لایا ہوں۔

۴۔ قل ان كان اللرحمن ولد فانا اول العابدين (پ ۲۵ سورة الزخرف رکوع ۱۳)

ترجمہ: تم فرماؤ بالفرض محال رحمن کے کوئی بچہ پیدا ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا

نظام الدین حسن نیشاپوری لکھتے ہیں کہ

وانا اول المسلمين عند الایجاد لامرکن کما قال اول ما خلق الله نوری
اور میں سب مسلمین کا اول ہوں اللہ کے امر کن کے ایجاد کے وقت جیسے کہ حضور ﷺ

نے فرمایا۔ کہ اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ غرائب القرآن ج ۸ ص ۵۵ مطبوعہ مصر

اسی مفہوم کی عبارت عرائس البیان ج ۸ ص ۲۳، روح المعانی ج ۸ ص ۷ پر بھی موجود ہے۔

ان کا حاصل یہی ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات سے پہلے پیدا

فرمایا مزید سنئے وہابیہ اور دیوبندی حضرات کے مشترکہ امام شاہ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ

سو اول ہی ہے ہر طرح ان کا نور

بظاہر کیا گو کہ آخر ظہور

(کلام شاہ اسماعیل ص ۳۲ مطبوعہ فیصل آباد)

وہابیہ کے محدث حافظ محمد لکھوی بھی لکھنے پر مجبور ہیں۔ کہ

اول نام نبی دا گنیاتے فضل تے شرف و دھایا

جو وچ پیدائش اول خلقیا کچھے دنیا آیا

(تفسیر محمدی ج ۵ ص ۲۰)

علمائے دیوبند کے مفتی اعظم محمد شفیع آف کراچی بھی لکھتے ہیں کہ

وانا اول المسلمين مخلوقات میں سب سے پہلے رسول کریم ﷺ کا نور

مبارک پیدا کیا گیا ہے اس کے بعد تمام آسمان وزمین اور مخلوقات وجود میں آئے ہیں۔

جیسا کہ ایک حدیث میں ارشاد ہے اول ما خلق الله نوری

(تفسیر معارف القرآن ج ۳ ص ۵۱ مطبوعہ کراچی)

دیوبندی مذہب کے بانی قاسم نانوتوی کے پوتے محمد طاہر قاسمی لکھتے ہیں کہ
نور محمدی بلحاظ خلقت سب مخلوق سے اول ہے اور بلحاظ ظہور سب سے آخر ہے۔

(عقائد اسلام ص ۳۳، مطبوعہ لاہور)

مذکور عبارت تفصیلی آئندہ پیش کریں گے۔

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے حضور ﷺ کا اول الخلق ہونا تسلیم کیا

ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۹۷ مطبوعہ کراچی)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ خان لکھتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ کا وجود تمام خلائق و مخلوقات میں صفات خداوندی ہو الاول

والاخر والظاهر والباطن کا مظہر اتم ہے کہ آپ رحمت عالمین سب سے اول وجود

میں آئے اور ظہور آپ کا سب سے آخر میں ہوا۔ (ذکر النبی ص ۲۴ مطبوعہ لاہور)

دیوبندی حکیم الامت تھانوی کے خلیفہ کرم الہی نکودروی نے بھی حضور ﷺ کا اول

الخلق ہونا تسلیم کیا ہے۔ سفینۃ افضال الرحمن ص ۲۶۹

وہابیہ کے جید عالم عبدالستار صاحب تفسیر سورۃ یوسف لکھتے ہیں کہ

سب تھیں اول نور نبی دا رب کریم او پایا

اول سب نبیاں تھیں اُس نوں قرب حضوری آیا

اکرام محمدی ص ۲۶۸ مطبوعہ لاہور

اشرف تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ نے حضور ﷺ کو اول الخلق مانا ہے۔

(باغ جنت ص ۲۸۴ مطبوعہ گوجرانوالہ)

وہابیہ کے امام اور صحاح ستہ کے مترجم وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ

بَدَأَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ الْخَلْقَ بِالنُّورِ الْمَحْمُودِ ثُمَّ بِالْمَاءِ الْخ

اللہ نے سب سے پہلے نور محمدی کو پیدا کیا پھر پانی۔ (ہدیۃ المہدی ص ۵۶ مطبوعہ دہلی)

قارئین کرام اگر اس بات کی تفصیل پر حوالہ جات لکھوں تو ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔

خوف طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں اب دیکھئے یہی نہیں ہندوؤں کے سوامی

لکشمں جی مہاراج بھی میرے حضور ﷺ کی عزت و عظمت بیان کرنے پر مجبور ہیں کہ جب اس عالم آب و گل کا نام و نشان بھی نہ تھا لوح و قلم، عرش و کرسی بھی کتم عدم سے منصفہ شہود پر جلوہ گر نہ ہوئے تھے اس وقت بھی خاتم النبیین رحمۃ اللعلمین سرور کائنات فخر موجودات پیغمبر اعظم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ روحی فداہ کا نور مبارک موجود تھا۔ جو پیدائش عالم کی وقت انسان اول حضرت آدم علیہ السلام میں جلوہ گر ہوا۔ اور پھر حضرت شیث علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہم میں ایک دوسرے سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ گرامی قدر والد صاحب رسول اللہ کی پیشانی میں ایک تابندہ ستارے کی طرح آچمکا، وہاں سے محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا میں منتقل ہو کر نبی آخر الزماں ﷺ کی صورت میں منصفہ شہود پر جلوہ گر ہو گیا اور اس ظلمت کدہ جہاں کو اپنی تابشوں سے رشک صد مہر و ماہ بنا دیا۔ (عرب کا چاند ص ۲۲ مطبوعہ لاہور)

سکھوں کے گرو نانک اسی بات کو یوں بیان کرتے ہیں کہ
 لکھیا وچ کتاب دے اول ایک خدا
 دوجا نور محمدی جس چانن کیتا آ

(جنم ساکھی بالا ص ۳۲)

حضور سید عالم ﷺ کے اول الخلق ہونے پر قرآن و حدیث کے ساتھ اتمام حجت کے لیے مخالفین کی عبارات پیش کر دی ہیں۔ مخالفین انصاف کے ساتھ یہ حوالہ جات دیکھ کر فیصلہ کریں۔ دیکھئے، ہر انسان نے قبر و حشر میں اپنی جزا و سزا خود بھگتنی ہے۔ ماں باپ دوست احباب قبر تک جا کر واپس آ جائیں گے۔ وہاں قبر و حشر میں میرے حضور علیہ السلام امداد فرمائیں گے قبر میرے حضور ﷺ کے نور مبارک سے ہی منور ہو سکے گی اس لیے مرنے سے پہلے غور کر لو اگر خدا کا قرب اور پناہ چاہتے ہو تو حضور علیہ السلام کے دامن رحمت میں آ جاؤ۔

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے
 اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

(مجدد بیونی)

یہ بات اپنے دل و دماغ میں بٹھالو، ہماری بات نہ سہی مخالفوں اپنے کی تو بات مان لو۔
وہابیہ کے مناظر سلیم اشرف لکھتے ہیں کہ

محمد ﷺ کی جس دل میں الفت نہ ہوگی سمجھ لو کہ قسمت میں جنت نہ ہوگی
بھٹکتا رہا ہے بھٹکتا رہے گا محمد ﷺ سے جس کو عقیدت نہ ہوگی

(شان مصطفیٰ ج ۲ ص ۳۳۵ مطبوعہ لاہور)

یہی وہ مبارک ذات ہے جو قیامت کے دن بھی ایمان والوں گناہ گاروں پر نظر کرم فرمائیں گے۔ اس دن حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کہیں گے سفارش کے لیے کسی اور کے پاس جاؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس دن جواب دیں گے وہابیہ کے جید عالم نور حسین گر جاکھی نے نقل کیا ہے کہ

عیسے نے لوکاں تائیں کیتا سناونا
باجھ محمد ﷺ کسے نہیں جے چھڈاونا
سے مخلوق عیسے عرض گزار دا
ہور پیغمبر کوئی دم نہ مار دا
اٹھ محمد ﷺ سرور عرش دل جان گے
چک لے سرتوں اللہ پاک فرمان گے
کہے محمد ﷺ میرے پاک خدا توں
رب فرماوے آپے کڈھ لیا توں

(فضائل مصطفیٰ ﷺ ص ۱۱۱ مطبوعہ گوجرانوالہ)

ذرا غور کرو کہ دنیا کا اصول ہے جس سے محبت ہو اس کی خوبیاں ہی بتائی جاتی ہیں
ایمان سے بتائیے، کہ یہ کیسی محبت ہے کیسا پیار ہے کہ امام الانبیاء کے اوصاف سن کر انہیں
تکلیف ہوتی ہے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

حضور ﷺ کے اوّل الخلق ہونے پر

انبیائے کرام کی گواہی:

معراج کی رات جب حضور ﷺ بیت المقدس پہنچے تو حضرات انبیائے کرام نے آپ ﷺ کا استقبال کیا اور ان الفاظ کے ساتھ سلام عرض کیا

السلام عليك يا اول السلام عليك يا آخر

یعنی اے سب سے اوّل آپ ﷺ پر سلام ہوا اے سب سے آخری (نبی) آپ ﷺ

پر سلام ہو۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۷، دلائل النبوت ج ۲ ص ۶۲، تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۱۲۹، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۵۶)

اسی روایت کو دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۶۹ اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ دیوبندی نے باغ جنت ص ۳۰، تھانوی کی معتقد خاتون نے ذکر الہی ص ۴۸ وہابیہ کے شیخ الحدیث محمد علی جانباز نے معراج مصطفیٰ ص ۱۲ اور ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۰ دسمبر ۱۹۹۹ء ص ۱۶ دیوبندی مولوی اور لیس کاندھلوی نے مسلک الحثام ص ۹ میں درج کیا ہے۔

نور میں اوّل ظہور میں آخر

معراج کی رات حضور ﷺ نے انبیائے کرام کے اجتماع میں خطاب فرماتے ہوئے جو فرمایا اس کا ترجمہ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے قلم سے ملاحظہ کیجئے لکھتے ہیں کہ

(حضور ﷺ نے فرمایا) مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب (انبیاء) کا ختم کرنے والا بنایا یعنی نور میں اوّل ظہور میں آخر (نشر الطیب ص ۵۹)

یہ روایت (الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۱، تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۱۲۵) پر بھی موجود ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں

میری والدہ ماجدہ جب مجھ سے حاملہ ہوئیں تو انہوں نے دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (وہ نور میں ہوں)

(مشکوٰۃ ج ۵۱۳ داری ج ۱ ص ۲۰۶، تلخیص المستدرک ج ۲ ص ۶۰، دلائل النبوت بیہقی ج ۲ ص ۱۳، مسند امام احمد ج ۴ ص ۱۲۸، جواہر البحار ج ۳ ص ۱۴۲، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۰۲، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۶، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۵، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۷، زرقانی ج ۱ ص ۱۳۵، سیرت النبویہ ج ۱ ص ۶۵، سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۷۱، مولد رسول اللہ ورضاعۃ ص ۱۸، شواہد النبوت ص ۲۹، تاریخ صغیر للبخاری ج ۱ ص ۳۹، تاریخ کبیر للبخاری ج ۶ ص ۶۸، شفا ج ۱ ص ۱۰۳، مسالک الحفصاء ص ۴۹، شرح السنۃ ج ۳ ص ۲۰، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۰۶، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۰۹ وہابیہ کے صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۱۶۲) میں لکھا۔

یہ حدیث وہابیہ کے حافظ محمد لکھوی نے تفسیر محمدی ج ۱ ص ۱۰۶ دیو بندی بادشاہ گل، بخاری نے نور و بشر ص ۱۸ مفتی محمد شفیع دیو بندی نے سیرۃ رسول اکرم دیو بندی مفتی محمد شفیع نے معارف القرآن ج ۱ ص ۳۱۱ اور لیس کاندھلوی دیو بندی نے حدیث کے آخری ”نور کے الفاظ“ سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۵۲ وہابیہ کے نواب صدیق بھوپالی نے اشنامۃ العنبر یہ ص ۱ وہابیہ کے عطاء اللہ طارق نے فضائل سید المرسلین ص ۲ دیو بندی وہابی شیخ الاسلام عبد اللہ بن محمد عبد الوہاب نجدی نے مختصر سیرت الرسول ص ۳ وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفیٰ ج ۲ ص ۳۳۵ میں لکھی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ کہ ان کی اولاد دکھائی گئی تو آپ نے بعض کی بعض پر فضیلت دیکھی نیچے سے اوپر کو بلند ہوتا ایک نور دیکھا عرض کیا اے میرے رب یہ کون ہے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ﷺ ہے۔ اور وہی اوّل اور وہی آخر ہے اور وہی پہلے شفاعت کرنے والے ہیں۔ زرقانی ج ۱ ص ۴۳، نور و بشر از دیو بندی بادشاہ گل ص ۵۵ ترجمان السنۃ از بدر عالم دیو بندی ج ۱ ص ۳۹ الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۹ اس سے حضرت آدم (علیہ السلام) کا عقیدہ اظہر من الشمس ہے۔ تقریباً یہی مفہوم (سیرت التوبہ ص ۲) پر بھی ہے۔

حدیث لولاک:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا کہ

اگر آپ کو پیدا نہ کرتا نہ زمین و آسمان نہ دنیا پیدا کرتا یہاں تک کہ اپنا رب ہونا بھی

ظاہر نہ فرماتا۔

یہ حدیث لولا کہ تقریباً پچاس سے زائد کتب میں موجود ہے۔ یہی حدیث مختلف الفاظ میں ان کتب میں موجود ہے خوف طوالت سے صرف حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔

(جواہر البحار ج ۲ ص ۳۲۲، کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳، شفا ج ۲ ص ۴۲، شرح شفا ج ۱ ص ۱۳۸، نسیم الریاض ج ۱ ص ۱۵۸، مطالع المسرات ص ۴۶ مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۶، انوار محمدیہ ص ۲۴، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶ مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۶، اشعة اللمعات ج ۳ ص ۹۶ زرقانی ج ۱ ص ۶۲ نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۱۸، الابریز ص ۳۸، الاتحاف السنیہ ص ۸، شفاء المقام ص ۲۶، صحائف السلوک ص ۱۰۵، معارج النبوت ج ۲ ص ۴۲، مولد النبوی ص ۱۸، شرح قصیدہ بردہ ص ۸، مجموع الاربعین ص ۸۵، مکتوبات مجدد ج ۲ ص ۱۳۳ موضوعات کبیر ص ۶۸ روح البیان ج ۱ ص ۱۶۸، روح المعانی ج ۱ ص ۵۵ شواہد الحق ص ۱۶۵، بیان المیلاد النبوی ص ۵ طبرانی ج ۳ ص ۸۳، تفسیر عزیزی ص ۱۸۳، افضل الصلوات ص ۱۱، قصیدہ بردہ ص ۱۶، سیرت حلبیہ ص ۴، المورد الروی ص ۴، مولد رسول اللہ و رضاعتہ ص ۱۹، ابن عساکر ج ۲ ص ۳۵، مستدرک ج ۲ ص ۶۱۵، معارج النبوت ج ۲ ص ۴۲، شفا ج ۱ ص ۱۰۴، مولد النبوی ص ۱۸)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۱۳ امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۲، کمالات اشرفیہ دیوبندی مولوی محمد زکریا نے فضائل اعمال ص ۲۸ فضائل ذکر ص ۱۱ دیوبندی حسین احمد مدنی فضائل حج ص ۶۴ شہاب الثاقب ص ۴ دیوبندی قاری محمد طیب نے آفتاب نبوت ص ۸۴۔

دیوبندی حکیم الامت تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ نے باغ جنت ص ۲۸۶ تھانوی کے ہی خلیفہ مسیح اللہ خان نے ذکر النبی ص ۳۴ تھانوی ہی کی معتقد نے ذکر النبی ص ۱۲۶ اشرف علی تھانوی نے مواعظ میلاد النبی ص ۴۹، دیوبندی مولوی کرم الہی نے سفینہ افضال الرحمن ص ۲۸ دیوبندی مفتی رشید احمد نے احسن الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۸۵ میں اس حدیث کو درج کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے حضور ﷺ کی تخلیق سب سے مقدم تھی۔

میرے حضور ﷺ نے فرمایا کہ

میری والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا کہ میرے شکم مبارک میں جو بچہ ہے وہ نور ہے۔

(ابن عساکر ج ۲ ص ۳۷۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جب حضور ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے تو میں نے آپ ﷺ کی دونوں مبارک بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ صحیح ابن حبان ج ۵ ص ۲۲، الفتح الربانی ج ۶ ص ۲۴، ابن

ماجہ ص ۸۲، صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۸، صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۲۹۳ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۱۱ الخصال
 الکبریٰ ج ۱ ص ۱۵، مشکوٰۃ ص ۱۳ مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۸۷۳، دلائل النبوت ج ۲ ص ۱۵۸، دار
 قطنی ج ۳ ص ۱۹۰ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۵، مسند ابویعلیٰ ج ۳ ص ۲۳۲ صحیح ابن حبان یہ حدیث وہابیہ کے
 حکیم صمصام نے حلیہ مصطفیٰ ص ۱، دیوبندی مفتی محمد شفیع نے احکام دعا ص ۴۶، وہابیہ کے مفتی ثناء
 اللہ مدنی نے ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۲ ستمبر ۱۹۹۵ء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی
 منقول یہی ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۵)

یہی روایت حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔
 صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۸، حضرت عبداللہ بن مالک سے بھی یہی روایت ہے۔

بخاری ج ۱ ص ۱۱۲، نسائی ج ۱ ص ۱۲۳

یہی روایت حضرت جابر سے بھی منقول ہے۔

الخصال الکبریٰ ج ۱ ص ۱۵، طبرانی ج ۹ ص ۹۸ شرح شمائل محمدیہ ص ۲۵

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایک روایت ایسی منقول ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۳۲)
 حضرت ابو حمید الساعدی سے ایسی ایک روایت منقول ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۶ ابوداؤد ج ۳ ص ۵۳)
 یہی روایت مختلف صحابہ سے مروی ہے

صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۳ ج ۲ ص ۳۰۳ جامع ترمذی ج ۱ ص ۶۳ نسائی ج ۱ ص ۱۲۳ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۳۰

وہابیہ کے محدث حافظ محمد لکھوی لکھتے ہیں کہ

بغل نبی دے وال نہ کوئی صاف سفید بتائیں۔ (تفسیر محمدی ج ۱ ص ۴۲۹)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی بھی لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی بغل سفید تھی

متغیر اللون نہ تھی اس میں بال نہ تھے۔ (اثامۃ العنبر یہ ص ۵)

حضور سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی کہ

اے اللہ میرے دل میں نور کر دے، میری آنکھوں میں نور کر دے میرے کانوں

میں نور کر دے میرے دائیں نور کر دے میرے بائیں نور کر دے میرے اوپر نور کر دے

میرے نیچے نور کر دے، میرے آگے نور کر دے میرے پیچھے نور کر دے، اور میرے لیے

نور بنا دے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۵، صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۲۶ سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۱۹۲ مشکوٰۃ ص ۱۰۶ نسائی ج ۱ ص ۱۶۶ سراج منیر ص ۳۰۲ زرقانی ج ۲ ص ۲۲ الخصال الکبریٰ ج ۱ ص ۱۶۸ فتح الباری ج ۱ ص ۱۱۸، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۲۸ مرقاۃ ج ۳ ص ۱۲۵، شرح ہمزیہ ص ۱۳)

علمائے دیوبند و نجد کے قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے رحمۃ العلمین ج ۳ ص ۲۲۶ محمد عابد میاں دیوبندی نے رحمۃ العلمین ص ۳۵ دیوبندی شبیر احمد عثمانی فتح الملہم ج ۲ ص ۳۲۵ تفسیر عثمانی۔

وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۲۶ میں نقل کیا ہے۔

اس حدیث کی بابت یہ کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نور تھے تو نور مانگنے کی ضرورت کیا تھی تو جواباً عرض ہے حضور سید عالم ﷺ صراطِ مستقیم کی دعا فرماتے تھے۔ حالانکہ یہ سوچنا بھی کہ حضور علیہ السلام ہدایت پر نہ تھے کفر ہے۔ یہ فاستبقوا الخیرات کے ضابطے کے تحت ہے دوسرا یہ کہ جو شے پہلے موجود ہو اور اس کا لطف اٹھایا ہو تو اس کی خواہش زیادہ ہوتی ہے آئمہ حدیث اور اہل سیر نے حدیث بالا سے حضور ﷺ کی نورانیت ثابت کی ہے درج بالا کتب محدثین ملاحظہ فرمائیں یہی نہیں بلکہ جو مخالفین کے حوالہ جات درج ہیں انہوں نے بھی یہی ثابت کیا۔

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ

كنت أول الناس في الخلق و آخرهم في البعث (تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۱۸۴)
یہ حدیث دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی آف کراچی نے (معارف القرآن ج ۷ ص ۹۰) پر درج کی ہے۔

اس حدیث پاک کا ترجمہ مستند دیوبندی عالم بدر عالم میرٹھی کے قلم سے ملاحظہ ہو
میں سب انسانوں میں بنیاد پیدائش پہلا ہوں اور سب انبیاء میں باعتبار بعثت پچھلا۔

(ترجمان السنۃ ج ۵ ص ۳۸ مطبوعہ کراچی)

مزید فرمایا کہ انا من نور اللہ والمؤمنون منی۔ ترجمہ: میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مومنین مجھ سے ہیں۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۱۰ مرصاد العباد ص ۲ مکتوبات امام ربانی ج ۳ ص ۳۲۶ دیوبندی رشید احمد گنگوہی نے امداد

السلوک ص ۸۵ فارسی مترجم ص ۱۵۷ فی روایۃ من فیض نوری جواہر البحار ص ۸۸)

علامہ تلمسانی شرح شفا میں نقل کرتے ہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبریل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا سلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا ظاہر السلام علیک یا باطن میں نے فرمایا کہ اے جبریل اس طرح سلام عرض کرنا کیسے ہے عرض کیا کہ آپ ﷺ اول اس طرح کہ تخلیق کے اعتبار سے سب سے پہلے اور آخر اس طرح کہ مبعوث ہونے کے لحاظ سے سب انبیاء سے آخری اور باطن اس لیے کہ رب نے اپنے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام مبارک سنہرے نور سے ساق عرش پر آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے ابد تک لکھا۔

(شرح شفا للفقاری ج ۲ ص ۲۵۴، جزاء اللہ عدوہ باباۃ ختم نبوت ص ۳۶ الکلمۃ العلیا ص ۳۵ مطبوعہ مراد آباد)

قارئین کرام ان تمام احادیث طیبات سے حضور ﷺ کا اول الخلق اور نور ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہو چکا ہے اب بھی اگر تسلیم نہ کرے تو پھر یہ اس کی رسول دشمنی اور شقاوت قلبی نہیں تو کیا ہے؟

چلیے دیکھئے علمائے دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ایک نور سب سے پہلے پیدا فرمایا اور وہ وجود نور کا ہے۔ کہ حضور اپنے وجود نوری سے سب سے پہلے مخلوق ہوئے ہیں۔ اور عالم ارواح میں اس نور کی تکمیل و تربیت ہوتی رہی، آخر زمانہ میں اس امت کی خوشی قسمتی سے اس نور نے جسد عنصری میں جلوہ گر و تاباں ہو کر عالم کو منور فرمایا۔ (السردر ص ۷۷ مواظب میلاد النبی ص ۶۶)

مزید لکھتے ہیں کہ آپ کے بعض خصائص میں..... سب سے اول آپ کے نور کا پیدا ہونا۔

(نشر الطیب ص ۲۱۶)

علمائے دیوبند کے خیر المدارس کے مفتی محمد عبداللہ، خیر محمد جالندھری کی تصدیق سے لکھتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے نور کو سب اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا..... جسمانی طور پر بھی آپ کے وجود اطہر میں کافی نور شامل

ہے۔ جیسا کہ احادیث سے واضح ہوتا ہے۔ اور یہ نورانیت آپ کی بشریت کے بھی منافی نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ج ۸ ص ۱۳۸ مطبوعہ ملتان)

علمائے دیوبند کی مقتدر شخصیت سید محمد عابد میاں لکھتے ہیں کہ آپ ہی کے نور فیض گنجور سے زمین آسمان عرش کرسی لوح قلم ملائکہ انبیاء اولیا جن و انس وحوش و طیور چرند پرند جمادات نباتات معدنیات وغیرہ تمام مخلوقات پیدا ہوئیں اور تمام عالم آپ کے نور مبارک سے روشن و منور ہو گیا۔ (رحمۃ اللعلمین ص ۸۳ مطبوعہ کراچی)

علمائے دیوبند کے محمد طاہر قاسمی لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کا نور مبارک سب سے پہلے پیدا ہوا (عقائد اسلام ص ۷)

عارف کھڑی میاں محمد بخش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

نور محمد روشن آیا آدم جدھوں نہ ہویا
کرسی عرش نہ لوح قلم سی نہ سورج چن تارے
سبھے نور اوسیدے نوروں اوسدا نور حضوروں
اوّل آخر دو ہیں پاس اوہو مل کھلویا
تدھوں وی نور محمد والا دیندا سی چکارے
اس نوں تخت عرش داملیا موسیٰ نوں کوہ طوروں
(سیف الملوک ص ۱)

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں کہ

نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
علمائے دیوبند کے عابد میاں لکھتے ہیں کہ
وجود آدم و عالم سوا تمہارے سبب
وہ سب سے پہلے ہوئے جلوہ گر زمانہ میں
بغیر آپ کی تو خلقت جہاں نہ ہوئی
جہاں میں کوئی بھی شے ان سے قبل عیاں نہ ہوئی
(رحمۃ اللعلمین ص ۱۰)

دیوبندی مولوی امیر الدین لکھتے ہیں کہ اللہ نے سب سے پہلے آپ ﷺ کے نور کو

پیدا فرمایا (سیرت طیبہ ج ۱ ص ۷۷ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

احادیث میں تطبیق

اللہ نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ اس سلسلے میں مختلف روایات موجود ہیں مثلاً نور مصطفیٰ ﷺ، قلم، عقل وغیرہ محدثین نے ان احادیث کو جو تطبیق دی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح کو اپنے جمال کے نور سے پیدا کیا جس طرح کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میری روح کو پیدا کیا اور سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔ سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ ان سب سے مراد ایک ہی چیز ہے۔ اور وہ ہے حقیقت محمدیہ، اس حقیقت کو نور اس لیے کہا کہ وہ جلالی ظلمات سے پاک ہے۔ (ستر الاسرار ص ۱۲ مطبوعہ لاہور)

مزید فرماتے ہیں کہ

عقل اس لیے کہا کہ وہ کلیات کا ادراک کرنے والی ہے۔ اور قلم اس لیے فرمایا کہ وہ علم کے نقل کرنے کی وجہ بنی (ستر الاسرار ص ۱۳)

استاد المحدثین حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

امام ابن حجر نے کہا اول مخلوقات کے متعلق مختلف روایات منقول ہیں اور ان کا حاصل جیسے میں نے شمائل ترمذی کی شرح میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے وہ نور پیدا کیا گیا جس سے حضور ﷺ کی تخلیق ہوئی پھر پانی اس کے بعد عرش۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۳۶)

اولیت امور اضافیہ میں سے ہے۔ (مرقاۃ ج ۱ ص ۱۶)

ہمارے نبی کریم ﷺ کا ذکر پہلے کیا گیا ہے اس لیے کہ آپ رتبے میں پہلے ہیں یا اس

لیے کہ آپ ﷺ وجود میں پہلے ہیں۔ (مرقاۃ ج ۱ ص ۱۹)

اول حقیقی نور محمدی ہے (مرقاۃ ج ۱ ص ۱۶ مطبوعہ ملتان)

یہی موصوف لکھتے ہیں کہ

معلوم ہوا کہ مطلقاً سب سے پہلی چیز نور محمدی ہے پھر پانی پھر عرش اس کے بعد قلم۔
حضور ﷺ کے سوا سب میں اولیت اضافی ہے۔ (المورد الروی ص ۲۶)

امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں کہ
اگر تو یہ کہے کہ حدیث میں ارشاد ہے کہ سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا گیا اور دوسری
حدیث میں ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا ان میں تطبیق کیا ہے تو اس کا جواب
یہ ہے ان دونوں سے مراد ایک ہے کیوں کہ حقیقت محمدیہ کو کبھی عقل سے اور کبھی نور سے تعبیر
کیا جاتا ہے۔ (ایواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۰۰ مطبوعہ مصر)

حضرت عبدالکریم جیلی جواہر البحار ج ۴ ص ۲۲ علامہ حسین بن محمد دیار بکری تاریخ انجیس
ج ۱ ص ۱۹ علامہ نجم الدین مرصاد العباد ص ۲ پر یہی تطبیق دیتے ہیں۔

شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی ان روایات کو نقل کر کے تطبیق یوں دیتے ہیں کہ ان
روایات میں تطبیق یہ ہے کہ اولیت امراضانی ہے۔ (عمدة القاری ج ۵ ص ۱۰۹ مطبوعہ بیروت)
شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

جان لو کہ اول مخلوقات و واسطہ صدور کائنات و واسطہ تخلیق عالم و آدم حضرت محمد ﷺ
کا نور ہے چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔ اور باقی
تمام مخلوقات علوی و سفلی اسی نور اور اسی جوہر پاک سے پیدا ہوئیں اور حدیث کہ اللہ نے
سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا ہے محققین و محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے اسی طرح یہ
حدیث کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا ہے صحت کو نہیں پہنچی۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۳۲)
ملا معین واعظ کاشفی لکھتے ہیں کہ

اکثر مؤرخین و محدثین نے یہ فرمایا کہ سب سے پہلے پیدا کیا جانے والا نبی کریم ﷺ
کا نور مبارک ہے۔ روح، عقل و قلم، کی اولیت اضافی ہے۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۳۶)
شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال لکھتے ہیں کہ

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب گن آگینہ رنگ تیرے محیط میں حجاب
کلیات اقبال ص ۴۰۵ مطبوعہ لاہور، وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے یہی شعر جمال مسطقی ص ۱۵۸ پر درج کیا ہے

اکابرین دیوبند کی گواہی

اتمام حجت کے لیے اب اکابرین دیوبند کے چند ایک حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔

اشرف علی تھانوی:

حدیث جابر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

اس حدیث سے نور محمدی کا اوّل الخلق ہونا باوّلیت حقیقیہ ثابت ہوا کیوں کہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اوّلیت کا حکم آیا ہے۔ ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ (نثر الطیب ص ۷)

خیر المدارس:

دیوبندی حضرات کے خیر المدارس کے مفتی محمد انور ان احادیث میں تطبیق کی بابت یوں لکھتے ہیں کہ

ملا علی قاری مرقات ج ۱۶ میں فرماتے ہیں کہ ان امور میں اوّلیت اضافی ہے یعنی انوار میں سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کے نور کو پیدا کیا گیا۔

فیؤول ان کل واحد ما ذکر خلق قبل ما هو من جنسه فالقلم قبل جنس الاقلام و نوره قبل الانوار علامہ موصوف کی ایک عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نور میں اوّلیت حقیقی ہے یعنی مخلوقات میں سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کے نور ہی کو پیدا کیا گیا ہے۔ والاوّل الحقیقی هو النور الحمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مرقاۃ ج ۱ ص ۱۶۶۔

(خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۵۸ مطبوعہ ملتان)

طاہر قاسمی:

علمائے دیوبند کی مقتدر شخصیت محمد طاہر قاسمی لکھتے ہیں کہ

سب سے اوّل حق تعالیٰ نے نور عقل کو پیدا فرمایا جس کا دوسرا نام حقیقت محمدیہ ہے اس کو تمام عالم کے لیے مدبر اور وجہ شرافت بنایا اس لیے تمام فرشتوں کو اس کے آگے جھک

جانے کا حکم دیا۔ خدا کے بعد درجہ عقل اوّل یعنی حقیقت محمدیہ کا ہے اس لیے جس مخلوق میں یہ نور عقل نہیں جھلکتا وہ مخلوق عالم کی صف اوّل میں بھی نہیں جگہ پاسکتی۔ معلوم ہوا کہ نور محمدی بلحاظ خلقت سب سے اوّل ہے۔ اور بلحاظ ظہور سب سے آخر ہے اس لیے نور محمدی کا اوّل و آخر نور خدا تو ہو سکتا۔ لیکن اور کسی کے نور نبوت کا یہ منصب نہیں ہو سکتا۔ نہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کسی نبوت کا وجود ہی تسلیم کیا جاسکتا ہے اور اگر تسلیم کیا جائے۔ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسے منکر گروہ نے حقیقت محمدیہ کی اولیت سے بھی انکار کر دیا نور عقل کو پیدا فرمانے کے بعد حق تعالیٰ نے لوح و قلم اور مادہ و روح عرش و کرسی کو پیدا کیا

(عقائد اسلام ص ۳۳ مطبوعہ لاہور)

انور شاہ کشمیری احمد رضا بجنوری:

علمائے دیوبند کے محدث سید احمد رضا بجنوری اوّل ما خلق اللہ نوری نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

ہمارے محدثین کے یہاں بھی حدیث ترمذی اوّل ما خلق اللہ القلم پر بحث چھڑ گئی ہے اور محدثین نے قلم کی اولیت کو اضافی اور حضور اکرم ﷺ کی اولیت کو حقیقی قرار دیا ہے۔ الکوکب الداری علی جامع الترمذی کے حاشیہ ج ۲ ص ۴۵ میں عبارت ذیل نقل ہوئی ہے حضرت محدث ملا علی قاری حنفی نے ازہار سے نقل کیا کہ اوّل ما خلق اللہ القلم یعنی بعد عرش اور ماء اور ریح کے الخ، پھر ملا علی قاری نے فرمایا کہ ان چیزوں کو اولیت اضافی یعنی ایک دوسرے کے لحاظ سے ہے اور اوّل حقیقی نور محمدی ہی ہے جیسا کہ میں نے اس کو اپنی تالیف الموروللمولد میں بیان کیا ہے۔ حضرت (مولانا محمد انور) شاہ (کشمیری) کی رائے عرف الشذی ص ۵۳ میں قولہ ان اول ما خلق اللہ القلم پر فرمایا بعض روایات میں ان اوّل المخلوقات نور النبی ﷺ وارد ہوا ہے جس کو علامہ قسطلانی نے مواہب میں بطریق حاکم ذکر کیا ہے پھر حضرت (انور) شاہ (کشمیری) نے فرمایا کہ ترمذی کی حدیث الباب پر حدیث نور مذکور کو ترجیح حاصل ہے اور حضرت شاہ صاحب نے اپنے رسالہ (ضرب الخاتم علی حدوث العالم) کی ابتدا اس شعر سے فرمائی:

تعالیٰ الذی کان لم یکن ماسوی

واول جلی العباء بمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

انوار الباری شرح صحیح بخاری ج ۵ ص ۱۵۹ مطبوعہ تالیفات اشرفیہ ملتان انوار الباری پر

ان دیوبندی علماء کی تصدیقات موجود ہیں۔ عزیز احمد بہاری مفتی محمد محمود احمد صدیقی
ناٹوئی، ذاکر حسن شیخ التفسیر، محمد عمر تھانوی مدراس۔

مفتی جمیل احمد تھانوی:

جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی جمیل احمد تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

اگر کہا جائے کہ بعض روایات میں اور بھی بعض چیزوں کے اول مخلوق ہونے کا ذکر آیا

ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان سب کا روح محمدی سے بعد میں پیدا ہونا احادیث میں صاف

ہے اس لیے سب سے اول تو حضور کی روح مبارک ہی پیدا ہوئی اور دوسری چیزیں اپنی

اپنی نوع میں پہلی ہیں۔ (سیارہ ڈائجسٹ لاہور رسول نمبر ج ۲ ص ۲۳) (مضمون نبی کل کائنات)

مفتی رشید احمد دیوبندی:

ان احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے ملا علی قاری کی مرقات کی عبارت نقل کرنے کے

بعد لکھتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ روح اور نور (محمدی) کے ایک ہی معنی ہیں اور بقیہ اشیاء میں

اولیت سے اولیت اضافیہ مراد ہے۔ لہذا کوئی تعارض نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۱ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام ہماری اس ساری بحث سے ثابت ہو گیا کہ حضور سید عالم ﷺ اول

المخلوق اور نور ہیں حضور ﷺ کو اول المخلوق کہنے والے محدثین کے چند ایک حوالہ جات پھر

حاضر خدمت ہیں۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۲، جواہر البحار ج ۱ ص ۲۲۵، نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۲۵، کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳، صحائف السلوک ص ۷، تفسیر

عزیزی ۲۱۹ ص ۳۰، اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۴۷، زرقانی ج ۲ ص ۲، تفسیر جمل ج ۲ ص ۱۱ صاوی ج ۲ ص ۵۲، روح البیان ج ۲ ص ۲۳۸)

دیوبندی عاشق الہی میرٹھی نے لکھا ہی کہ صاحب روح المعانی نے حضرت رسول اکرم ﷺ

کا ذکر مقدم کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ چونکہ آپ ﷺ کی تخلیق مقدم تھی۔

(انوار البیان ج ۳ ص ۱۹۶)

شیخ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ یہ کلمات (ہو الاول والاخر والظاهر والباطن وہی اللہ اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن) اعجاز کی نشانی والے اللہ کی حمد اور تعریف پر مشتمل ہیں یہی کلمات حضور ﷺ کی صفات اور تعریف بھی ہیں مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۲، یعنی حضور ﷺ پیدائش کے اعتبار سے اول اور سب انبیاء کے بعد ظہور کے اعتبار سے آخر ہیں۔ (مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۲)

شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ پس وہ (حضور ﷺ) اول ہیں آخر ہیں اور ظاہر ہیں اور باطن بھی، پس وہ ہر چیز کے جاننے والے ہیں۔

فتوحات مکیہ ج ۱ ص ۱۷۱، جواہر البحار ج ۱ ص ۱۱۳۔

علامہ شہاب الدین خفاجی اور ملا علی قاری ان صفات اول، آخر ظاہر باطن کا اطلاق حضور ﷺ پر کرتے ہیں۔ (نسیم الریاض ج ۲ ص ۴۲۵، شرح شفاع ج ۲ ص ۴۲۵ مطبوعہ ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان) اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت تاجدار بریلی کشتہ عشق رسالت شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں کہ

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اُسی سے اسکی طرف گئے تھے

اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنے والے ان آیات احادیث اور اقوال محدثین پر غور کریں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں میں وہ ہوں جس کا نور اللہ نے سب سے پہلے پیدا کیا تو میرے نور نے اللہ کو سجدہ کیا سات سو سال سجدہ میں رہا سب سے پہلے میرے نور نے اللہ کو سجدہ کیا یہ بات میں فخر سے نہیں کہتا اے عمر کیا تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں میں وہ ہوں کہ اللہ نے عرش کو میرے نور سے پیدا کیا۔ اور میرے نور سے لوح و قلم بنائے۔ اور سورج و چاند کو اور آنکھوں کے نور کو میرے نور سے بنایا اور عقل کو میرے نور سے پیدا کیا اور مومنوں کے دلوں میں نور معرفت کو میرے نور سے بنایا۔ (جواہر البحار ج ۲ ص ۳۲۵)

مزید ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نور آسمانوں کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال

پہلے پیدا فرمایا۔

مکتوبات امام ربانی ج ۳ ص ۳۳۳ یہی مفہوم الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۹ میں ارشاد فرمایا کہ انا من اللہ والیومنون منی میں اللہ تعالیٰ سے ہوں اور تمام مومن مجھ سے ہیں۔

(روح البیان ج ۱ ص ۵۴۸، مدارج النبوت ج ۲ ص ۶۱، جواہر البحار ج ۱ ص ۲۳۶)

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نور محمدی کا جلوہ گر ہونا:

علمائے دیوبند کے مستند عالم سید محمد عابد صاحب رقمطراز ہیں کہ

سبحان اللہ جب کہ وہ نور کرامت ظہور مثل آفتاب اور ماہتاب کے درخشاں ہوا تب واسطے امانت رکھنے اس نور مبارک کے حضرت آدم علیہ السلام کا کالید تیار کیا گیا۔ اور تمام فرشتوں کو اور ممالک ملکوت میں ندا فرمائی گئی۔ کہ جو کوئی اس گوہر گراں مایہ کی امانت رکھنے کی قابلیت رکھتا ہو وہ آئے۔ اور اپنے کو اس کا خزینہ بنائے مگر جب کہ کسی نے اپنے میں اس گوہر بے بہا کی امانت رکھنے کی قابلیت نہ دیکھی۔ سب نے خاموشی اختیار کی تب ابوالبرکات اشرف المخلوقات حضرت آدم علیہ السلام نے اس امانت کی استدعا اور درخواست کی۔ بنیش ہر دل ویرانہ ام اے گنج مراد کہ من ایں خانہ بسووائے تو ویراں کردم اور یہ آئیہ کریمہ یہ اس کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ

انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال فابين ان يحملنها واشققن منها وحملها الانسان

یعنی پیش کی ہم نے امانت نور محمد ﷺ زمین اور آسمان اور پہاڑوں پر پس انکار کیا سب نے اس کے اٹھانے سے اور ڈر گئے وہ سب اس سے، پس اٹھا لیا امانت کو یعنی نور نبی آخر الزماں کو انسان یعنی آدم علیہ السلام نے۔

سبحان اللہ پس وہ نور حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں امانت رکھا گیا کذا فی المعارج، مدارج میں ہے کہ جب وہ نور محمدی ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں امانت رکھا گیا کذا فی المعارج، مدارج میں ہے کہ جب وہ نور محمدی ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ فرما ہوا تب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس نور کی برکت سے حضرت آدم علیہ

الصلوة والسلام کو تمام مخلوقات کے اسماء تعلیم فرمائے اور انہیں مسجود ملائکہ بنا کر تمام فرشتوں کو سجدہ تعظیمی کرنے کا حکم فرمایا سبحان اللہ تب سب نے بحکم رب جلیل ظاہر میں حضرت آدم علیہ السلام کو اور باطن اور حقیقت میں نور محمدی ﷺ کو سجدہ کیا۔ مگر استغفر اللہ شیطان علیہ اللعنت نے سجدہ سے انکار کیا اور زندہ درگاہ الہی ہو گیا اور جبکہ تمام ملائکہ سجدہ سے فارغ ہوئے تو انہیں یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نہایت ہی اعزاز اور اکرام کے ساتھ بہشتی لباس کہ جن پر رحمۃ اللعلمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام مبارک منقوش تھا اس سے آراستہ اور پیراستہ فرما کر تخت بہشتی پر بٹھا کر ہمراہ ملائکہ مقربین کے بہشت کی جانب روانہ فرمایا سبحان اللہ اس وقت تمام فرشتوں میں غلغلہ تہنیت اور صلوة اور تحیت کا بلند ہوا رضوان خلد بریں اور حوران ماہ جبین نے حضرت آدم علیہ السلام کا استقبال کیا اور ہر ایک نے صلوة و سلام کے طبق کو ان پر نچھاور کیا..... تاریخ النخیس مواہب اللدنیہ، حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر نور محمدی ﷺ آپ کی پشت مبارک میں امانت رکھا تھا تب وہ نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی سے سورج کی شعاعوں کی طرح چمکتا..... آپ ﷺ کا نور اور آپ کا رتبہ حضرت آدم علیہ السلام سے آگے اور مقدم ہو گیا۔

(رحمۃ اللعلمین ص ۸۹- ص ۹۰ مطبوعہ کراچی)

اس کتاب پر درج ذیل دیوبندی علماء کی تصدیقات موجود ہیں۔

محمد عبدالعلی دہلی، مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، انور شاہ کشمیری محدث دیوبند محمد اصغر حسین، شبیر احمد عثمانی حبیب الرحمن عثمانی، احمد سعید دہلوی، محمد اعزاز علی، عبدالشکور لکھنوی علی محمد رنگون فتح محمد بمبئی، عبدالممنہم بمبئی، عبدالقادر نظامی۔

نواب صدیق حسن بھوپالی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ گفتہ کہ حلول نور محمدی در ہند بقیاس مساوات منطقی ثابت میثور چہ از روئے احادیث صحیحہ نور محمدی در صلب آدم و دیعت بود و از جبین مبین رویتافت پس روشن شد کہ مبداء نور محمدی ہنداست و منتہائے آں عرب و کفی بذلک للہند مشرقاً و فضلاً و تقریر مساوات ایں است نور محمد ﷺ حل بآدم و آدم حل

بالہند و تحقیق اس قیاس در کتاب منطق باید جست

كانت لآدم ارض الهند منهبطا وفيه نور رسول الله مشعول

(خطیرۃ القدس ج ۲ ص ۳۷ مطبوعہ بھوپال)

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ نور محمدی (ﷺ) کا حلول ہند میں قیاس مساوات منطقی سے ثابت ہوتا ہے کیوں کہ احادیث صحیحہ کی رو سے نور محمدی (ﷺ) حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں بطور امانت تھا۔ اور ان کی پیشانی میں چمکا تو واضح ہوا کہ نور محمدی (ﷺ) کی ابتدا جلوہ گری ہندوستان میں ہوئی اور آپ ﷺ کی انتہاء تشریف فرمانا عرب میں ہے اور آپ کی وجہ سے ہندوستان کو کافی شرف و فضل حاصل ہے اور اس مساوات کی تقریر یہ ہے کہ نور محمدی علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ نازل ہوا تو حضرت آدم ہندوستان میں اترے تو حضرت محمد ﷺ کا نور ہندوستان میں ہی اتر ا منطق کی کتابوں میں اس قیاس کی تحقیق تلاش کر لو۔ ہندوستان کی زمین حضرت آدم کے اترنے کی جگہ ہے۔ اور اس میں رسول اللہ کا نور چمکنے والا تھا۔

یہی نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

طلوع آفتاب نبوت و نیر اعظم رسالت اولاً از افق ہند بودہ ست زیرا کہ آدم علیہ السلام اول انبیاء است و چوں نور نبوت محمد رسول اللہ در صلب آدم بود ازوے با صلاب دیگر بتدریج از منہ منتقل شد ثابت گردید کہ مطلع نور محمدی و مبدا ایں فیض سرمدی ہند است و غایت و منتہی و مظہر وجود عنصری و مجلائے او عرب و کنفی بالہند شرفاً و فضلاً در کعب بن زہیر حیث قال

ان الرسول لنور يستضاء به مہند من سیوف اللہ مسلول

جوہری گفتہ مہند شیخ ساختہ از آہن لطیفہ از ان خاطر میر آزاد بلگرامی ست گویا ندا باذان ملت حیفہ و ضرب نوبت دولت محمدیہ اولاً از سر زمین ہند بودہ میر آزاد در خزانہ عامرہ گفتہ استنباط عجی کہ کردہ ام کہ حلول نور محمدی در ہند بقیاس مساوات ثابت می شود و تقریر قیاس ایں است نور محمد حل با آدم و آدم حل بالہند نور محمد حل بالہند و تحقیق ایں قیاس از کتب منطقی باید

جست۔ (ہدایۃ المسائل ج ۲ ص ۲۱۶ مطبوعہ بھوپال)

یہی نواب صدیق حسن لکھتے ہیں کہ

شک نیست کہ نور نبوت رسول خدا اول در صلب آدم بود و بعدہ در اصلاب آباء و ارحام
امہات انتقال پذیر رفتہ تا آنکہ از عبداللہ بن عبدالمطلب در مکہ ظاہر گروید و ایں نیز یکے از
فضائل بعیدہ ہند است و نعم ما قیل

كانت لآدم ارض الهند منهبطا وفيه نور رسول الله مشعول

(نسخ الکرامۃ فی آثار القیامۃ ص ۱۴۴ مطبوعہ لکھنؤ)

امام رزقانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

جونور (محمدی) حضرت آدم کی پیشانی میں چمکتا تھا، سورج کی طرح، وہ پاکیزہ عورتوں
میں رکھا گیا اس طرح برابر وصیت کی جاتی رہی یہاں تک کہ اللہ نے یہ نور محمدی حضرت عبد
المطلب اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ تک پہنچایا۔ (رزقانی ج ۱ ص ۶۵)

جب حضرت آدم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا تو نور محمدی ان کی پشت میں رکھا وہ نور
اس قدر چمکتا تھا کہ حضرت آدم کی پشت میں ہونے کے باوجود پیشانی میں چمکتا تھا۔

(رزقانی ج ۱ ص ۴۹)

علمائے دیوبند کے مقتداء مولوی نور الہی صاحب لکھتے ہیں کہ

اول ما خلق اللہ نوری پاک نبی فرمایا
سب تھیں پہلاں نور میرے نوں پیدا رب کرایا
اوسے نوروں کل فرشتے اللہ پاک بنائے
کرسی عرش قلم لوح جنت چوداں طبق او پائے
حضرت آدم صفی اللہ نوں پیدا رب کرایا
کرامانت نور محمد جسم اوہدے وچہ پایا
پھر آوہ نور محمد حضرت شیث نبی دل آیا
پھر ادریس نبی دل بعداں طرفے نوح سدھایا

درجہ بدرجہ شامل ہو ہو خلیل نبی نے پایا
 اس تھیں اسماعیل نبی دی نسل بہ نسل آیا
 عبد المناف طرف آ پہنچا پھر ہاشم ول آیا
 زرقانی شرح مواہب تھیں اک ہور حوالہ پایا
 یہودی عالم ویکھ ہاشم نوں شوقوں قدیم چمیدے
 رکھ جناور ہر ہر چیزاں سجدہ ادب کریندے
 اہل کتاب جو لوگ عرب عالم خبراں والے
 نکاح دی خاطر بیٹیاں حضرت ہاشم کرن حوالے
 ہر قل شاہ خود دھئی اپنی دا عقد پیغام پچایا
 ایہہ پر حضرت ہاشم سب نوں عاف جواب سنایا
 ہاشم تھیں پھر عبد المطلب اندر نور سماوے
 مواہب اللدنیہ دے وچ لکھیا خوشبو جسموں آوے
 حضرت مطلب دے پھر پچھوں عبد اللہ دے خانے
 چمکیا نور محمد والا لائی لو جہانے

منظوم قصص الانبیاء ص ۷۷ مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ

ملا معین واعظ کاشفی لکھتے ہیں کہ

جب نور محمدی حضرت آدم میں جلوہ گر ہوا تو جب بھی آپ آسمانوں پر تشریف لے
 جاتے تو عالم کرو یہاں کے فرشتوں سے ملاقات کرتے تو تمام فرشتے عزت و احترام کرتے
 ایک دن اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے رب تعالیٰ نے فرمایا، کہ اے آدم یہ
 استقبال اور احترام اس نور محمدی کے لیے ہے۔ حضرت آدم کے عرض کرنے پر نور محمدی
 آپ کی انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی ظاہر کیا گیا آپ نے اس کی زیارت کی اور اسے چوما
 اور آنکھوں سے لگایا۔ (معارج النبوت ج ۱ ص ۴۳)

حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نور مصطفیٰ ﷺ

امام فخر الدین رازی، امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ بے شک فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے سجدے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں حضور ﷺ کا نور مبارک تھا۔ عسیدۃ الشہداء، ص ۵۷، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۰۲، جواہر البحار ج ۵ ص ۳۵۵، تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۳۰۳ شرہ قصیدہ بردہ از شیخ زادہ ص ۱۰۰ سیرت النبویہ لدحلان ج ۲ ص ۲۲ دیوبندی مولوی کرم الہی نے سفینہ افضال الرحمن حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں حضور ﷺ کا نور مبارک رکھا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک سے پرندوں کے چچانے کی آواز سنی عرض کیا۔ یہ کیسی آواز ہے رب تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ خاتم الانبیاء ﷺ کی تسبیح کی آواز ہے۔

(منظوم قصص الانبیاء ص ۵۳، بیان المیلاد النبوی ص ۲، الانوار ص ۵ رحمۃ اللعلمین از دیوبندی عابد ص ۹)

حضرت آدم علیہ السلام کی وصیت :

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کی کہ اس نور محمدی ﷺ کو پاک و مطہر خواتین کی طرف منتقل کرنا۔

(سیرت النبویہ لدحلان ص ۲۵، بیان المیلاد النبوی ص ۲۰ المور والروی ص ۳۹ الانوار ص ۱ مولد النبوی ص ۱۸)

حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی میں نور مصطفیٰ ﷺ :

جب حضرت حوٰنہ نے حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی میں حضور ﷺ کا نور مبارک دیکھا تو بہت خوش ہوئیں۔ (الانوار ص ۵ مطبوعہ نجف اشرف)

اس نورانیت کی چمک آسمان کی طرف جاتی تھی۔ (الانوار ص ۵)

انبیائے کرام کا نور مصطفیٰ ﷺ سے مستفید ہونا:

علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام سب اس نور اعظم

(حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے انوار اور اسی باغ کے پھول ہیں۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۲۳)

امام عاشق مولانا عبدالرحمن جامی فرماتے ہیں کہ

اگر نام محمد رانیا وردے شفیع آدم

نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نچینا

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ خان لکھتے ہیں کہ آپ ہی کا وہ

فیض وجود نور تھا۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں مامون رہے اور یہی وہ نور تھا۔ کہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام نارنمرود میں محفوظ رہے اور یہی وہ نور تھا جس کے سبب حضرت اسماعیل علیہ السلام

پر چھری نہ چلی۔ (ذکر النبی ص ۲۵ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ لکھتے ہیں کہ

نور سے جن کی ہوئی سرد تھی آتش نمرود اب وہی نور خدا صل علی پیدا ہوئے

نوح کی کشتی جن کے سبب طوفان سے اب وہی نا خدا صل علی پیدا ہوئے

نزع میں مرقد میں محشر میں کریں گے جو مدد

اب وہی محبوب خدا صل علی پیدا ہوئے

(باغ جنت ص ۲۸۹)

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے مذکور عبارت کا مفہوم درج فرمایا ہے۔

(مولد العروس ص ۸ مطبوعہ بیروت)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

یہ سمجھ لینا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں استقلال کم تھا۔ کتنی بڑی غلطی ہے۔ اگر نور

محمدی کے جدا ہو جانے سے وہ غیر مستقل ہو گئے تھے تو اچھا پھر وہ چھری چلانے کے وقت

مستقل کیونکر ہو گئے تھے۔ (روح النج والنج ص ۲۲ ملفوظات ہفت اختر ص ۲۱۸ مطبوعہ کراچی)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ :

غزوہ تبوک سے واپسی پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ

یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کی تعریف میں اشعار عرض کروں فرمایا خدا تعالیٰ تیرے منہ

کو سلامت رکھے کہو حضرت عباس نے عرض کیا کہ

من قبلها طبت فی ظلال و فی
ثم هبطت البلاد لا بشر
مستودع حیت یحصف الورق
انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد
تنقل من صالب الی رحم
وردته نار الخلیل مستبرا
فی صلبه انت کیف یحترق

(الخصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۳۹، الوفا ج ۲ ص ۲۵، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۰، مستدرک ج ۳ ص ۳۲، تلخیص المستدرک ج ۳ ص ۳۲، انوار محمدیہ ص ۵۷، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۳، سیرت حلبیہ ج ۹ ص ۹۲، حجة اللہ علی العالمین ص ۲۲۲ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۵۸، جواهر البحار ج ۲ ص ۱۵۹ المسلسل والنحل ج ۲ ص ۲۴ سیرت النبی ص ۳ الدحان، شفا ج ۱ ص ۱۰، نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۰۳ شرح شفا ج ۲ ص ۲۰۳)

ان اشعار کا ترجمہ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے جو کہا ہے وہ پیش خدمت ہے زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور تیز ودیعت گاہ میں جہاں جنت کے درختوں کے پتے اوپر تلے جوڑے جاتے ہیں یعنی آپ صلب آدم ﷺ میں تھے۔ سو قبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایوں میں تھے آپ بھی تھے اور وہ ودیعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت میں مفسرین نے کہا ہے۔ مستقر و مستودع اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے اس قصہ کی طرف آدم ﷺ نے اس منع کیے ہوئے درخت سے کھالیا اور جنت کا لباس اتر گیا۔ تو درختوں کے پتے ملا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اس وقت بھی آپ مستودع میں تھے اس کے بعد آپ نے بلاد یعنی زمین کی طرف نزول فرمایا اور آپ اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضغة نہ علق، کیوں کہ یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہیں اور ہیوط کے وقت جنین ہونے کا انتقاء ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بواسطہ آدم ﷺ کے ہے غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مضغة بلکہ اصلب آباء میں محض ایک مادہ مائے تھے کہ وہ مادہ کشتی نوح میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کی نسبت اور اس کے ماننے والوں کے لبوں تک طوفان غرق پہنچ رہا تھا۔ مطلب یہ کہ بواسطہ نوح ﷺ کے وہ مادہ راکب کشتی تھا۔ مولانا جامی نے اس مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔

زجودش گر نکشتی راہ مفتوح ہجودی کے رسیدے کشتی نوح
 اور وہ مادہ اسی طرح واسطہ در واسطہ ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب
 ایک طرح کا عالم گزر جاتا تھا۔ دوسرا طبقہ ظاہر اور شروع ہو جاتا تھا یعنی وہ مادہ سلسلہ آباء
 کے مختلف طبقات میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں آپ نے
 نار خلیل میں بھی ورود فرمایا چونکہ آپ ان کی صلب میں مختفی تھے تو وہ کیسے جلتے

(نثر الطیب ج ۱ ص ۱۱ مطبوعہ تاج کمپنی)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں یوں عرض کرتے ہیں کہ

انت الذی لولاک ما خلق امرء	کلا ولا خلق الوری لولاک
انت الذی لما توسل ادم	من منزلة بک فاز وهو ابا کا
وبک الخلیل دعا فعادت ناره	برداو قد خمدت بنور سینا کا
ودعاک ایوب بضر مسه	فاذیل عنه الضر حین دعا کا
وبک المسیح انی بشیرا مخبرا	بصفات حسنک ما دحا بدلا کا
وکذلك موسیٰ لم یزل متوسلا	بک فی الیوم القیامة یحییٰ بحباک

(قصیدۃ النعمان ص ۲۹ مجموعۃ القصائد ص ۳۴ مطبوعہ دہلی)

۱۔ آپ ﷺ وہ ذات اقدس ہیں کہ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو کوئی آدمی پیدا نہ کیا جاتا
 اور نہ ہی کوئی مخلوق پیدا کی جاتی۔

۲۔ آپ ﷺ وہ عظیم ذات ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ﷺ کا وسیلہ پکڑا تو وہ اپنی
 مراد کو پہنچے حالانکہ وہ آپ ﷺ کے باپ ہیں۔

۳۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آپ ﷺ کے نور مبارک کی برکت سے آگ گلزار بن گئی۔

۴۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی تکالیف و مصائب میں آپ ﷺ کو ہی پکارا تو اس
 پکارنے کی برکت سے ان کی تکلیف دور ہو گئی۔

۵۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر دیتے اور آپ ﷺ کی
 صفات حسنہ کا بیان اور آپ ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے تشریف لائے۔

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمیشہ اپنی حیات طیبہ میں آپ ﷺ کا ہی وسیلہ مبارک پکڑا اور قیامت میں بھی آپ کے وسیلہ وظل و حمایت میں پناہ لیے ہوں گے۔
حضرت امام شرف الدین بوسیری علیہ الرحمۃ حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں یوں استغاثہ کرتے ہیں کہ

وکل ای اتی الرسل الکرام بها فانبا اتصلت من نورہ بهم
فانہ شمس فضل ہم کو اکبھا یظہرت انوارها للناس فی الظلم
وکلهم من رسول اللہ ملتس غرقا من البحر اور شفا من الدیم
(قصیدہ بردہ شریف ج ۳ ص ۱۳)

مولانا عبدالرحمن جامی ان اشعار کا ترجمہ فارسی میں یوں فرماتے ہیں کہ
ہرچہ آور دند مجموع رسل از معجزات آں ز نور مصطفیٰ آمد بایشاں لاجرم
او بود خورشید فضل و دیگران سیارگاں روشنی سیارگان ظاہر کند اندر ظلم
ملتس ازوے ہمہ از انبیاء و از رسل یک کف از دریائے علم و شربتے زابر کرم
(قصیدہ بردہ منظوم فارسی ج ۳ ص ۱۳)

محمد فیاض الدین نظامی بہرادکن ان اشعار کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ
جو رسولان جلیل القدر کے تھے معجزے آپ ہی کے نور سے پایا تھا سب نے یہ کرم
آفتاب فضل ہیں وہ اور ستارے سب رسل کرتے ہیں ظلمت میں ظاہر سب یہ انوار کرم
انبیاء سب ملتس ہیں تاکہ مل جائے انہیں ایک چلو بحر سے یا قطرہ از ابر کرم
(قصیدہ بردہ منظوم اردو ج ۳ ص ۱۳)

ترجمہ: اور ہر طرح کا معجزہ جو آپ ﷺ سے پہلے ہر نبی کو ملا وہ حقیقت میں حضور ﷺ کے نور (کی برکت) سے ملا ہے۔

۲۔ حضور ﷺ مثل آفتاب ہیں اور دوسرے انبیاء ستاروں کے مانند ہیں اور آفتاب لوگوں کے لیے اندھیرے میں اپنے انوار ظاہر کر رہا ہے۔

۳۔ تمام انبیاء حضور ﷺ کے معرفت و رحمت کے سمندر سے ایک چلو یا ایک قطرہ حاصل

کرنے کی التماس کرتے ہیں۔

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے ان اشعار کو نشر الطیب ج ۱۲، ص ۱۳ اور ص ۱۴ پر، دیوبندی بادشاہ گل بخاری نے نور و بشر کے اپر درج کیا ہے۔
حضرت ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

عیسے والدہ والصدور جسیبہم ہم اعین ہو نورھا لبہ ورد
لو ابصر الشیطان طلعة نورہ فی وجہہ کان اول من سجد

(موہب اللدنیہ مع زرقانی ج ۱ ص ۶۳)

ترجمہ ۱: حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء آنکھیں اور حضور سید عالم ﷺ ان کا نور ہیں۔

۲: اگر شیطان اپنی بصارت سے حضرت آدم علیہ السلام کے چہرہ مبارک میں حضور ﷺ کا نور دیکھ لیتا تو فرشتوں سے پہلے سجدہ کرتا۔

مذکورہ عبارات میں جو حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کا ذکر ہوا۔ وہ اس حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے۔ جو حضرت عمر فاروق کی روایت ہے۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے یوں دعا کی کہ اے اللہ تیری بارگاہ میں تیرے محبوب ﷺ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں معاف فرما تو رب تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی۔

(طبرانی ج ۲ ص ۸۳، متدرک ج ۲ ص ۶۱۵ زرقانی ج ۱ ص ۶۲ الوقا ج ۳ ص ۳۳ شواہد الحق ص ۱۳، انوار محمدیہ ص ۲ افضل الصلوات ص ۱۱، موہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۲، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱، بیان المیلاد النبوی ص ۲، ابن عساکر ج ۲ ص ۳۵، تفسیر عزیزی ص ۱۱۸، المورد الروی ص ۴۲ الدرر السنیہ ص ۴۱ دلائل النبوت ص ۶۱۳، شفا ج ۱ ص ۱۰۴ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۵۳)

اس حدیث پاک کو دیوبندی حضرات کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ج ۱۲، ص ۱۳، امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۵۲۔ تبلیغی دیوبند کے محمد زکریا سہارنپوری نے فضائل اعمال ص ۲۸ فضائل ذکر ص ۱۱ تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ نے باغ جنت ص ۲۸۶، تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ خان نے ذکر النبی ص ۳۵ تھانوی کی معتقد نے ذکر النبی ص ۲، دیوبندی محدث ظفر احمد عثمانی امداد الاحکام ج ۱ ص ۱۳۳ دیوبندی مولوی نور الہی نے منظوم قصص الانبیاء ص ۵۳

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

آپ کے نور مبارک کی برکت یہ ہے کہ تمام عالم کا وجود آپ ﷺ کے نور سے ہوا۔

(راس الربیعین ص ۱۸ مواعظ میلاد النبی ص ۳۹)

اکابرین دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وہ منشا سب اسماء کا ہے وہ مصدر ہر اشیاء کا ہے

وہ سر ظہور و خفا کا ہے سب دیکھو نور محمد کا

کہیں روح مثال کہایا ہے کہیں جسم میں جاسمایا ہے

کہیں حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نور محمد کا

کہیں عاشق وہ یعقوب ہوا کہیں یوسف وہ محبوب ہوا

کہیں صابر وہ ایوب ہوا سب دیکھو نور محمد کا

کہیں موسیٰ وہ کلیم ہوا کہیں راز قدیم علیم ہوا

کہیں یارو وہ ندیم ہوا سب دیکھو نور محمد کا

کہیں ابراہیم خلیل ہوا سن راز قدیم علیل ہوا

کہیں صادق اسماعیل ہوا سب دیکھو نور محمد کا

کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے

کہیں نہ کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمد کا

کہیں غوث بدل کہلیا ہے کہیں قطب بھی نام نہرلیا ہے

کہیں دین امام کہایا ہے سب دیکھو نور محمد کا

(نالہ غریب امداد ص ۵، کلیات امدادیہ ص ۹۱ باغ جنت ص ۲۸)

نہ پیدا اگر ہوتا احمد کا نور نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور

(جہاد اکبر ص ۳ کلیات امدادیہ ص ۱۰۸ مطبوعہ کراچی)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

سب کونینکی کی دولت آپ ﷺ ہی کی برکت سے ملی ہے۔ پہلی امت کی بیبیوں کو تو

آپ کے نور سے۔ (بہشتی زیور ج ۸ ص ۲ مطبوعہ کراچی)

اس کے محشی نے لکھا ہے کہ

آپ کے نور کی برکت سے کیوں کہ تمام مخلوق کا وجود آپ ہی کے باعث ہوا ہے۔

(بہشتی زیور ج ۸ ص ۲ حاشیہ)

دیوبندی حضرات کے علامہ نور الہی حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ حضور ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ۔

سردار دو عالم نے فرمایا، اندر پشتاں پا کاں
پاک رحمان وچہ نور اساڈا کردا روشن خا کاں
نکشتی حضرت نوح سلامت برکت نور ہمارے
برکت نور خلیل نبی نوں نار ہوئی گلزارے
حضرت اسماعیل نبی نوں کرد ذبح نہ کردی
امانت نور اساڈا اُس وچ حکم ربے تھیں ڈردی
لکھ یوسف بھی نہ اوس جیہا اوہ ہے نور الہی
جس دی برکت حشر دیھاڑے سختی رہے نہ کائی

(منظوم قصص الانبیاء ص ۵۵، ۵۴)

دیوبندی محمد عابد میاں لکھتے ہیں کہ

ہوا پھر نور احمد سے زمین و آسمان پیدا
کہیں جن و بشر پیدا کہیں شمس و قمر پیدا
محمد سے ہوئے ہیں بحر و براور خشک و تر پیدا
نہ ہوتے سر زمین پر سرور عالم اگر پیدا
(رحمۃ اللعالمین ص ۶۵)

ہوا نور احد سے نور احمد بیگماں پیدا
نبی کے نور سے سب کچھ ہوا زیر و زبر پیدا
وجود سرور دین سے وجود ملک ہستی ہے
کوئی پیدا نہ ہوتا عالم ایجاد میں سرور

علمائے دیوبند کا ترجمان لکھتا ہے کہ

بیشرب از رسول اللہ نورے

بمکہ بنی از توحید نورے

ماہنامہ الرشید ساہیوال دسمبر ۱۹۸۱ء

مدحت خیر الوریٰ ہر لمحہ میرا کام ہے مستنیر نور طیبہ میری صبح و شام ہے
نور احمد سے منور از زمین تا آسمان شش جہت میں آپ کا فیض و فیض عام ہے

(ماہنامہ الرشید دسمبر ۱۹۷۶ء)

مشہور دیوبندی قلم کار محمد اقبال قریشی رقمطراز ہیں کہ
اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی فیض سے اپنے حبیب ﷺ کے نور کو بنایا۔

(درود سلام کا مقبول وظیفہ ص ۱۶ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

دیوبندی شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ
جو وجہ آفرینش افلاک و عرش ہے جس کا کہ جبریل بھی ادنیٰ غلام تھا
(کلیات شبلی ص ۳۲ مطبوعہ اعظم گڑھ)

نور محمدی (ﷺ) کا حضرت شیت علیہ السلام میں جلوہ گر ہونا

(رحمۃ اللعالمین ص ۹۶ از محمدی عابد میاں دیوبندی)

علمائے دیوبند کی مقتدر شخصیت نور الہی لکھتے ہیں کہ
ایہہ کرامت نور محمدی اللہ پاک و کھائی حضرت شیت پیشانی اندر نور کرے روشنائی
(منظوم قصص الانبیاء ص ۵۴)

دیوبندی حضرات کے سید محمد عابد میاں رقمطراز ہیں کہ
اور نور محمدی ان (حضرت شیت) کی پیشانی سے آفتاب کی طرح روشن اور درخشاں تھا
جب کہ حضرت شیت علیہ السلام بالغ ہوئے تب ان سے حضور پر نور ﷺ کے نور مبارک کی
حفاظت کے لیے عہد و پیمان لیا گیا۔ اور ایک عہد نامہ اس مضمون کا تحریر کرایا گیا کہ وہ نور
محمدی کی بے انتہا نگاہداشت کریں اور اس نور کو ارحام طاہرات اور پاک پشتوں میں جائز
طور سے پہنچائیں۔ اور اپنی اولاد کو اس نور پاک کی حفاظت کی بہت سی تاکید فرمائیں اور ان
سے وصیت فرمائیں کہ وہ یکے بعد دیگرے اس عہد نامہ کو ایک دوسرے تک پہنچائیں اور ہر
ایک اس پر عمل کرے۔ چنانچہ اسی طرح سے ہوا اور ہر ایک اجداد آں حضرت ﷺ نے اس

پر عمل کیا۔ (رحمۃ اللعالمین ص ۹۶)

نور محمدی کے سلسلے میں عہد کا ذکر ملا معین واعظ نے بھی کہا ہے۔ (معارج النبوت ج ۱ ص ۳۶۹)

نزار میں نور محمدی کا جلوہ گر ہونا:

علامہ محمد بن یوسف الصالحی امام سہیلی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جب نزار کی ولادت ہوئی تو ان کے والد عور نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان وہ نور محمدی چمکتا ہوا دیکھا۔ (سل الہدیٰ ج ۱ ص ۳۲۵)

امام سہیلی علیہ الرحمۃ خود لکھتے ہیں کہ حضرت نزار جب پیدا ہوئے تو ان کی پیشانی نور محمدی سے چمک رہی تھی۔

(الروض الانف ج ۱ ص ۸)

مضر میں نور محمدی کی جلوہ گری:

مضر اپنے حسن و جمال کی وجہ سے لوگوں کے دلوں کو اپنا شیدائی بنا لیتے تھے جو شخص بھی ان کو دیکھتا وہ ان پر فریفتہ ہو جایا کرتا تھا۔ کیوں کہ ان کے چہرے پر بھی نور محمدی کے جلوے صوفشان ہوا کرتے تھے۔ (سیرت النبویہ لدحلان ج ۱ ص ۲۰)

نور محمدی عبد مناف کے چہرے میں چمکتا تھا۔

(سیرت النبویہ لدحلان ج ۱ ص ۲۰ بلوغ الارب ج ۲ ص ۲۸۳)

حضرت ہاشم میں نور محمدی کی جلوہ گری:

حضور ﷺ کا نور مبارک حضرت ہاشم کی پیشانی میں صوفشاں رہتا تھا۔

(بلوغ الارب ج ۲ ص ۲۸۳)

دیوبندی حضرات کے سید محمد عابد علامہ لکھتے ہیں، کہ رحمۃ اللعالمین حضرت مصطفیٰ ﷺ کا نور حضرت ہاشم کی پیشانی میں جگمگ کرتا تھا اب جو کوئی یہودی عالم آپ کو دیکھتا وہ آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتا اور جس جگہ حضرت ہاشم نکل جاتے وہاں ہر ایک چیز آپ کو سجدہ کرتی عرب کے لوگ اور اہل کتاب کے عالم اپنی اپنی بیٹیاں پیش کر کے کہتے کہ اے ہاشم آپ

ان سے نکاح کر لیجئے یہاں تک کہ ایک دن خاص شاہ روم ہرقل نے پیغام دیا کہ میری لڑکی نہایت ہی حسین اور جمیل ہے اے ہاشم آپ یہاں چلے آئیں میں اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دوں گا۔ مقصود ہرقل بادشاہ کا وہ نور محمدی تھا جس کے اوصاف انجیل میں سن چکا تھا اور نور محمدی ﷺ کا اپنے گھرانے میں لینا چاہتا تھا مگر حضرت ہاشم نے شاہ روم کی بیٹی کو ما منظور کیا۔ یہاں تک کہ وہ نور مبارک ان سے حضرت عبدالمطلب کی طرف منتقل ہوا۔

(رحمۃ اللعالمین ص ۱۰۱)

یہودیوں نے حضرت ہاشم کی پیشانی میں نور محمدی دیکھ کر رونا شروع کر دیا تو یہودیوں نے حقیقت سن کر روتے ہوئے ان سے دریافت کیا کہ اس کے خاتمے کی کوئی صورت ہے۔ یہودی علماء نے کہا کہ نہیں (کتاب الانوار ص ۱۳)

حضرت ہاشم کی پیشانی میں نور مصطفیٰ ﷺ :

امام زرقانی فرماتے ہیں کہ

حضرت ہاشم کی پیشانی میں حضور ﷺ کا نور مبارک چمکتا اور نور پھیلاتا تھا۔ کوئی عالم جب انہیں دیکھ لیتا۔ وہ ضرور آپ کے مبارک ہاتھوں کو بوسہ دیتا جب بھی آپ کسی چیز کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ کے ادب کی خاطر جھک جاتی بڑے عرب کے قبائل کے لوگ آپ سے اپنی بیٹی کے نکاح کی دعوت دیتے یہاں تک کہ روم کے بادشاہ ہرقل نے پیغام بھیجا کہ میری بیٹی دنیا میں حسین و جمیل خواتین کی سردار ہے۔ میں اس سے آپ کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔ وہ حضور ﷺ کا نور مبارک اس بہانے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ (زرقانی ج ۱ ص ۷۳ سیرت النبویہ لدحلان ج ۱ ص ۳)

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں نور مصطفیٰ ﷺ :

کعب الاحبار کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کا نور مبارک حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا کہ ایک دفعہ حطیم کعبہ میں ایک خواب دیکھا۔ کہ کوئی شخص انہیں آنکھوں میں سرمہ اور سر میں تیل لگا گیا ہے اور خوبصورت لباس بھی پہنا گیا ہے۔ بیدار

ہوئے تو یہ سب کچھ موجود تھا تو والد محترم قریشی کاہنوں کے پاس لے گئے تو انہوں نے یہ سن کر شادی کا کہا۔ پھر آپ کی شادی کر دی گئی آپ کے جسم سے خالص کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ اور آپ کی پیشانی میں حضور ﷺ کا نور مبارک چمکتا تھا۔ اور قریش کی یہ عادت تھی جب بھی انہیں قحط کا سامنا کرنا پڑتا۔ تو جناب عبدالمطلب کو کوہ شہیر پر لے جاتے اور آپ کے وسیلہ سے دعا کرتے اللہ انہیں بارش عطا فرما کر سیراب فرما دیتا یہ سب حضور ﷺ کے نور مبارک کی برکت سے تھا۔ (انوار محمدیہ ص ۱۸، زرقانی ج ۸ ص ۸۲ مواہب اللدنیہ ج ۴ ص ۴۵)

جب یمن کا بادشاہ ابرہہ کعبہ شریف کو گرانے کے لیے آیا اس کی خبر قریش کو ملی تو حضرت عبدالمطلب نے ان کو فرمایا ابرہہ اس گھر (کعبہ) تک نہ پہنچ سکے گا۔ اس کا مالک خود اس کی حفاظت کرے گا۔ ابرہہ نے قریش کے اونٹ بھیڑ بکریاں ہانک لیں ان میں حضرت عبدالمطلب کے چار سو اونٹ تھے حضرت عبدالمطلب قریش کے ساتھ پہاڑ شہیر پر چڑھے۔ تو حضور ﷺ کا نور مبارک ان کی پیشانی میں چاند کی طرح پھرا۔ اور اس کی شعاعیں بیت الحرام پر پڑیں۔ یہ دیکھ کر آپ نے قریش کو فرمایا، کہ واپس چلے جاؤ یہ واقعہ ہی تمہارے لیے کافی ہے خدا کی قسم اس نور کا مجھ سے نکل کر چکر لگانا اس بات کی دلیل ہے کہ کامیابی اور فتح ہماری ہی ہے قریش واپس آ گئے، ابرہہ نے اپنا سفیر مکہ میں بھیجا، مکہ میں داخل ہوتے اس کی نظر حضرت عبدالمطلب کے چہرہ مبارک پر پڑی۔ وہ کانپ اٹھا اور اس کی زبان تھتھلا گئی، اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس سے ایسی آواز نکلتی تھی جیسے بیل کے ذبح کے وقت اس کے بڑبڑانے کی ہوتی ہی پھر جب اسے افاقہ ہوا تو حضرت عبدالمطلب کے سامنے سجدہ میں گر گیا۔ اور کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ قریش کے سچے سردار ہو۔ مروی ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب ابرہہ کے پاس آئے۔ تو ابرہہ کے سفید عظیم ہاتھی نے ان کا چہرہ مبارک دیکھا تو اونٹ کے بیٹھنے کی طرح بیٹھ گیا۔ اور آپ کے سامنے سجدہ کیا رب تعالیٰ نے اسے بولنے کی قوت عطا کی تو اس نے کہا کہ سلام ہواے عبدالمطلب اس نور کو جو تمہاری پشت میں جلوہ گر ہے۔

(نشر الطیب تھانوی ص ۲، رحمۃ اللعلمین از عابد دیوبندی ص ۱۱۱ انوار محمدیہ ص ۱۸، ۱۹ زرقانی ج ۸ ص ۸۲ مواہب اللدنیہ ج ۱)

ص ۴۲ عرب کا چاند از ہندو ص ۵۳)

وہابیہ کے امیر پروفیسر ساجد میر کے دادا ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ
 عبدالمطلب کے چہرے پر نور (محمدی) موتی کی طرح چمکتا تھا۔ سیرت المصطفیٰ (ج ۱ ص ۱۷)
 عبدالمطلب کی پیشانی میں خدا کے برگزیدہ رسول کا نور تھا جس کے دیکھنے کے لیے
 ایسی آنکھ کی ضرورت ہے جس کی نور افزائی بصیرت حقانی نے کی ہو۔ (سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۶۱)
 عبدمناف کو اس کے حسن جمال کی وجہ سے قمر البطحاء سنکستان مکہ کا چاند کہتے ہیں آپ
 بتوں کو برا جانتے تھے آپ پر نبی کریم ﷺ کا نور ظاہر و آشکارہ تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کا
 نور ان کے چہرے میں موتی کی طرح چمکتا تھا۔ ان کو جو شخص دیکھتا ان کے ہاتھ چوم لیتا۔
 اور جس شے کے پاس سے گزرتے وہ شے ان کو سجدہ کرتی (سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۷)
 ضمناً چند ایک مزید حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔ علمائے دیوبند کے مرکز جامعہ
 اشرفیہ لاہور کا ترجمان لکھتا ہے۔ کہ

جب نزار پیدا ہوئے تو ان کی پیشانی نور محمدی سے چمک رہی تھی۔

(ماہنامہ انوار العلوم لاہور اکتوبر ۱۹۵۳ء)

الیاس بن مضر ہی اپنی صلب (پشت) سے نبی کریم ﷺ کا تلبیہ حج سنا کرتے تھے۔

(ماہنامہ انوار العلوم لاہور نومبر ۱۹۵۳ء سیرت المصطفیٰ از ادیس کاندھلوی ج ۲ ص ۲۲)

یہ روایت سیرت النبویہ لدحلان ج ۱ ص ۴ پر موجود ہے۔

وہ نور نبوت جو ہاشم کی پیشانی میں چمک رہا ہے۔ (ماہنامہ انوار العلوم لاہور نومبر ۱۹۵۳ء)

چلئے ایک حوالہ نورانیت کا لگے ہاتھوں ملاحظہ کر لیجئے۔ علمائے دیوبند کا ترجمان لکھتا

ہے کہ

جانشین مصطفیٰ دو نور والے ماہتاب حضرت عثمان ذوالنورین پہ لاکھوں سلام

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۷ جون ۱۹۸۰ء)

جناب خزیمہ۔ مدد کہ نزار کی پیشانی میں نور محمدی چمک رہا ہے۔ اسی نور کی برکت سے

ہر کوئی ان سے محبت کرتا اسی نور کی برکت سے کامیابی ملتی۔ (سیرت النبویہ لدحلان ج ۱ ص ۲۷)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ کا نوران (عبدال مطلب) کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ اور جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو عبدال مطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل شبر کے طرف جاتے تھے۔ اور ان کے ذریعہ سے حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب ڈھونڈتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ببرکت نور محمدی ﷺ کے باران عظیم مرحمت فرماتے (نثر الطیب ص ۲۰ رحمۃ اللعالمین ص ۱۰۱)

دیوبندی محمد عابد لکھتے ہیں کہ

جب وہ نور پاک صاحب لولاک حضرت عبدال مطلب کو عنایت ہوا تو ان کے جسم سے مشک کی خوشبو آتی۔ (رحمۃ اللعالمین ص ۱۰۱)

چلیے ضمناً ایک روایت محدث ابن جوزی کی زبانی سنئے۔

حضرت خالد بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی بعثت مبارک سے پہلے ایک خواب دیکھا۔ کہ مکہ مکرمہ میں تاریکی اور اندھیرا اس قدر غالب ہے کہ آدمی کو اپنا ہاتھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ اچانک زم زم کے کنواں سے ایک نور ظاہر ہوا۔ وہ نور آسمان کی طرف بلند ہونا شروع ہوا۔ اور اس نے بیت اللہ کو بھی منور کر دیا۔ پھر گویا پورے مکہ مکرمہ کو نور کا ٹکڑا بنا دیا۔ مدنیہ منورہ کے کھجوروں کے درختوں کو بھی روشن کر دیا یہاں تک کہ میں نے ان پھلوں کو بھی دیکھ لیا۔ بیداری کے بعد میں نے یہ خواب اپنے بھائی عمرو بن سعید کو سنایا انہوں نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ اے میرے بھائی یہ نور مبارک بنو عبدال مطلب میں ظہور فرمائے گا حضرت خالد فرماتے ہیں۔ کہ اللہ نے مجھے حضور ﷺ کی وجہ سے ہدایت عطا فرمائی۔

حضرت خالد کی والدہ نے فرمایا کہ میرے پیارے بیٹے نے جب یہ خواب حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا تو رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ واللہ انا ذلک النور وانا رسول اللہ اللہ کی قسم وہ نور میں ہی ہوں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ (الوفاج ص ۸، ج ۸)

وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ

نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا اسم ظاہر بھی ہے وہ حسب و نسب میں عالی ہے۔

آبائے اولین جو اسی کے نور (محمدی) کے عامل تھے سفاح سے پاک رہے۔

(رحمۃ اللعالمین ج ۲ ص ۱۸۸)

وہابیہ کے مستند عالم عبدالستار صاحب لکھتے ہیں کہ
 عبداللہ مطلب ہاشم دے گھر چمکیا نور ستارہ روشن مشرق مغرب تائیں پہنچ گیا چمکارا
 (اکرام محمدی ص ۲۷)

والدین مصطفیٰ ﷺ اور نور محمدی ﷺ کی جلوہ گری:

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے نور محمدی ﷺ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف جلوہ گری کا ذکر خیر کرنے سے پہلے ایک بات ذہن نشین کیجئے۔ دنیا میں ہر کوئی اپنے والدین کو عزت کو نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور ان کی توہین کسی طرف سے بھی ہو۔ ناقابل برداشت ہوتی ہے اے مسلمان دل تھام کر سوچ جو رسول کائنات ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کی عزت و عظمت پر حملہ کریں ان پر سب و شتم کریں انہیں کافر تک کہیں معاذ اللہ بتائیے آپ کی حضور ﷺ سے محبت کا تقاضا کیا ہے کیا یہ ہفوات برداشت کریں گے۔ یہ ہفوات لکھتے ہوئے دل لرز رہا ہے قلم کانپ رہا ہے۔ دل پر پتھر رکھتے ہوئے یہ الفاظ نقل کیے ہیں بتائیے اپنے دل و ایمان سے پوچھ کر کہ کیا کوئی مسلمان ان ہفوات کو سن کر برداشت کر لے گا علماء دیوبند و نجد اسی ناپاک نظریہ کی تشہیر کریں کیا اب بھی ان سے محبت اور دوستی رکھو گے سوچ لو کل محسن اعظم ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے وہابی سعودی عرب والوں نے مخدومہ کائنات حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر انور کو منہدم کر دیا العیاذ باللہ۔

سوچیے ایمان و انصاف سے ایسے لوگوں سے میل جول رکھو یا ان سے محبت کرنے والوں سے محبت اور رشتہ داری رکھو گے۔

اختصار کی وجہ سے صرف ایک حدیث پاک ملاحظہ کیجئے۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ ناقل ہیں، کہ طلق بن علی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، کہ اگر میں اپنے والدین کو (ظاہری طور پر) پاتا۔ یا ان میں سے کسی کا زمانہ ملتا۔ اور میں نماز عشاء ادا کر رہا ہوتا۔ یہاں تک کہ سورۃ فاتحہ کی قرات مکمل کر لیتا۔ اور وہ مجھے آواز دیتے یا محمد میں ان کی آواز کا جواب دیتا۔ کہ میں حاضر ہوں۔ (مسائل الحفاء ص ۶۹)

(اشامة العنبر یہ صراے مطبوعہ بھوپال)

ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کے وقت نورانیت:

(الخصائص الكبرى ج ٢١ حجة الله على العالمين ص ٢٠)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب بھی کبھی لات وعزئی اور دوسرے بتوں کے قریب سے گزرتے وہ کہتے اے وہ ذات جس میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور مبارک چمک رہا ہے ہم سے قریب نہ آئیو کیوں کہ اس نور مبارک سے تمام دنیا کے بتوں کی تباہی ہوگی۔

(تاریخ النخمس ج ۱۸۲)

وہابیہ کے جید عالم مولوی عبدالستار صاحب بھی لکھتے ہیں:

چمکیا وچہ پیشانی تیری نور حبیب حقانی
جس دے ہتھوں ٹھا کر خانے ہوسن کل ویرانی
دن دن جلوہ نور محمدی تیز کر کے روشنائی
جنت ول باپ نبی دا جاوے خبر کتابوں آئی

(اکرام محمدی ص ۲۵۶)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں نور مصطفیٰ ﷺ

امام زرقانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

رقیہ بنت نوفل اپنے بھائی سے سنا کرتی تھی کہ اس اُمت میں ایک نبی تشریف لانے والے ہیں تو جب اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک دیکھا جس میں نور محمدی چمک رہا تھا۔ تو اس نے خیال کیا کہ آنے والا نبی اسی مبارک شخصیت سے ہوگا کیوں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قریش میں سے خوبصورت ترین شخص تھے۔ آپ کو دیکھ کر کہنے لگی، کہ میں تجھے اتنے اونٹ دوں گی جتنے تیری خاطر ذبح کیے گئے تھے۔ لیکن اس شرط پر کہ تو مجھ سے ابھی جماع کرے شاید اس طرح کا نکاح جو گواہوں اور ولی کے بغیر ہو جو کہ ان کی شریعت میں جائز تھا۔ کیوں کہ یہ عورت نہ تو زانیہ تھی اور نہ ہی زنا کا ارادہ کرنے والی تھی بلکہ باحیا اور پاکدامن عورت تھی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک میں اسے نور محمدی نظر آیا۔ وہ چاہتی تھی نور محمدی کو حاصل کرنا۔ لیکن اللہ کو یہ منظور نہ تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حرام سے موت بہتر ہے۔ کیوں کہ میرا تیرا نکاح نہیں ہوا میرے لیے تیری پیشکش پوری کرنا حلال نہیں ایک کریم شخص اپنی عزت اور اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے (یہ روایت راوی کے نام کے اختلاف سے درج ہے یعنی کتب میں نام فاطمہ ہے)

(زرقانی ج ۱ ص ۱۰۱، سیرت النبویہ لدحلان ج ۳ ص ۳۵، طبقات ابن سعد ج ۹ ص ۹۶، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۵ مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۳۲، شواہد النبوت ص ۵)

اسی طرح کا ایک واقعہ دیوبندی عابد میاں نے رحمۃ العلمین ص ۱۰۹ دیوبندی امیر الدین

سیرت طیبہ ج ۱ ص ۶۳ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے اختصاراً نشر الطیب ص ۲۱ دیوبندی مولوی نور الہی فی منظوم قصص الانبیاء ص ۸۷ ہندو سوامی لکشمی نے عرب کا چاند ص ۵۸ میں تحریر کیا ہے۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

جب قریش تجارت کی غرض سے جاتے وہاں حضرت عبداللہ ﷺ کے حسن و جمال اور ان کی پیشانی میں چمکنے والے نور کا تذکرہ کرتے اسبار یہود کہتے کہ وہ حضرت عبداللہ ﷺ کا نور نہیں وہ تو محمد بن عبداللہ ﷺ کا نور مبارک ہے۔ یہود جو علامات بتاتے، قریش وہ سن کر کہتے کہ واقعی یہود سچ کہتے ہیں، (شواہد النبوت ص ۳۹)

تقریباً یہی روایت دیوبندی عابد میاں نے (رحمۃ اللعین ص ۱۰۱) میں لکھی ہے۔

دیوبندی حضرات کے عالم مستند عاشق الہی رقمطراز ہیں کہ

آنحضرت ﷺ کے والد ماجد عبداللہ بن مطلب نہایت حسین اور خوبصورت جوان تھے اور اس پر طرہ یہ کہ سرور کائنات کا نور ان کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔

(اسلام ص ۱۸، ۱۹ مطبوعہ رائے پور)

عبداللہ (ﷺ) کا اگر کسی بُت کے جانب گزر ہوتا تھا تو اس سے یہ آواز آتی تھی کہ اے عبداللہ ہمارے پاس نہ آؤ کیوں کہ تمہارے صلب میں وہ نور موجود ہے جو ہماری ہلاکت و بربادی کا باعث ہوگا۔ (اسلام ص ۱۹ رحمۃ اللعین از عابد دیوبندی ص ۱۰۸)

دیوبندی عابد میاں لکھتے ہیں کہ

سبحان اللہ پھر وہ نور پاک حضرت عبدالمطلب کی پیٹھ سے منتقل ہو کر چشم و چراغ حضرت عبداللہ کا ہوا۔ (رحمۃ اللعین ص ۱۰۶)

سبحان اللہ حضرت عبداللہ شروع جوانی کے عالم میں عجیب عجیب واقعات نور محمدی ﷺ کی کرامات دیکھتے تھے اور حیران ہو کر اپنے والد عبدالمطلب سے عرض کرتے کہ اے عبدالمطلب جب کہ میں مکہ معظمہ کے میدان میں جاتا ہوں۔ اور جبل شہیر پر چڑھتا ہوں تب میری پشت سے وہ نور نکل کر ایک مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف پھیل جاتا ہے

پھر وہ نور سمٹ کر ابر کی مانند بن کر آسمان کی طرف چڑھتا ہے۔ آسمان اس نور کے لیے کھل جاتا ہے اور یہ نور آسمان پر چلا جاتا ہے پھر ایک لمحہ کے بعد آسمان سے واپس چلا آتا ہے اور اے عبدالمطلب جس جگہ میں بیٹھتا ہوں۔ اس جگہ زمین سے آواز آتی ہے کہ سلام ہے تم پر اے امانت دار نور محمدی ﷺ کے، اور اے عبدالمطلب جب میں کسی خشک جگہ یا سوکھے درخت کی نیچے بیٹھتا ہوں اس وقت درخت ہرا ہو کر مجھ پر اپنی ٹہنیاں جھکاتا ہے اور میرے نیچے خشک زمین پر ہری گھاس پیدا ہوتی ہے..... یہ سب کچھ سن کر حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ..... جو سارے جہان سے زیادہ بزرگ ہو گا وہ مجسم نور تم سے پیدا ہو گا۔

(رحمۃ العلمین ص ۱۰۸، ۱۰۹)

مخدومہ کائنات حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اور نور محمدی ﷺ

مخدومہ کائنات حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

دوران حمل میرے پاس کوئی آنے والا آیا اور کہنے لگا کہ تو اس امت کے سردار کو اپنے شکم میں لیئے ہوئے ہے..... اس نومولود کی ولادت کی یہ نشانی ہوگی۔ کہ اس کے ساتھ نور کا ظہور ہوگا۔ جو شام اور بصری کے محلات روشن کر دے گا۔ دلائل النبوت ج ۱ ص ۱۱۱

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند:

سیدہ کائنات حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں نے دیکھا، کہ مجھ سے ایک (نورانی) ستارہ ظاہر ہوا جس سے ساری زمین روشن ہو گئی۔

سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۷۷، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۹، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۲ میں نے دیکھا، کہ مجھ سے ایک نور کا ظہور ہوا۔ جس سے میں نے شام کے محلات روشن ہوتے ہوئے دیکھ لیے۔ (اسی مفہوم کے لیے ملاحظہ ہو) تفسیر عزیزی ج ۲ ص ۲۱۹، داری ج ۱ ص ۲، دلائل النبوت ج ۱ ص ۱۱۱، الوفا ج ۱ ص ۹۴، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۲، انوار محمدیہ ص ۳۵، مسالک الخفاء ص ۴۹، زرقائی ج ۱ ص ۱۶۵، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۰۶ سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲،

اسعاف الراغبین ص ۱ مولد رسول اللہ ص ۱۸۔

جب حضور سید عالم ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو ایسا نور کا ظہور ہوا ہے کہ جس کی وجہ سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر شے روشن ہو گئی۔

(سیرت النبویہ لدحلان ج ۱ ص ۲۶ زرقانی ج ۱ ص ۶۵، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۶۲، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۲، انوار محمدیہ ص ۳۵، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۸، ماثبت بالنسب ص ۵۳ سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۹۱ مولد النبوی ص ۲۱)

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس رات بلند عظمت میں حضور ﷺ کو جنا۔ تو حضور ﷺ کے انوار حسیہ اور معنویہ اتنے ظاہر ہوئے، جنہوں نے عقل اور آنکھوں کو حیران کر کے رکھ دیا۔ جیسا کہ علماء اخبار کے نزدیک اس کی احادیث اور اخبار گواہی دیتی ہیں۔ (مولد رسول اللہ ص ۲۵)

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی رات میں کعبہ میں تھا سحری کے وقت میں نے دیکھا کہ کعبہ نے مقام ابراہیم کی طرف سجدہ کیا اور تکبیر کہی اور سارے بُت اوندھے منہ گر گئے ہبل نامی بت سے آواز آئی کہ آگاہ ہو جاؤ کہ نبی آخر الزماں جلوہ گر ہو گئے، ان کے نور سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔

(شواہد النبوت فارس ص ۲۲، معارج النبوت ج ۲ ص ۹۶)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

حمل رہنے کے وقت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصری علاقہ شام کے محل ان کو نظر آئے۔ (نثر الطیب ص ۲۲)

وہابیہ کے مجدد و نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں کہ

حضرت (ﷺ) کی ماں نے وقت وضع کے ایک نور دیکھا۔ جس سے قصور شام نظر آئے۔ (اثامۃ العنبر یہ ص ۱)

دیوبندی مفتی اعظم محمد شفیع آف کراچی رقمطراز ہیں کہ

صحیح احادیث میں ہے کہ ولادت کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ کے لپٹن سے ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ جس سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔

(سیرۃ رسول اکرم ص ۳۶ مطبوعہ لاہور، سیرت خاتم الانبیاء ص ۲ مطبوعہ کراچی)

دیوبندی مولوی امیرالدین لکھتے ہیں کہ

آپ کی والدہ ماجدہ نے ولادت باسعادت کے وقت ایک نور دیکھا کہ جس سے شہر بصریٰ اور شام کے محل روشن ہو گئے۔ (سیرت طیبہ ج ۱ ص ۷۷)

وہابیہ کے امام العصر محمد ابراہیم میرسیا لکوٹی لکھتے ہیں کہ

حضرت آمنہ نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا ہے۔ جس سے میں نے شام کے شہر بصریٰ کے محلات دیکھ لئے۔ (سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۱۳۵)

بے شک رسول اللہ کی والدہ ماجدہ نے بھی آپ کی ولادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۱۳۷)

وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۱۶۶ پر یہی لکھا ہے۔

دیوبندی خواجہ محمد اسلام لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ولادت باسعادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شہر بصریٰ اور شام کے محل روشن ہو گئے۔ (محبوب کے حسن و جمال کا منظر ص ۵۷)

یہی وہابیہ کے محدث عبدالرحمن مبارکپوری نے اپنی کتاب روضۃ الانوار ص ۱ (عربی) پر نقل کیا ہے (مطبوعہ ریاض)

دیوبندی قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی حضرت آمنہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ اس (ولادت کی) رات میں نے نور دیکھا تھا اور ستارے اس طرح جھک رہے تھے کہ مجھے خوف ہونے لگا کہ کہیں میرے اوپر نہ گر پڑیں۔ (قصص القرآن ص ۳۵ مطبوعہ لاہور)

یہی عبارت دیوبندی عالم محمد شریف نے تذکرہ خاتم الانبیاء ص ۳ مطبوعہ کراچی پر لکھی ہے۔ وہابیہ کے حافظ محمد لکھوی لکھتے ہیں کہ

تے جمن ویلے مائی ڈٹھا نور کنوں چمکارا

جو شام ولایت شہر دسیا وے اس نوروں آشکارا

(تفسیر محمدی ج ۳ ص ۳۹)

جماعت اسلامی کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی رقمطراز ہیں کہ

بکثرت روایات میں بی بی آمنہ کا یہ بیان بھی نقل ہوا ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے اندر سے ایک نور نکلا ہے۔ جس سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔ (سیرت سرور عالم ج ۲ ص ۹۵ مطبوعہ لاہور)

اسی مفہوم کی عبارت دیوبندی حسین احمد مدنی کے خلیفہ بادشاہ گل بخاری نے نور و بشر ص ۱۸ پر نقل کی ہے اور دیوبندی عنایت علی نے باغ جنت میں نقل کی ہے ص ۲۸۹ دیوبندی مولوی نور الہی نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ

پیٹ میرے تھیں ظاہر ہو یا پھرا وہ نور حضوری
روشن ہو گیا عالم سارا کیا نیڑے کیا دوری

(منظوم قصص الانبیاء ص ۱۷۹)

دیوبندی عابد میاں لکھتے ہیں کہ

حضرت بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ آپ کی ولادت مبارک کے وقت ایک عظیم الشان نور پیدا ہوا کہ جس نے مشرق سے مغرب تک تمام جہان روشن کر دیا۔ اور ملک شام کے محل اس روشنی میں مجھے نظر آنے لگے۔ (رحمۃ اللعالمین ص ۱۲)

اسی مفہوم کی عبارت مفتی محمد شفیع دیوبندی نے معارف القرآن ج ۳ ص ۳۳ پر نقل کی ہے۔
دیوبندی شیخ التفسیر محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ

عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ولادت باسعادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔

(سیرت المصطفیٰ ج ۲ ص ۵۲ مطبوعہ لاہور)

کاندھلوی ادریس نے اس روایت کو صحیح قرار دیا۔ (سیرت المصطفیٰ ج ۲ ص ۵۲)

اسی مفہوم کی عبارت دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی آف کراچی نے نقل کی ہے۔

(سیرۃ رسول اکرم ص ۲۶ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

وہابیہ کے معتبر عالم صفی الرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو

آپ کی والدہ کے جسم سے ایک نور نکلا۔ جس سے ملک شام کے محل روشن ہو گئے۔ مختصر سیرت النبی ص ۳۲ مطبوعہ مرکز الدعوة والارشاد لاہور، یہی صفی الرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے فرمایا، کہ جب آپ کی ولادت ہوئی۔ تو میرے جسم سے ایک نور نکلا جس سے ملک شام کے محل روشن ہو گئے الر حیق المختوم ص ۸۳ مطبوعہ لاہور وہابیہ دیوبند یہ کے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی کے لڑکے محمد عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی نے بھی لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی والدہ نے فرمایا۔ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو اس وقت مجھ سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محل جگمگانے لگے۔

(مختصر سیرت رسول ص ۳ مطبوعہ لاہور)

دعوت انصاف

مذکورہ روایت بالا کو دیوبندی وہابی مودودی اکابرین نے صحیح تسلیم کرتے ہوئے اپنی اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ اب ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں۔ اگر حضور ﷺ کے نور کی برکت سے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے میں اپنی کوٹھری میں تشریف فرما کر ساری کائنات کو دیکھ سکتی ہیں تو جس مصطفیٰ کریم ﷺ کے نور کی برکت سے سب کچھ دیکھا وہ ہمارے پیارے آقا لجال مدینہ میں رونق افروز ہو کر کل کائنات کو کیوں نہیں دیکھ سکتے۔

بندہ مٹ جائے نہ آقا یہ وہ بندہ کیا ہے بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے
کلمہ پڑھ کے بھی جو نبی کو بے علم کہے ایسے بد بخت کا ایمان سے رشتہ کیا ہے
ان دیوبندی وہابیوں کا عقیدہ ان کے محدث خلیل احمد سہارنپوری نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (براہین قاطعہ ص ۳ مطبوعہ کراچی)

معاذ اللہ اب بتائیے یہ رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے؟

بانی مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی کے پوتے محمد اسلم قاسمی لکھتے ہیں کہ

بارہ ربیع الاول پیر کے روز بیس اپریل ۱۷۵۷ء کو صبح کے وقت جناب آمنہ کے یہاں ولادت ہوئی اور دنیا و آخرت کی برکتیں لے کر ایک سراپا نور بچہ دنیا میں تشریف لے آیا آپ ہی پیغمبر آخر الزماں رحمت عالم حضرت محمد ﷺ تھے۔ (سیرت پاک ص ۲۲ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

دیوبندی عابد میاں رقمطراز ہیں کہ

جب حق تعالیٰ نے حضور اقدس جناب رسول اللہ ﷺ کا نور بی بی آمنہ کے بطن مبارک میں پیدا کرنا چاہا تب رجب شریف کا مبارک مہینہ اور جمعہ کی شب تھی حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے جنت کے داروغہ کو ارشاد ہوا کہ اے داروغہ آج جنت الفردوس کا دروازہ کھول دے اور زمین و آسمان میں ندا کر کہ وہ مبارک نور جس سے نبی کریم ہادی برحق پیدا ہوں گے وہ آج کی رات اپنی والدہ ماجدہ کے مبارک حمل میں تشریف لے آئے..... جس رات رحمۃ العلمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ حمل میں تشریف لائے تب ایک ایک گھر روشن اور ہر ایک جگہ نور سے معمور ہو گئی۔ (رحمۃ العلمین ۱)

جماعت اسلامی کے نعیم صدیقی لکھتے ہیں کہ
آپ کی ولادت ہونے پر سارا گھر نور سے بھر گیا۔ (سید انسانیت مٹو عدلاہور)
وہابیہ کے عالم عبد المجید سوہدروی لکھتے ہیں کہ
سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نکاح کے پہلے ہی ہفتے میں امانت دار نور محمدی بن گئی تھیں۔
ماہنامہ مسلمان سوہدرہ حبیب نمبر
وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ

سیدہ آمنہ نکاح کے پہلے ہی ہفتے میں امانت دار نور محمدی بن گئی تھیں۔

(رحمۃ العلمین ج ۲ ص ۹۳)

دیوبندی حضرات شیخ الہند محمود الحسن کے والد مولوی ذوالفقار صاحب لکھتے ہیں کہ
حضرت مقدس آمنہ مادر شریف سے روایت ہے کہ بوقت ولادت مبارک سرور عالم ﷺ کی ایسا نور ظاہر ہوا کہ زمین سے آسمان تک روشن ہو گیا اور مجھ کو قصور شام معلوم ہونے لگے۔

(عطر الوردہ ص ۳)

مشہور دیوبندی شاعر طاہر جھنگوی لکھتے ہیں کہ

وقت ولادت نور دہاں کرناں اٹھیاں چار چودھاراہ
چمکیا شمس نبوت و اٹھیا ہر ہر سمت اجالا دھرتی نوں چمکایا

(نغمات طاہرہ مطبوعہ گوجرانوالہ)

سارے جگ وچ ہوئی روشنائی تے مکے وچ چن چڑیا
 ہے رحمت رم جھم لائی تے مکے وچ چن چڑیا
 جنے بت وچ کعبے دے موجود ہن
 اج رب نوں پئے کر دے سجود ہن
 گل مطلب نے فرمائی تے مکے وچ چن چڑیا
 ہے رحمت رم جھم لائی تے مکے وچ چن چڑیا
 میں تے شام دیاں ویکھیا دیواراں نوں
 نالے شطراں دیاں ویکھیا قطاراں نوں
 انج لگے پٹی چمکدی خدائی تے مکے وچ چن چڑیا
 ہے رحمت رم جھم لائی تے مکے وچ چن چڑیا
 میرا گھر سارا نور و نور ہو گیا
 ہر دکھ ہر غم دور ہو گیا
 دو جہاناں دے سردار دی ملی دائی
 تے مکے وچ چن چڑیا

(نغمات طاہرہ ص ۲۹)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں اندھیری راتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی روشنی کی وجہ سے سوئی میں دھاگہ ڈال
 لیا کرتی تھی۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۵۶، قصص الانبیاء ص ۲۶۶، حاشیہ نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۲۸) تاریخ مدینہ دمشق ج ۳ ص ۳۱
 مزید فرماتی ہیں کہ

میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی کہ سوئی گر گئی۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف
 آوری ہوئی تو ان کے چہرہ مبارک سے نور کی شعاعوں کی وجہ سے گم ہوئی سوئی مل گئی۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۵۶، القول البدیع ص ۱۴، قصص الانبیاء ص ۲۶۶ حجة اللہ علی العالمین ص ۶۸، عسیدۃ الشہداء
 ص ۱۰۲، شواہد النبوت ص ۱۳۵، جواہر البحار ج ۳ ص ۳، شمائل الاتقیاء ص ۴۲)

مزید یہ کہ حضور ﷺ گھر میں خوشی و مسرت کے ساتھ داخل ہوئے تو حضور ﷺ کے چہرہ انور سے نور بجلی کی طرح چمک رہا تھا۔ (دلائل النبوت ج ۱ ص ۱۵۳ للبیہقی)

ایک واقعہ دیوبندی وہابی حضرات کے امام قاضی سلیمان منصور پوری کی زبانی سنئے چنانچہ لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی نعل کو پیوند لگا رہے تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کی پیشانی پر پسینہ مبارک ظاہر ہو رہا ہے اور اس پسینہ کے اندر ایک نور ہے۔ جو ابھر رہا ہے یہ ایسا نظارہ تھا کہ میں سراپا حیرت بن گئی نبی ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی فرمایا عائشہ تو حیران کیوں ہو رہی ہے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا کہ حضور کی پیشانی پر پسینہ ہے اور پسینے کے اندر ایک چمکتا دمکتا نور ہے اس پیشانی کے اندر ایک چمک دیکھی اس پاک نظارہ نے سراپا چشم کر دیا۔

اے خشک اور حیران چشمے و حیران اوست

اے ہمایوں کہ دل کہ آں قربان اوست

بخدا اگر ابو کبیر مدنی (ایام جاہلیت کا مشہور شاعر) حضور کو دیکھ پاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کے صحیح مصداق حضور ہی ہو سکتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان کے شعر کیا ہیں تو سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

ومنری من کل غیر حیضة فساد مرضة وداء معضل
واذا نظرت الی اسرة وجهه برقت کبرق العارضی المتحلل
وہ ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے پاک امراض سے مبرا ہیں ان کے درخشاں چہرہ پر نظر کرو تو معلوم ہوگا کہ نورانی اور روشن برق جلوہ دے رہی ہے۔

نبی ﷺ نے ہاتھ میں جو کچھ تھا اسے رکھ دیا پھر عائشہ کی پیشانی کو چوما۔

(رحمۃ العلمین ج ۲ ص ۱۵۳)

وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۱۳۲ پر بھی نقل کیا ہے۔
یہی واقعہ ان کتب میں بھی موجود ہے۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۶، سنن کبریٰ بیہقی ص ۳۲، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں خوشی کی حالت میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کے خطوط بجلی کی طرح چمکتے تھے۔

(صحیح بخاری شریف ج ۵ ص ۵۰)

امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور چاند کی طرح منور تھا۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۹، انوار محمدیہ ص ۱۲۵، حجتہ اللہ علی العالمین ص ۶۸۹، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۵ زرقاتی ج ۲ ص ۷۷، کنز العمال ج ۹ ص ۹۹)

آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ

امین المطفی بالخیر یدعو کضوء اللہ البدر الظلام

(سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۸۴، دلائل النبوت ج ۱ ص ۲۲۵، جواہر البحار ج ۱ ص ۹۲)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امانت دار ہیں اور نیکی کی دعوت دینے والے ہیں آپ کی نورانیت چودھویں رات کے چاند کی طرح اندھیروں کو دور کرنے والی ہے۔

(دہابیہ کے مفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور ۲۳ جون ۱۹۹۵ء)

حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دندان سے نور کا ظہور ہوتا دکھائی دیتا اور یہ قول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ہے۔ المعجم الاوسط للطبرانی ج ۱ ص ۲۳۰، تاریخ مدینہ و دمشق ابن عساکر ج ۳ ص ۱۱۱، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک سے بھی نور نکلتا تھا۔ کتاب المعجم ابویعلیٰ وموصلی ص ۳

(انوار محمدیہ ج ۱ ص ۱۳۲، زرقاتی ج ۱ ص ۱۷۹، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۷۷، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۳۳۳، المعجم الاوسط ج ۱ ص ۲۳۰ وسائل الوصول ص ۲، کنز العمال ج ۷ ص ۲۱۲، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۳۵، یہی روایت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے داری ج ۱ ص ۳۳، مشکوٰۃ ص ۵۱۸، شمائل ترمذی ص ۳، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۹، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۵، جواہر البحار ج ۱ ص ۱۷۹، دلائل النبوت ج ۱ ص ۲۱۵، حجتہ اللہ علی العالمین ص ۶۸۹ زرقاتی ج ۱ ص ۱۷۹، مواہب ج ۱ ص ۲۷۷، جامع صغیر ج ۲ ص ۹۹ فیض القدیر ج ۵ ص ۷۲، شرح الشمائل ج ۱ ص ۵۵، سراج المنیر ج ۳ ص ۱۱۲ شرح شفا ج ۱ ص ۳۳۵، شفا ج ۱ ص ۳۰)

یہ روایت دیوبندی مولوی الہی بخش نے شیم الجیب ص ۱۵۱ دیوبندی حکیم الامت اشرف

علی تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ نے ذکر النبی ص ۶، دیوبندی ترجمان ماہنامہ المرشد لاہور نے شمارہ اگست ۱۹۸۸ء وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفیٰ ج ۳ ص ۳۶۴ دیوبندی حضرات کے مولوی ذوالفقار نے عطر الوردہ ص ۳ وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۶۷ وہابیہ کے ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث ۲۳ جون ۱۹۹۵ء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان النبی هو النور الذی کشطت بہ عبايات ماضینا ویاتینا
بے شک نبی کریم ﷺ ایسے نور ہیں۔ جن کی وجہ سے ہمارے اگلوں پچھلوں کے
سب اندھیرے دور ہو گئے۔ (الاستیعاب ج ۱ ص ۳۷۷)

مزید فرمایا کہ

آپ ﷺ کا نور مبارک سورج کے نور پر غالب آ جاتا۔ بے شک قرآن پاک میں
آپ ﷺ کو نور مبین کہا گیا ہے۔ جان لے کہ حضور ﷺ نور علی نور تھے۔

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۲۸۲، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کی
تعریف میں چند اشعار کہنے کی اجازت چاہتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تیرے
منہ کو سلامت رکھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ

انت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورك الافق
فنحن في ذلك الضياء وفي النور وسبل الرشاد نخترق
(الخصائص الکبریٰ ص ۱۹۷، الوفا ج ۱ ص ۳۵، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۰، مستدرک ج ۳ ص ۳۲ تلخیص المستدرک ج ۳ ص ۳۲، انوار محمدیہ ص ۵۷، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۳ سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۹۲، حجة اللہ علی العالمین ص ۲۲ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۵۸، جواہر البحار ج ۲ ص ۱۵۹، الملل والنحل ج ۲ ص ۲۴ سیرت النبویہ لدحلان ج ۳ ص ۳ شفا ج ۱ ص ۱۰، نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۰۵، شرح شفا ج ۲ ص ۲۰۵)

دیوبندی سید بادشا، گل بخاری نے نور و بشر ص ۱۸ وہابیہ کے شیخ الاسلام محمد بن عبد
الوہاب نجدی کے لڑکے محمد عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے مختصر سیرت رسول ص ۳، دیوبندی

بندی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۱، شکر النعمۃ ص ۲۸، خطبات حکیم الامت ج ۳۱ ص ۱۳۹، وہابیہ کے ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث ۲۳ جون ۱۹۹۵ء میں درج کیا ہے۔

اس کا ترجمہ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے قلم سے ملاحظہ کیجئے کہ آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی۔ اور آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے۔ سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔ (نشر الطیب ص ۱۲) حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ

لما كان اليوم الذي دخل فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم اضاء منها كل شيء

جس دن رسول کریم ﷺ اس (مدینہ منورہ) میں داخل ہوئے۔ تو آپ ﷺ کے نور کی برکت سے مدینہ شریف کی ہر چیز روشن ہو گئی۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۳، ابن ماجہ ص ۱۱۹، مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۳، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۶۸ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۲، انوار محمدیہ ص ۵۳، انصاف الکبریٰ ج ۱ ص ۴، مستدرک ج ۳ ص ۱۲ تلخیص المستدرک ج ۳ ص ۱۲، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۵۴، جواہر البحار ج ۱ ص ۶ مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۰۵ مسند ابویعلیٰ ج ۳ ص ۳۳۳ مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۲، سنن دارمی ج ۱ ص ۴، البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۷ دیوبندی مولوی زکریا نے فضائل ج ۴ ص ۷ وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۵ وہابیہ کے ہفت روزہ تنظیم حدیث ۲۳ جون ۱۹۹۵ء)

رسول اللہ ﷺ سفید رنگ والے روشن آفتاب تھے۔ آپ ﷺ کے پسینہ مبارک قطرات چمکدار موتی تھے۔ مشکوٰۃ ص ۵۱، سنن دارمی ج ۱ ص ۲۵، دلائل النبوت ج ۱ ص ۱۸، انصاف الکبریٰ ج ۱ ص ۱۸ یہ روایت وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری نے اپنی کتاب رحمۃ العلمین ج ۲ ص ۳۲۲ میں تحریر کی ہے۔

اسی مفہوم کا ایک قول حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔

(دلائل النبوت ج ۱ ص ۱۸ حجة اللہ علی العالمین ص ۶۹۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباد بن بشیر اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے، گفتگو کرتے کالی رات ہو گئی۔ اور اندھیرا چھا گیا۔ یہ دونوں اٹھے اور گھر کو جانے لگے تو ایک صحابی کی لاٹھی روشن ہو گئی۔ جب دونوں کے راستے جدا ہوئے تو دوسرے صحابی کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی اور یہ دونوں ان لاٹھیوں کی روشنی

میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۴۴، ح ۱، ابن عساکر ج ۳ ص ۵۴، صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۵۱۴ مسند ابو یعلیٰ ج ۳ ص ۲۵۲، دلائل النبوت ج ۳ ص ۲۰۵)

دیوبندی مولوی محمد ادریس کاندھلوی نے عقائد الاسلام ج ۱ ص ۱۷۱، وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۳۶۵ میں درج کیا ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نور گر ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ ایسے روشن منور ہیں۔ کہ جس چیز کو حضور ﷺ کی صحبت ملی وہ بھی روشن ہوگئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین کوئی شے نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ کے چہرہ انور میں سورج چمکتا ہوا معلوم ہوتا تھا صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۷۷، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۵، مشکوٰۃ ص ۵۱۸، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۸۰، عسیدۃ الشہدہ ص ۱۰۴، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۳۲، دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۶۰، وہابیہ کے اشرف سلیم نے شان مصطفیٰ وہابیہ کے ترجمان نے ہفت روزہ الاسلام ۲۰ ستمبر ۱۹۸۵ء وہابیہ کے صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۱۳۶، دیوبندی ضیا القاسمی نے خطبات قاسمی ج ۱ ص ۲۳۲۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کر رہے تھے۔ حالت نماز میں جب آپ نے سجدہ کیا تو حضرت حسن اور حضرت حسین علیہ السلام آپ ﷺ کی پشت اقدس پر تشریف فرما ہو گئے جب آپ ﷺ نے سر انور اٹھایا تو ان دونوں کو پکڑ کر آرام سے بٹھا دیا پھر سجدے کی طرف واپس لوٹے، حضرات حسین علیہ السلام نے پھر ایسا ہی کیا۔ پس جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک کو یہاں بٹھا دیا اور دوسرے کو وہاں بٹھا دیا۔ پس میں حاضر خدمت ہو گیا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ان دونوں کو ان کی والدہ ماجدہ کے ہاں نہ لے جاؤں تو اچانک ایک عظیم الشان روشنی چمکی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ان کی والدہ ماجدہ کے ہاں چھوڑ آؤ۔ گھر میں ان دونوں

کے داخل ہونے تک وہ روشنی بدستور چمکتی رہی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۵۲)

آپ ہی فرماتے ہیں کہ

جب رسول اللہ ﷺ تبسم فرماتے ہیں تو دیواریں آپ ﷺ کی نورانیت سے چمک اٹھتیں۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۸۴، شفا ج ۳ ص ۳۹، نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۳۸، شرح شفا ج ۳ ص ۳۳۸، انوار محمدیہ ص ۱۳۳، حجتہ اللہ علی العالمین ص ۶۸۹، شمائل ترمذی حاشیہ ص ۱، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۷۱، مدارج النبوت ج ۴ ص ۴، کنز العمال ج ۷ ص ۲، رسائل الوصول ص ۲، زرقانی ج ۳ ص ۱۸، جواہر البحار ج ۱ ص ۱)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۶۹، وہابیہ کے ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث ۲۳ جون ۱۹۹۵ء

امام حسن مجتبیٰ:

امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بلند عزت و عظمت کے مالک تھے آپ ﷺ کا چہرہ انور اس طرح منور تھا جس طرح چودھویں کا چاند

(شمائل ترمذی ص ۱، دلائل النبوت للبیہقی ج ۲ ص ۲۲، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۸۸، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۸۸، جواہر البحار ج ۳ ص ۳۵)

دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۴۳ وہابیہ کے مولوی عطاء اللہ طارق نے فضائل سید المرسلین ص ۲۵

حضرت حسان بن ثابت:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

نور اضاء له على البرية كلها من يهد للنور المبارك يهتدى
نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۷ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان آپ ﷺ کے نور مبارک کی روشنی نے تمام دنیا کو منور کر دیا۔ جو بھی اس نور مبارک سے مستفید ہوا ہدایت پا گیا۔

اغر عليه للنبوۃ خاتم من الله من نور يلوح ويشهد
(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۹۴)

اس (نبی رحمت ﷺ) پر مہر نبوت خوب چمکتی ہے اور آپ ﷺ کا اللہ کی طرف سے نور ہونا ظاہر اور واضح ہو جاتا ہے۔

متنی یبد فی اللیل البہیم جبینہ یلوح مثل مصباح الدجے المتوقد

(زرقاتی ج ۳ ص ۹۱، دلائل النبوت للبیہقی ج ۱ ص ۲۲۶، الاستیعاب ج ۱ ص ۳۳۱)

جب رات کی سخت تاریکی میں آپ ﷺ کی مبارک پیشانی نورانی ظاہر ہوتی ہے تو وہ اس اندھیری رات میں چراغ کا کام دیتی ہے۔

یاد رہے کہ یہی شعروہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفیٰ ج ۲ ص ۵۶۹ پر نقل کیا ہے۔

داف وماض ستھاب یستضاء بدر انار علی کل الاماجد

(البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۳۳۶، حجة اللہ علی العالمین ص ۷۱۷)

آپ ﷺ کا نور مبارک پورا ہونے والا اور قدیم ستارہ ہے۔ چودھویں رات کا چاند بھی آپ ﷺ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ جس نے تمام بزرگیوں کو منور فرما دیا ہے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں سات یا آٹھ سال کا چھوٹا بچہ تھا جو میں دیکھتا تھا وہ مجھے اچھی طرح ذہن نشین رہتا تھا۔ میں نے سنا کہ اچانک ایک یہودی چلا رہا ہے۔ اے یہودیو، تو اس کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ اور میں نے اچھی طرح سنا وہ کہہ رہے تھے تیرے لیے ہلاکت تجھے کیا ہوا۔ تو اس یہودی نے کہا کہ احمد (مجتبے محمد مصطفیٰ ﷺ) کا ستارہ طلوع ہو گیا جو اس رات پیدا کیا گیا ہے۔

(الوفاء ج ۱ ص ۹۱، انوار محمدیہ ص ۱، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۶، زرقاتی ج ۱ ص ۱۲، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۵۲، ما ثبت من السنہ ص ۵۲، دلائل النبوت ج ۱ ص ۱۰۵، حجة اللہ علی العالمین ص ۷۱۷، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۱۲)

دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے نشر الطیب ص ۲۶، امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲، دیوبندی قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی نے قصص القرآن ص ۴۵ وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے اشامة العنبر یہ ص ۱۱

حضرت جابر بن سمرہ:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے عرض کیا۔ کہ حضور ﷺ کا رخ انور تلوار کی

طرح تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ

لا بل مثل الشمس والقمر کان مستدیرا

نہیں، بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ انور سورج اور چاند کی طرح نورانی اور چمکتا تھا۔

(صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۹، شمائل ترمذی ص ۲، مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۵، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۵، شفاء ج ۱ ص ۳۹، شرح
الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۸، انوار محمدیہ ص ۱۲۴، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۸، دلائل النبوت للبیہقی ج ۱ ص ۱۹۳، منتخب
الحسین ص ۱۳۶، شرح الشمائل ج ۱ ص ۴، کنز العمال ج ۲ ص ۲۲، اشعة اللمعات ج ۳ ص ۴۸۲، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۹۷)

یہی روایت دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۶۰ و ہابیہ کے قاضی سلیمان
منصور پوری نے رحمۃ اللعلمین ج ۲ ص ۳۴۴، و ہابیہ کے اشرف سلیم نے شان مصطفیٰ ص ۳۸۱،
ج ۲ ص ۳۸۱، و ہابیہ کے ترجمان نے نہفت روزہ الاسلام ۲۰ ستمبر ۱۹۸۵۔

و ہابیہ کے صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۱۳۴ میں درج کی ہے۔

اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت براء بن عازب سے بھی منقول ہے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۰۲، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۵، شمائل ترمذی ص ۲، انوار محمدیہ ص ۱۲۴، دلائل النبوت للبیہقی ج ۱ ص ۱۵۱،
الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۸، حجة اللہ علی العالمین ص ۶۸۸، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۴۹، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۲۹، سنن دارمی ج ۱
ص ۲۵، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۶۹)

اسی تشبیہ کی بابت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں کہ

آپ ﷺ کی بعض صفات مبارکہ کو سورج اور چاند سے تشبیہ دینا شعراء اور اہل
عرب کی عام عادت ہے۔ ورنہ حضور ﷺ کی صفات مبارکہ سے کوئی شے برابری نہیں کر
سکتی۔ اس لیے کہ حضور ﷺ تمام مخلوق سے اعلیٰ ہیں جمع الوسائل ص

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو سرخ حلہ مبارک لیے ہوئے دیکھا چاند پورے
جو بن پر تھا میں نے ایک نظر چاند اور ایک نظر حضور رسول کریم ﷺ کی طرف دیکھا۔ میں
اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ میرے حضور ﷺ کا حسن نورانیت چاند سے کہیں زیادہ ہے۔

(شمائل ترمذی ص ۲، مشکوٰۃ ص ۵۱۸، اشعة اللمعات ج ۳ ص ۴۸۸، دلائل النبوت ج ۱ ص ۱۵۲، انوار محمدیہ ص ۱۲۴، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۵، زرقانی ج ۳ ص ۶۷، وسائل الوصول ص ۲۱، شرح الشمائل
ج ۱ ص ۳۵۸، دارمی ج ۱ ص ۳۲)

یہی راویت وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ اللعلمین ج ۲ ص ۳۴۵، دیوبندی ضیاء القاسمی نے خطبابت قاسمی ج ۲ ص ۲۳۵۔ وہابیہ کے عطاء اللہ طارق نے فضائل سید المرسلین ص ۲، وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفیٰ ج ۲ ص ۳۶۵ وہابیہ کے ترجمان نے ہفت روزہ الاسلام لاہور ۲۰ ستمبر ۱۹۸۵ء دیوبندی اشرف علی تھانوی نے الوقع والوضع ص ۱۴ مواعظ میلاد النبی ص ۴۸۸، وہابیہ کے صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۱۴۳ میں تحریر کی ہے۔

حضور سید عالم ﷺ کے حسن مبارک کی بابت ضمناً حضرت حسان بن ثابت کا ایک قول ملاحظہ کیجئے۔ علامہ یوسف نبھانی لکھتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت نے فرمایا کہ جب میں نے حضور ﷺ کے انوار کو دیکھا تو اپنی آنکھوں پر ہتھیلی رکھ دی۔ اس خوف سے کہ کہیں میری دیکھنے کی قوت نہ چلی جائے۔ جواہر البحار ج ۲ ص ۳۴

حضرت شیخ محقق علی الاطلاق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ سر سے مبارک پاؤں تک نور ہی نور تھے کہ حیرت کی آنکھ آپ ﷺ کے جمال باکمال میں خیرہ ہو جاتی آپ ﷺ چاند اور سورج کی طرح منور اور روشن تھے اور اگر آپ ﷺ لبادہ بشریت میں نہ ہوتے تو کسی میں بھی دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی اور آپ ﷺ کے حسن کا ادراک ممکن نہ ہوتا۔ (مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۰۹)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی۔ تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حضرت یوسف کے حسن کو دیکھ کر مصر کی عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے لیکن آپ ﷺ کے جمال باکمال کو دیکھ کر کسی کی یہ حالت نہیں ہوئی۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے اگر ظاہر ہو جائے۔ تو ان کا حال اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کے دیکھنے پر ہوا درائشمنین ص ۷

امام زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو تمام حسن عطا فرما دیا امام قرطبی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ

کا تمام حسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں ہوا اور نہ ہماری آنکھیں دیدار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طاقت نہ رکھتیں۔ (زرقانی ج ۵ ص ۱۹۸، انوار مجدیہ ص ۸۲)

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

ہمارے نبی کریم ﷺ کا حسن و جمال انتہائی درجہ کمال پر تھا۔ اور یہ روایت آپ ﷺ کی انتہائی رعنائی اور نورانیت پر دال ہے۔ کہ آپ ﷺ کی نورانیت کی چمک دیواروں پر پڑتی تھی۔ اللہ نے حضور ﷺ کے روشن جمال اور نورانی کمال کو صحابہ کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا۔ اگر وہ ظاہر ہو جاتا تو صحابہ کرام کے لیے دیدار کرنا مشکل ہوتا جمع الوسائل ص ۷۱

مزید فرماتے ہیں کہ بعض صوفیہ فرماتے ہیں کہ اکثر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی مکمل معرفت کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کا بشری حجاب ان کی آنکھوں کے لیے پردہ ہے۔ جمع الوسائل ص ۷۱، سراج المنیر ص ۱۱

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا چہرہ نور جمال الہی کا آئینہ ہے اور اس کے نامتناہی انوار کا مظہر ہے۔

(مدارج النبوت ج ۱ ص ۲)

چلئے ایک اور روایت ملاحظہ کیجئے حضرت ابو قریصافہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ میں اور میری والدہ اور میری خالہ نے حضور ﷺ کی بیعت کی واپسی پر میری والدہ اور خالہ نے فرمایا کہ اے بیٹے ہم نے حضور ﷺ جیسے خوبصورت چہرے والا صاف کپڑوں والا اور نرم کلام والا نہ دیکھا ہم نے دیکھا، کہ آپ ﷺ کے منہ مبارک سے نور نکلتا تھا۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۲، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۳۹)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں کہ

ترمذی نے قتادہ سے انہوں نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ اللہ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا۔ جو خوش آواز اور خوش رونہ ہو۔ اور تمہارے پیغمبر ﷺ صورت شکل میں بھی اور آواز میں ان سب سے احسن تھے۔ میں کہتا ہوں کہ باوجود ایسے حسن و جمال کے عام لوگوں کا آپ پر اس طور پر عاشق نہ ہونا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے

تھے سب غیرت الہی کے ہے۔ کہ آپ کا جمال جیسا تھا۔ غیروں پر ظاہر نہیں کیا جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جس درجے کا تھا۔ وہ بجز حضرت یعقوب یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر نہیں کیا۔ (نثر الطیب ص ۸۷ مطبوعہ تاج کمپنی)

امام ابو نعیم فرماتے ہیں کہ

حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ ملا تھا۔ لیکن ہمارے حضور ﷺ کو پورا حسن ملا ہے۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۳)

قارئین کرام اگر اس موضوع پر حوالہ جات لکھتا جاؤں تو ختم نہ ہوں گے بلکہ ضخیم کتاب تیار ہو جائے گی خوف طوالت سے ان حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

آپ ﷺ کا چہرہ انور بجلی کی طرح چمک رہا تھا جب آپ ﷺ خوشی کا اظہار فرماتے۔ تو آپ ﷺ کا رخ انور اس طرح منور ہو جاتا معلوم ہوتا کہ گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔

صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۲، مستدرک ج ۲ ص ۶۰۵، دلائل النبوت لابی نعیم ج ۲ ص ۲۲۰، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۳۹، دلائل النبوت للبیہقی ج ۱ ص ۱۵۳، حجة اللہ علی العالمین ص ۶۸۹، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۸ منتخب الحسین ص ۱۲۸، زرقانی ج ۳ ص ۷۷، کنز العمال ج ۷ ص ۸۴

یہی روایت وہابیہ کے ترجمان نے اپنے مفت روزہ الاسلام لاہور ۲۰ ستمبر ۱۹۸۵ء وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفیٰ ج ۲ ص ۷۳، دیوبندی ضیاء القاسمی نے خطبات قاسمی ج ۲ ص ۲۳۲

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

وردناه ونور الله يجلو دجى الظلماء عنا والغطاء

(البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۳۳)

آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ہم حاضر ہوئے ہمارے اندھیروں میں روشنی آگئی اور پردے اٹھ گئے۔

حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ویظهر فی البلاد ضیاء نور يقوم به البریة ان توجا

(سیرت ابن ہشام ج ۱۹۲ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۹۶)

اور ملکوں میں نور کی روشنی ظاہر ہوگئی جس نور کے توسل سے مخلوق قائم ہے وہ مبارک نورانیت ٹھاٹھیں مار رہی ہے۔

یہی وہابیہ کے شیخ الاسلام عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی نے مختصر سیرت الرسول ص ۱۳۴ میں لکھا ہے۔

یاد رہے، دیوبندی حضرات نے سیرت ابن ہشام کو معتبر مانتے ہوئے اس کا ترجمہ ادارہ اسلامیات لاہور کی طرف سے شائع کیا ہے اس میں بھی یہ شعر موجود ہے۔

وہابیہ کے غلام رسول مہر کی نظر ثانی سے بھی لاہور سے سیرت ابن ہشام شائع ہوئی مترجم سیرت ابن ہشام کے ج ۱۲۲ پر یہ شعر موجود ہیں۔

حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان الرسول لنور يستضاء به مهندمن سیوف اللہ مسلول

(متدرک ج ۳ ص ۵۸، البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۱۳۳ الاستیعاب ج ۲ ص ۲۲ تلخیص المستدرک ج ۳ ص ۵۸، زرقانی ج ۳

ص ۵۹، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱: انوار محمدیہ ص ۱۲۶)

بے شک رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ضرور نور ہیں آپ سے نورانیت حاصل کی جاتی ہے اللہ کی ہندی تلواروں سے ننگی تلوار ہیں۔

یہی وہابیہ کے شیخ الاسلام عبداللہ بن عبدالوہاب نجدی نے مختصر سیرت الرسول ص ۶۰۶ وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ اللعلمین ج ۲ ص ۲۲۶

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نشانی طلب کی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم نورلہ اے اللہ اسکے لیے نور کر دے، تو حضرت طفیل کی آنکھوں کے درمیان نور بلند ہوا فرمایا مجھے اس بات سے خوف ہے کہ وہ مُثلہ ہو۔ تو وہ نور حضرت طفیل کے کوڑے میں آ گیا۔ وہ اندھیری رات میں چمکتا تھا۔ اس لیے ان کا نام ذوالنور (نور والا) رکھا گیا۔

(شفا ج ۲ ص ۲۱۶، نسیم الریاض ج ۲ ص ۲، شرح شفا ج ۲ ص ۵۳، جواہر البحار ج ۲ ص ۱۶، الخصائص

الکبریٰ ج ۸، الاستیعاب ج ۱۱ ص ۲۱۱، اصابع ج ۳ ص ۲۸)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ خود بھی نور ہیں اور نور کے قاسم ہیں۔ یہی روایت وہابیہ کے شیخ الاسلام عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی نے مختصر سیرت الرسول ص ۲۵۴ میں تحریر کی ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ :

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ایک رات حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ بارش خوب ہوئی۔ اس رات انہوں نے حضور ﷺ کی نورانیت کی محبت میں نماز عشاء ادا کی۔ ان کو آپ ﷺ نے عرجون (جر کھجور کے گچھے کی) عطا فرمائی۔ اور فرمایا اس کو لے کر چلے جاؤ۔ تیرے دس دس (گزیں ہاتھ) آگے پیچھے روشنی ہوگئی، جب تو اپنے گھر داخل ہوگا۔ تو سیاہی دیکھے گا تم اسے مار دینا وہ شیطان ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(فیض القدیر ج ۵ ص ۷۳، ومنہ جواہر البحار ج ۲ ص ۱۶۴، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۲، شفا شریف ج ۱ ص ۲۱۹)

حضور ﷺ کا دست اقدس حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے سے مس ہوا، تو وہ چہرہ نور بجلی کی طرح چمکتا تھا۔ شفا ج ۲ ص ۲۲

اسی مفہوم کی دو اور روایات ملاحظہ فرمائیے۔

محمد بن حمزہ، حمزہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے تو اندھیری رات کی وجہ سے ہم علیحدہ علیحدہ ہو گئے تو آپ ﷺ نے میری انگلیوں کو روشن فرما دیا۔ سب اس روشنی پر جمع ہو گئے۔ ان سے کوئی بھی ہلاک نہ ہوا۔ اور میری انگلیاں ویسے ہی روشن رہیں۔ (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۵۲)

عبداللہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر ایک گھر میں مکہ میں داخل ہوا، تو میں نے حضور ﷺ کا رخ انور دیکھا تو آپ ﷺ کا چہرہ انور چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۵۹)

حضرت عبداللہ بن زبیری :

حضرت عبداللہ بن زبیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

وعليك من سمة البليك علامة نور اغر وخاتم مختوم

(الاستیاب ج ۱ ص ۱۵۶)

اللہ نے آپ ﷺ پر جو نبوت کی نشانیاں ظاہر فرمائی ہیں ان میں ایک آپ ﷺ کی نورانی پیشانی مبارک اور دوسری مہر نبوت ہے۔

حضرت عوف بن ابوجحیفہ:

حضرت عوف بن ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک دفعہ میں دوپہر کے وقت حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اس وقت حضور ﷺ خیمہ کے اندر جلوہ گر تھے۔ حضرت بلال نے باہر نکل کر اذان دی۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ کے وضو مبارک کا بچا ہوا پانی نکالا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے لیے ٹوٹ پڑے، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نیزہ لائے۔ اور رسول اللہ ﷺ خیمہ سے نکلے۔ آپ ﷺ کی پنڈلی مبارک کی نورانیت اور سفیدی اس وقت بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۵، صحیح بخاری شریف ج ۱ ص ۱۹۵

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی، تو آپ ﷺ کی نورانیت سے ساری زمین روشن ہو گئی۔ (الوفاج ص ۹۵، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱۷)

حضرت ابو طفیل عامر:

حضرت ابو طفیل عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان النبی هو النور الذی کشطت به عبايات ما قینا و با قینا

(الاستیاب ج ۱ ص ۳۷۷)

بے شک نبی کریم ﷺ ایسے نور ہیں جن کی وجہ سے ہمارے پہلے اور باقیوں کی گمراہیاں دور ہوئیں۔

مدنی صحابہ کرام:

جب حضور سید عالم ﷺ مدینہ منورہ میں مکہ سے ہجرت کے بعد جلوہ گر ہوئے۔ تو مدینہ منورہ کی عورتیں بچے اور بچیاں یہ شعر پڑھ رہی تھیں

طلع البدر علینا من نئیات الوداع

وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

(الوفاج ص ۲۵۲، انوار محمدیہ ص ۳۴، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۵۴، البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۳، دلائل النبوت للبیہقی ج ۲ ص ۲۳۳ مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۷۱)

دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے یہ اشعار نشر الطیب ص ۱۱ میں لکھے ہیں۔

ترجمہ چودھویں رات کا چاند وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر طلوع ہوا ہے اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت کا شکر یہ ادا کرنا ہم پر واجب ہے۔

حضرت ام عثمان:

حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا، کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا، کہ زمین سے اس قدر نزدیک آ گئے، کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے

(شفاج ص ۲۳۱، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱۳، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۲، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۹۲، شواہد النبوة ص ۲۲، انوار محمدیہ ص ۳۴، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۰۳، جواہر البحار ج ۵ ص ۵۷، زرقانی ج ۱ ص ۴۹، دلائل النبوت للبیہقی ج ۱ ص ۹۲، دلائل النبوت ابی نعیم ج ۲ ص ۲، سیرت النبویہ لدحلان ج ۳ ص ۳۸)

یاد رہے کہ ترجمہ مذکور دیوبندی حکیم الامت تھانوی کے قلم سے نقل کیا گیا ہے نشر الطیب ص ۲۴۔

یہی روایت دیوبندی شیخ التفسیر ادریس کاندھلوی سے سیرت المصطفیٰ ج ۵ ص ۵۲ دیوبندی مولوی نور الہی نے منظوم قصص الانبیاء ص ۹۷ میں نقل کی ہے۔

حضرت ربیع بنت معوذ:

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

اے میرے بیٹے، اگر تو آپ ﷺ کے حسن مبارک کو دیکھتا تو گویا یہ کہتا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۱، سنن دارمی ج ۴ ص ۴۴، دلائل النبوت بیہقی ج ۱ ص ۱۵۲، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۵، دلائل النبوت ابی نعیم ج ۳ ص ۲۲، انوار محمدیہ ص ۱۲۵، حجتہ اللہ علی العالمین ص ۶۸۹، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۹۷، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۹) یہ روایت وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ اللعلمین ج ۲ ص ۳۳۲، وہابیہ کے مناظر اشرف سلیم نے شان مصطفیٰ ج ۲ ص ۳۳۲، وہابیہ کے ترجمان نے ہفت روزہ الاسلام لاہور ۲۰ ستمبر ۱۹۸۵ء وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۱۲۲ میں درج کی ہے۔

حضرت صفیہ:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں حضور ﷺ کی شب ولادت وہاں حاضر تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب ہو گیا۔

(شواہد النبوت ص ۲۲، عطر الوردہ اردو بوندی مولوی ذوالفقار ص ۳۲)

حضور ﷺ کے وصال باکمال کے وقت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اشعار کہے ان میں ایک یہ ہے کہ

على المرتضى للهدى والتقى وللرشد والنور بعد الظلم
میں آنسو بہاتی ہوں مرتضیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر جو ہدایت یافتہ اور متقی ہیں جو

ظلمتوں کی ہدایت اور نور ہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۲۹)

للفقد البصطفیٰ بالنور حقا

میرے آنسو بہہ رہے ہیں مصطفیٰ کریم ﷺ کے پردہ فرمانے پر جو واقعی نور ہیں۔

(طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۲۹)

حضرت أم ایمن رضی اللہ عنہا:

حضرت أم ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

ولقد كان بعد ذلك نوراً وسراجاً يضيء في الظلماء

(طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۳۳)

اور تحقیق آپ ﷺ نور اور سورج تھے اور تاریکیوں میں بھی روشنی دیتے تھے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا :

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

جب میں حضور ﷺ کو دودھ پلاتی تھی تو مجھے حضور ﷺ نے گھر میں چراغ جلانے سے بے نیاز کر دیا تھا۔ مجھے ایک دن اُم خولہ سعدیہ نے کہا اے حلیمہ تو ساری رات گھر میں روشنی رکھتی ہے تو میں نے کہا، کہ نہیں۔ میں تو آگ روشن نہیں رکھتی بلکہ یہ سب روشنی حضور ﷺ کے نور کی وجہ سے ہے۔ (بیان المیلا والنوی ص ۵۳)

مزید فرماتی ہیں کہ میں جب حضور ﷺ کو لینے کے لیے حاضر ہوئی تو میں آپ ﷺ کا حسن و جمال دیکھ حیرت میں دیکھنے لگی آپ ﷺ آرام فرماتے تھے میں نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے سینہ اطہر پر رکھا تو آپ نے تبسم فرماتے ہوئے اپنی مبارک آنکھوں کو کھولا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی نورانی آنکھوں سے نور نکل کر آسمانوں میں داخل ہو رہا ہے۔

(مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۸ انوار محمدیہ ص ۱۹)

حضرت شفاء اللہ رضی اللہ عنہا :

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت شفاء اللہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جلوہ گر ہوئے تو میں نے دیکھا کہ مجھ پر مشرق و مغرب کے درمیان ہر شے روشن ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں نے بعض شام کے محلات دیکھ لیے۔ (دلائل النبوت ابی نعیم ج ۱ ص ۳۳ الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱ مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۰ مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۳، سیرت النبویہ للدحلان ج ۱ ص ۳۸ الوفا ج ۱ ص ۹۵)

یہ روایت دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے نشر الطیب ص ۲۴ میں لکھی ہے۔

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا :

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے وصال باکمال کے وقت جو اشہار کہے ان میں ایک یہ ہے کہ

یا عین فاحتفلی و سخی واجس و ابکی نور البلاد محمد
اے آنکھ آنسو بہا کہ افسوس کر کہ شہروں کے نور حضرت محمد ﷺ کی جدائی میں رو
رہی ہوں۔

علی المصطفیٰ بالحق والنور والہدی

اس مصطفیٰ کریم ﷺ پر جو حق کے ساتھ مبعوث ہوئے۔ اور وہ نور ہیں ہدایت یافتہ

ہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۳۶)

حضرت ہند بنت اثاثہ رضی اللہ عنہا :

حضرت ہند بنت اثاثہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

قد كنت بدرا و نوراً يستضاء به عليك تنزل من ذی العزة الكتب

تحقیق آپ ﷺ چاند اور نور تھے آپ ﷺ کے نور سے روشنی حاصل کی جاتی تھی

اور آپ ﷺ پر عزت والی کتاب اتری (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۳۲)

ایک ہمدانی صحابیہ :

ایک ہمدانی صحابیہ نے حضور ﷺ کے ساتھ حج ادا کیا۔ ابو اسحاق نے اس سے حضور ﷺ

کا حلیہ پوچھا تو ہمدانی صحابیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا چہرہ انور چودھویں رات کے چاند

کی طرح منور تھا۔ اور آپ ﷺ جیسا حسن و جمال والا نہ کہیں پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

فتح الباری ج ۶ ص ۳۶۱، دلائل النبوت للبیہقی ج ۱ ص ۱۵۳، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷۱، مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۵۔

حضرت اروی :

حضور ﷺ کی پھوپھی جان حضرت اروی بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

علی نور البلاد معا جیعا رسول اللہ احمد فاشر کینی

(طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۲۵)

آپ ﷺ تمام شہروں کے لیے نور ہیں۔ مجھے آپ ﷺ کی تعریف کرنے دو۔

حضور ﷺ کے نور ہونے کے

منکرین کا روزِ قیامت بُرا انجام

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین سب کو جمع کرے گا۔ تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ جب وہ فیصلے سے فارغ ہوگا۔ (گناہگار) مومن عرض کریں گے باری تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ اب اس کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کون کرے گا تو ان میں سے بعض کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو وہ ہمارے باپ ہیں ان کو اللہ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور خود کلام بھی فرمایا۔ تو یہ سب حضرت آدم کے ہاں حاضری دیں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے باپ اللہ کے دربار میں ہماری سفارش کیجئے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام ان کو فرمائیں گے کہ حضرت نوح کے پاس جاؤ حضرت نوح ان کو حضرت ابراہیم کے پاس جانے کا حکم فرمائیں گے تو حضرت ابراہیم ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ ان کو حضرت عیسیٰ کی طرف بھیجیں گے۔ جب سب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے تو حضرت عیسیٰ حضور ﷺ کی طرف بھیجیں گے پھر وہ میرے پاس آئیں گے اور اللہ مجھے اجازت دے گا تو میں اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہو جاؤں گا تو میری مجلس خوشبو سے معمور ہو جائے گی۔ اور اللہ کے دربار میں آؤں گا اور شفاعت کروں گا۔ و تجعل لی نوراً من شعری الی ظفر قدمی مجھے سر کے بالوں سے قدم مبارک کے ناخنوں تک نور بنا دیا جائے گا پھر کافر کہیں گے کہ مومنوں نے تو سفارش پالیا ہماری سفارش کون کرے گا وہ ابلیس ہی ہے وہ ابلیس سے سفارش کا کہیں گے تو اس کی مجلس بد بودار ہو جائے گی پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا وہ کہے گا اب فیصلہ ہو چکا ہے اللہ نے وعدہ سچا کر دکھایا میں نے وعدہ کا خلاف کیا۔

(ابن عساکر ج ۲ ص ۳۶، سنن دارمی ج ۲ ص ۴۲)

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ:

سراج آلائمہ کشف الغمہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں یوں عرض کیا کہ

انت الذی من نورک البدر اکتسی والشمس مشرقة بنور بھاک
آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ نور ہیں۔ کہ چاند بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نور سے روشن اور سورج کی
چمک بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہے۔
لمحہ فکر یہ:

حوالہ بالا سے معلوم ہوا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور
ہیں۔ دوسری طرف دیوبندی حضرات اپنے آپ کو حنفی بھی کہتے تھے اور ساتھ یہ کہتے نظر
آتے ہیں جو کہ

دیوبندی محدث خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں کہ

نفس بشریت میں مماثل آپ کے جملہ بنی آدم ہیں۔ (براہین قاطعہ ص ۷ مطبوعہ کراچی)
اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا؟

(براہین قاطعہ ص ۷)

دیوبندی وہابی حضرات کے امام اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ

جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار
ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۹)

ہر مخلوق بڑا (انبیاء و اولیاء) ہو یا چھوٹا (ہم تم) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی

ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۵)

دیوبندی حضرات کی کتب ایسی غلیظ عبارات سے بھری پڑی ہیں بوقت ضرورت انشاء

اللہ مزید پیش کر دیں گے۔ خوف طوالت پر ان حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں مطلب یہ کہ
یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور نہیں مانتے ہم جیسا بشر کہنے پر بضد ہیں، کیا اب بھی ہم انہیں حضرت

امام اعظم کی نسبت سے خفی تسلیم کر لیں؟

یاد رہے:

یاد رہے وہابیہ کے جید علماء نے بھی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کو تسلیم کیا ہے، حوالہ جات ملاحظہ کرنا ہوں تو میری کتاب ”امام اعظم ابو حنیفہ وہابی اکابر کی نظر میں“ ملاحظہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو سورج کے نور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک غالب آ جاتا اور ایسے ہی چراغ کے نور پر بھی نور محمدی غالب آ جاتا تھا۔

(سیرت حلبیہ ج ۳، شرح شامل محمدیہ ص ۲۲، فوائد حلبیہ ج ۱ ص ۳۶)

حضرت سیدنا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سیدنا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں درود شریف کا ہدیہ اس طرح پیش کرتے ہیں۔

اللهم صل علی سیدنا محمد السابق للخلق نوره الخ

(افضل الصلوات ص ۷، مطالع السمرات ص ۱۳۹)

اللہ کی رحمت ہو ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کا نور تمام مخلوق سے پہلے پیدا کیا گیا۔ حضور سیدنا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارشاد آپ کی ہی کتاب سر الاسرار ص ۱۲ کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے معمول میں کئی درود شریف لکھے ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا تذکرہ ہے۔ (افضل الصلوات ص ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۶)

حضرت ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

بے شک اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے۔ جس کے نور کی کوئی مثل نہیں ہے اور نبی کریم ﷺ کی روح مبارک اسی نور کی چمک ہے۔ اور فرشتے اسی نور کی چنگاڑیاں ہیں۔ اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے ہر شے پیدا کی گئی۔ (مطالع المسرات ۱۴۷)

یہی وہ امام ابو الحسن اشعری علیہ الرحمۃ ہیں کہ جن کی طرف عقائد میں ہم رجوع کرتے ہیں۔

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ:

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ
 آپ ﷺ نور مبین اللہ کی دلیل، حاضر ناظر بابرکت امتوں کے نور اور اللہ کے ایسے نور ہیں جو کبھی نہ بجھے گا۔ (بیان المیلا والنوی ص ۱۵)

محدث ابن جوزی نے اپنی دوسری کتب مولد العروس اور الوفا وغیرہ میں نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا ذکر خیر کیا ہے۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ:

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ
 آپ ﷺ کا چہرہ انور اس قدر نورانی تھا۔ کہ جب آپ ﷺ کی نورانیت کی چمک دیواروں پر پڑتی وہ چمک اٹھیں۔ (زرقانی ج ۶ ص ۲۱)

امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ:

امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ
 رسول پاک ﷺ کا نام مبارک نور اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے اپنی قدرت کے نور سے حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک پیدا کیا۔ (تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۳۷)

امام قسطلانی علیہ الرحمۃ:

امام قسطلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کا نور مبارک دیواروں کو اس طرح منور کرتا اور روشن کر دیتا تھا جس طرح سورج کی روشنی سے دیواریں چمکتی ہیں۔ (مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۷)

امام زرقانی علیہ الرحمۃ:

امام زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ
آپ ﷺ کا نور مبارک تمام انبیاء سے پہلے پیدا ہوا۔ زرقانی ج ۳ ص ۱۶۳
امام عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ:

امام عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ
ہر شے آپ ﷺ کے نور سے پیدا کی گئی ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔
(الحدیقۃ الندیہ ج ۲ ص ۳۷۵)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ:

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ امام ابن سح کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ
بے شک آپ ﷺ نور تھے۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۶۹)
امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے متعلق دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی
لکھتے ہیں کہ اس اُمت میں ایسے ایسے اہل اللہ گزرے ہیں۔ کہ حضور ﷺ کا ان کو ہر وقت
مشاہدہ رہتا تھا۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حدیث سن کر فرماتے یہ حدیث ہے یا حدیث نہیں کسی
نے پوچھا فرمایا میں حدیث سن کر حضور ﷺ کے چہرہ انور پر نظر کرتا ہوں اگر بشاش پاتا
ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہے اور اگر منقبض دیکھتا ہوں سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث
نہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۷ ص ۱۲۲)

امام سیوطی کو حضور ﷺ کی ۲۲ مرتبہ بیداری میں زیارت کا تذکرہ دیوبندی محدث انور
شاہ کشمیری بھی کرتے ہیں۔ (فیض الباری ج ۱ ص ۲۰۴)

وہابیہ کے نواب صدیق حسن نے الحطّہ کتاب میں امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی تعریف
و توصیف کی ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ:

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب دقائق الاخبار کی ابتداء میں یہ باب باندھا ہے
باب فی تخلیق نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
امام غزالی نے اپنی کتاب روض الفائق میں اور مجربات امام غزالی میں نورانیت مصطفیٰ ﷺ
پر تفصیل سے لکھا ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ:

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ
جاننا چاہیے، کہ حضور ﷺ کی پیدائش دوسرے افراد کی طرح نہیں ہے کہ حضور ﷺ
جسم عنصری رکھنے کے باوجود اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے خود
ارشاد فرمایا ہے کہ میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ (مکتوبات ج ۳ ص ۷۷)
عقل کے اندھوں نے حضور ﷺ کو (مثل) بشر کہا۔ (مکتوبات ج ۳ ص ۱۳۵)

حضرت ابوالموہب شاذلی علیہ الرحمۃ:

حضرت ابوالموہب شاذلی علیہ الرحمۃ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کرتے ہیں
کہ یا سیدنا یا رسول اللہ انت المقصود من الوجود وانت النور الذی
ملاء اشراقہ الارضین والسموات (افضل الصلوات ص ۱۱۸)
اے ہمارے سردار اے اللہ کے رسول سب کائنات آپ ﷺ کی وجہ سے ہے اور
آپ ﷺ وہ نور ہیں جس نے زمینوں اور آسمانوں کو روشن کر دیا ہے۔

حضرت سلیمان الجزولی علیہ الرحمۃ:

حضرت سلیمان الجزولی علیہ الرحمۃ نے یہ درود شریف لکھا ہے کہ
صل علی سیدنا محمد الذی نورہ من نور الانوار و اشرق بشعاع
وسرہ الاسرار (دلائل الخیرات ص ۵۹)
اور درود بھیج حضرت محمد ﷺ پر جن کا نور سارے نوروں کا اصل ہے اور چمک گئے

ہیں اس کے راز کی کرنوں سے سارے اسرار

آپ نے حضور ﷺ کا ایک مبارک صفاتی نام نور بھی لکھا ہے دلائل الخیرات ص ۳۶
یاد رہے۔ کہ دلائل الخیرات کا وظیفہ دیوبندی وہابی علماء بھی کرتے رہے۔ وہابیہ کے
مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے ایک مدت اس کا وظیفہ کیا الداء والدواء ص ۱۵۳
اشرف علی تھانوی کے بقول آپ الجزولی کے وصال کے سترے سال کے بعد قبر
سے جسم اطہر صحیح سلامت نکلا جمال الاولیاء ص ۷۱، اکابرین دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد
اللہ صاحب سفر و حضر میں دلائل الخیرات پاس رکھتے امداد المشتاق ص ۳۶، التذکیر ج ۳ ص ۱۱۶،
رشید احمد گنگوہی دیوبندی دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت دیتے تذکرہ الرشید ج ۲ ص ۳۰۵،
خلیل احمد انپٹھوی کے بقول اکابرین دیوبند خود دلائل الخیرات کا ورد رکھتے اور دوسروں کو
اس کی اجازت دیتے تھے المہند ص ۴۲، اشرف علی تھانوی کے بقول مؤلف دلائل الخیرات کی
قبر سے مشک و عنبر کی اب بھی خوشبو آتی ہے زاد السعید ص ۶ تبلیغی جماعت کے مولوی محمد زکریا
سہارنپوری بھی یہی لکھتے ہیں فضائل اعمال ص ۹۵، فضائل درود شریف ص ۹۵، دیوبندی بہاء
الحق قاسمی بھی دلائل الخیرات کا وظیفہ دیوبندی علماء کا معمول بتاتے ہیں نجدی تحریک پر ایک
نظر ص ۳۶، دیوبندی شیخ الاسلام حسین احمد مدنی بھی یہی لکھتے ہیں شہاب الثاقب ص ۶۶

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ:

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ بھی لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ نور تھے۔ (شفا ج ۳ ص ۲۳۳ مطبوعہ ملتان)

یہی امام برہان الدین لکھتے ہیں سیرت حلبیہ ج ۳ ص یہی امام سخاوی کا قول ہے۔

مقاصد الحسنہ ص ۶۳

سید احمد بغدادی، شیخ احمد بدوی علیہما الرحمۃ:

سید احمد بغدادی ان الفاظ سے درود شریف عرض کرتے ہیں

اللھم صل علی سیدنا محمد النور الذاتی الساری فی جمیع الآثار الخ
(افضل الصلوٰت ص ۱۱۳)

شیخ احمد بدوی علیہ الرحمۃ اس درود شریف کی کثرت کرتے ہیں کہ

اللهم صلي وسلم علي سيدنا و مولانا محمد شجرة الاصل النورانية

اللهم صل علي سيدنا محمد نور الانوار و سر الاسرار الخ (افضل الصلوات ص ۸۵)

امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ:

امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کا نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک آپ ﷺ

کے سب آباؤ اجداد کی پیشانی میں تھا آپ ﷺ نور حسی تھے جیسے اندھیری رات میں چاند

(نسیم الریاض ج ۱ ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان)

ملا علی قاری:

ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کا دل مبارک اور جسم اطہر سب نور ہے۔ اور تمامی انوار اسی نور سے روشنی

حاصل کرتے ہیں۔ (شرح شفا ج ۱ ص ۲۱۵)

ملا علی قاری نے اپنی کئی دوسری کتب مرقات موضوعات کبیر وغیرہ میں نورانیت

مصطفیٰ ﷺ کا بیان کیا ہے۔

سیّدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ:

عارف باللہ سیّدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

بے شک اللہ نے سب سے پہلے جو چیز پیدا فرمائی۔ وہ ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ

کا نور مبارک تھا۔ (الابریز ج ۱ ص ۲۶۶)

یاد رہے کہ یہ کتاب دیوبندی مکتبہ فکر کے نزدیک بھی مستند ہے اس کا ترجمہ دیوبندی

عاشق الہی میرٹھی نے کیا ہے اس میں بھی یہ عبارت موجود ہے

امام ابن حجر مکی:

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

بے شک آپ ﷺ نور تھے۔ (افضل القری ص ۱۳ شرح ہمزہ ص ۱۳)

امام یوسف نبھانی علیہ الرحمۃ:

امام یوسف نبھانی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نور تھے۔ جن کی وجہ سے سارے جہان روشن ہو گئے۔ (جواہر البحار ج ۶)

تمام مخلوق سے پہلے ان (ﷺ) کا نور (اے باری تعالیٰ) تیرے نور سے پیدا کیا گیا

(الدلائل الوضحات ص ۲۷)

امام موصوف نے اپنی متعدد تصانیف میں اس عقیدہ کا برملا اظہار کیا ہے۔

مولانا عبد الرحمن جامی علیہ الرحمۃ:

مولانا عبد الرحمن جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

فصلی اللہ علی نور کز و شد نور ہا پیدا

زمین در حُب اوسا کن فلک در عشق اوشیدا

(کلیات جامی)

مولانا روم:

مولانا روم فرماتے ہیں کہ

نام احمد چوں چنین یاری کند تاکہ نورش چوں مددگاری کند

(مثنوی شریف)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی اس کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں کہ

جب حضور ﷺ کا نام مبارک ایسی رفاقت کرتا ہے تو آپ کا نور مبارک (ذات

پاک) تو کیسی مدد کرتا رہا ہوگا۔ (کلید مثنوی ج ۱ ص ۱۵۵ مطبوعہ شاہ کوٹ)

تھانوی صاحب نے مولانا روم کا یہی شعر نشر الطیب ص ۳۲۶ پر نقل کیا ہے۔

قارئین کرام ضمناً آپ کو دیوبندی کی اندھیرنگری کی جھلک دکھائیں۔ وہی دیوبندی

جو حضور ﷺ کو نور ماننا شرک کہتے ہیں وہ مولانا روم کو نور مانتے ہیں دیوبندی محدث اصغر

حسین لکھتے ہیں کہ شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ مولانا (روم) کی عیادت کو تشریف لائے اور کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ جناب کو بہت جلد شفا عطا فرمائے۔ آپ نے ہنس کر فرمایا۔ کہ بس اب یہ شفا تم ہی لوگوں کو مبارک ہے اس وقت کہ ذرا سا پردہ مطلوب حقیقی میں باقی رہ گیا ہے۔ اب بھی تو لوگ نہیں چاہتے کہ یہ (مولانا روم) نور اس نور حقیقی (اللہ تعالیٰ) میں مل جائے۔ (سوانح مولانا روم ص ۵۶ مطلب عد لاہور)

عبارت کو ٹھنڈے دل سے پڑھیے۔ انصاف سے کہے کہ کیا عبارت مذکور میں مولانا روم کے نور ہونے اور علم غیب کا اقرار نہیں کیا گیا اب یہ شقاوت قلبی نہیں تو کیا ہے کہ جس مسئلہ کو جس طرح چاہا بدل دیا۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ:

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

کلمے کہ چرخ فلک طور اوست ہمہ نور ہا پر تو نور اوست

(بوستان ص ۴)

آپ ﷺ ایسا کلام کر نیوالے ہیں (کلیم اللہ)، کہ چرخ آسمان آپ ﷺ کا طور ہے تمام نور آپ ﷺ کے نور کا عکس ہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی:

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

آپ آنحضرت ﷺ سر سے قدم مبارک تک تمام نور ہی نور تھے۔ (مدارج النبوت ص ۱۰۹)
دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضور کہلاتے ہیں انہیں میں ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں افاضات الیومیہ ج ۹ ص ۱۰۸ مزید لکھتے ہیں کہ چونکہ شیخ عبدالحق بڑے محدث ہیں اس لیے انہوں نے یہ یہ دس قسمیں شفاعت کی لکھی ہیں، کسی حدیث سے معلوم کر کے لکھی

ہوں گی گو ہم کو وہ حدیث نہیں ملی مگر چونکہ شیخ کی نظر حدیث میں بہت وسیع ہے اس لیے ان کا یہ قول قابل قبول ہے اشرف الجواب ج ۳ ص ۵۵

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وقد كان نور الله فينا ليهتد وصبام تدمير على ناكب

(اطیب النغم ص ۱۲)

وہ (ﷺ) ہم میں ایک اللہ کے نور تھے۔ ہدایت یافتہ تھے اور ایسی تلوار تھے جو ہر نافرمان کو تباہ کرنے والی ہے۔

دیوبندی حضرات کے نزدیک بھی اطمینان النغم معتبر ہے چنانچہ علمائے دیوبند میں سے محمد یوسف لدھیانوی نے اس کا ترجمہ شائع کیا ہے اس کا ترجمہ اس کی زبانی سنئے۔

بلاشبہ آنحضرت ﷺ ہمارے درمیان راہ پانے والوں کے لیے اللہ کا نور ہیں اور راہ حق سے ہٹنے والوں کے حق میں عقوبت کی تیغ براں ہیں۔ (اطیب النغم (مترجم محمد ۵، مطبوعہ کراچی)

علمائے دیوبند اور اہل حدیث شاہ صاحب موصوف کو مانتے ہیں بلکہ وہابیہ کے نواب صدیق حسن انہیں مسند الوقت کہتے ہیں ابجد العلوم ج ۳ ص ۲۴۱

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

يا صاحب الجمال وياسيد البشر من وجهك النير لقد نور القبر

(تفسیر فتح العزیز ج ۲ ص ۲۲ مجموعہ کمالات عزیزی ص ۱)

یہی اشعار حافظ شیرازی کے حوالے سے حکیم صادق سیالکوٹی وہابی نے جمال مصطفیٰ ص ۲ پر نقل کئے ہیں۔ (وہابیہ کے احسان الہی ظہیر نے خطبات ص ۳۶) پر نقل کیے ہیں۔

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ جاڑا بخار چڑھا

ہوا تھا نماز کا وقت آ گیا۔ آپ نے لکڑی پر نظر کی۔ وہ بخار اس پر منتقل ہو گیا وہ کھڑی کھڑی کانپ رہی تھی اور آپ نے نماز پڑھ کر پھر دوسری نظر کر کے بخار کو اپنے اوپر لے لیا۔

(اقاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۵۸ مطبوعہ ملتان)

دوسری طرف رسول کائنات ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ جس کا نام محمد (ﷺ) یا علی (رضی اللہ عنہ) ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۳) قارئین کرام انصاف سے بتائیے کہ یہ رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے وہی عقیدہ جو رسول کائنات ﷺ کے لیے تسلیم کرنا شرک ہے وہی ان کے نزدیک دوسروں کے لیے ایمان ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ:

اکابرین دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

چہرہ تاباں کو دکھلا دو مجھے تم سے اے نور خدا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ ص ۹، نالہ امداد غریب ص ۵)

نہ پیدا اگر ہوتا احمد کا نور نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور

(جہاد اکبر ص ۴ کلیات امدادیہ ص ۱۰۸)

روشنی عرش نور لا مکاں شیخ بزم عالم کون و مکان

(مشوی تحفۃ العشاق ص ۴ کلیات امدادیہ ص ۱۳)

ہے وہ بے شک بالیقین نخل وجود اول و آخر وہی اصل وجود

(مشوی تحفۃ العشاق ص ۴ کلیات امدادیہ ص ۱۳)

نور احمد سے منور دو عالم دیکھو دیکھتے ہو مہ خورشید کی تنویر عبث

(گلزار معرفت ص ۹ کلیات امدادیہ ص ۲۰۸)

اکابرین دیوبند اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی قاسم نانوتوی کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا عقیدہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔

حاجی صاحب موصوف کے متعلق تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ

حضرت اپنے زمانہ کے جنید وقت بایزید وقت تھے حضرت اپنے فن کے امام تھے مجتہد تھے مجدد تھے محقق تھے۔ (اقاضات الیومیہ ج ۶ ص ۱۱۶)

دیوبندی محدث خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری لکھتے ہیں کہ

حجة الاصفیاء وتاج الاولیاء زبدة المقربین عبدة الواصلین شمس الحقیقة والعرفان بدر الطریقہ والاحسان حجة اللہ تعالیٰ البالغہ برهان البلة المستقبیة مرجح عالم منبع فیض الاتم بحر الحقائق والا سرار مصدر العلوم والا نوار صاحب البقامات العلیہ والا فضال والدرجات الرفیعة الصدیق الاعظم قطب الافخم وسیدنا الحاج شاه امداد اللہ الفاروقی الشتی المہاجر فی المکة المعظمة لازالت شمس فیوضہ بازغة و بدور مکارمہ طالعة (براہین قاطعہ ص ۲۷)

قارئین کرام حاجی صاحب موصوف کے عقائد وہی ہیں جن کا پرچار تاجدار بریلی امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا ہے۔

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمۃ:

شاعر مشرق مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

عرب خود را بہ نور مصطفیٰ سوخت چراغ مردہ مشرق برا فروخت

(ارمغان حجاز ص ۱۲)

چو خور اور کنار خود کشیدم بہ نور تو مقام خویش دیدم

(ارمغان حجاز ص ۱۷)

بنور تو برا فروزم ں گہ را کہ بنیم اندرون مہرومہ را

ارمغان حجاز ص ۸

یانبہ نور مصطفیٰ اور ابہاست یا مہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

(اسرار در موز ص ۱۹۵)

چشم ہستی صفت دیدہ اعمی ہوتی دیدہ کن میں اگر نور نہ ہوتا تیرا

(باقیات اقبال ص ۱۵۴)

علامہ محمد اقبال کے متعلق وہابیہ کے عبدالمجید سوہدروی لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمودہ خدا اور گفتہ رسول کے معنی سمجھائے۔ (سیرت ثنائی ص ۷۷) شاعر مشرق علامہ اقبال کے متعلق وہابیہ کے احسان الہی ظہیر لکھتے ہیں کہ شاعر رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہند و پاک میں مسلمانوں کا شاعر جس نے اس خطہ کے لوگوں میں جہاد کی روح پھونکی ڈاکٹر محمد اقبال۔ (ابریلویت ص ۲۰۵) قارئین کرام، ہم نے اپنے موقف کی دلیل کے طور پر قرآن و حدیث اور صحابہ اہل بیت آئمہ و اولیاء علیہم الرضوان کے اقوال درج کر دیئے ہیں بحمد اللہ تعالیٰ انصاف پسند قارئین پر واضح ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ کے نور ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ آخر میں اکابرین امت کے اقوال بھی اسی لیے نقل کیے گئے وہابیہ کہتے ہیں کہ ہم کسی کو نہیں مانتے ان کی اس بات کی تردید کے لیے وہابیہ کے محدث عبد اللہ روپڑی کی سنیہ کہ اہل حدیث تو قرآن و حدیث کے بعد اقوال سلف کو لیتے تھے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ۷ ص ۷۷)

ہماری ساری بحث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور ثابت ہو گئی۔ کہ حضور ﷺ نور ہیں اور نور حسی، اور اول الخلق ہیں باقی رہا یہ کہ حضور ﷺ لبادۂ بشریت میں تشریف لائے، تو اس سے نورانیت مصطفیٰ ﷺ میں فرق نہیں آتا۔

اولیائے کرام کا عقیدہ مبارکہ

شیخ عبدالقادر جیلانی (متوفی ۵۶۱ھ) کا عقیدہ:

از جان و جہان و ہرچہ در عالم ہست
مقصود توئی و بر محمد صلوات
چوں ذرہ ذرہ شود اس تنم بہ خاک محمد
تو بشنوی صلوٰۃ از جمیع ذرات

ترجمہ: جمیع ماکان و مایکون کا آپ مقصود ہیں۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر درود و سلام ہو میں اگر میرے جسم کا ذرہ ذرہ ہو جائے تب بھی آپ میرے جسم کے تمام ذروں سے درود و

سلام کی آواز سنیں گے۔ (افضل الصلوات ص ۴۳، سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی م ۵۶۱ ہجری)

خواجہ عثمان ہارونی متوفی ۶۱۷ھ کا عقیدہ:

پھر وہاں سے روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو حضور پر نور کے روضہ منورہ پر حاضری دی تو حضرت خواجہ نے مجھ معین کو ارشاد فرمایا کہ اب تم حضور کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر سلام کرو۔ میں نے عرض کی۔ الصلوۃ والسلام علیک یا نور اللہ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ تو روضہ انور سے آواز آئی وعلیکم السلام یا قطب البشائخ تو خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ معین الدین اب تمہارا کام پورا ہو گیا۔ (انیس الارواح مترجم ص ۱۴، خواجہ عثمان ہارونی متوفی ۶۱۷ ہجری)

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری متوفی ۶۳۳ھ کا عقیدہ:

”انیس الارواح“ فارسی طبع قدیم ص ۳

امتان دیگر ما آدمیم بر سر
در باغ و بوستانم دیگر مجو مہینے
واں را کہ نیست با در برہان نور محمد است
با غم بس است قرآن بستان
ترجمہ: ہم دوسری امتوں کے سردار ہیں۔ وہ چاہے نہ مانے ہماری دلیل و برہان نور محمد ہے۔ معین میرے باغ اور بوستان اس کے سوا کچھ نہیں کہ باغ میرا قرآن ہے بستان نور محمد ہے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۳۲ھ کا عقیدہ:

اے از شعاع نور تو خورشید تاباں راضیاء
آنی کہ ہستی را شرف بالا ترا از عرش علی کہ
ترجمہ: خورشید درخشاں آپ کے روئے منور سے نورانی ہے۔ آپ کی ذات گرامی ہے۔
کہ آپ کو عرش اعظم پر شرف حاصل ہے۔ (رسالہ قمر البشت جلد ۶۰ ۱۳۸۴ھ۔ انوار چشت ص ۲۲)

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۸۴ھ کا عقیدہ:

صاحب معراج و صدر کائنات
سایہ حق نور آل خورشید ذات
نور او مقصود مخلوقات بود
اصل معدودات و موجودات بود

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

آں چہ اول شد پدید از جیب غیب بود نور پاک او بے ہیچ ریب

چوں شد آں نور معظم آشکار در سجود افتاد پیش کردگار

ترجمہ: پردہ غیب سے جو چیز سب سے پہلے ظاہر ہوئی وہ بلاشبہ آپ کا نور پاک تھا جو نہی وہ نور معظم ظاہر ہوا تو اللہ تعالیٰ کے بندہ میں پڑ گیا۔ (انوار چشت ص ۳۳ منطق الطیر ص ۴۲)

حقیقت میں نور ظاہر میں بشر:

دیکھئے، ہاروت و ماروت فرشتے نور تھے۔ لیکن لبادہ بشریت میں دنیا میں آئے۔
قرآن میں ہے کہ

وما انزل علی الملکین ببابل ہاروت و ماروت (پارکوع ۱۲)

جو کہ ان دونوں فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا شہر بابل میں جن کا نام ہاروت و ماروت تھا (ترجمہ اشرف علی تھانوی) آئمہ تفسیر بھی یہی لکھتے ہیں کہ یہ دونوں فرشتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۱۴، تفسیر کبیر ص ۲۱۹، روح المعانی ج ۱ ص ۳۰، فتح الباری ج ۱ ص ۳۲۵)

وہابیہ کے مفتی ثناء اللہ مدنی نے ہاروت و ماروت کا فرشتے ہونا تفصیلی لکھا ہے ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۸، اگست ۱۹۹۵ء اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ ان دونوں نے شراب پی اور زہرہ نامی عورت پر چڑھے۔ ان کو ایک آدمی نے دیکھ لیا تو اس کو قتل کر دیا تفسیر خازن ج ۱ ص ۷۷

وہابیہ کے محدث عبد اللہ روپڑی نے ہاروت و ماروت کو فرشتے ہونا دلائل سے ثابت کیا ہے۔
فتاویٰ علمائے حدیث ج ۹ ص ۱۲۲

ابن کثیر نے بھی زہرہ نامی عورت سے ان کا زنا کا بھی لکھا ہے۔ تفسیر ابن کثیر ص ۱۴
قارئین کرام، قرآن شریف تو ہاروت و ماروت کو ملکین (فرشتے دو) فرمائے۔ لیکن وہابیہ قرآن کا انکار کس طرح کرتے ہیں دیکھئے وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ ہارو و ماروت فرشتے نہ تھے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۳۶، اخبار اہل حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۲۸ء)

حضرت جبریل امین جب حضرت مریم کے پاس آئے، تو بشر کی شکل میں آئے،

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا - (پ ۱۶ رکوع نمبر ۵)

پس اس حالت میں ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتہ جبرائیل کو بھیجا اور
سامنے ایک پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا (ترجمہ اشرف علی تھانوی)
امام بیضاوی لکھتے ہیں کہ

حضرت جبریلؑ نوجوان مرد بے ریش کی صورت میں حضرت مریم کے پاس آئے۔

(تفسیر بیضاوی ص ۴۰۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ جبریل حضور ﷺ کی بارگاہ میں
صورت بشری میں بھی آتے تھے۔

(صحیح بخاری ج ۱، مشکوٰۃ ص ۱۱، دارقطنی ص ۲۸، تیسیر الباری ج ۱ ص ۱۲، فتاویٰ اہل حدیث ج ۸ ص ۳۷، جامع ترمذی
ج ۲ ص ۸۸، ابن ماجہ ص ۴، صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۲، قرۃ عیون الموحدین از وہابی ج ۲ ص ۶۳۸)

بعض اوقات جبریل حضرت وحیہ کی صورت میں حاضر خدمت ہوتے تفسیر قرطبی ج ۱۱
ص ۹۰ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۰، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۳، کشف النور ص ۴، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۶۱،
فرشتوں کا انسانی شکل میں تشریف لانا احادیث میں موجود ہے۔

(نسائی ج ۱ ص ۱۰۸، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۵، شفا ج ۱ ص ۲۳۸)

وہابیہ کا ترجمان لکھتا ہے کہ

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ مقربین (فرشتوں) کی جماعت جب انبیاء کرام کی
خدمت میں حاضر ہوتی ہے تو انسانی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

(اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۴ دسمبر ۱۹۲۸ء)

وہابیہ دیوبندیہ کے امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ اور تحقیق اللہ نے خبر دی ہے کہ فرشتے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشری صورت میں آئے، اور بے شک فرشتہ حضرت مریم
کے پاس بھی ٹھیک بشر کی صورت میں آیا۔ اور جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس وحیہ کلبی اور
اعرابی کی صورت میں آتے تھے۔ (الفرقان بین اولیاء الرحمن والشیطان ص ۴)

اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

(ملک الموت) بشر ہی کی شکل میں آئے تھے۔ (کمالات اشرفیہ ص ۲۷۲)۔
 دیوبندی قاری محمد طیب نے حدیث نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کبھی فرشتہ آدمی کی
 شکل میں آتا ہے۔ (تقریر دلیذیر ص ۱۱۶ مطبوعہ لاہور)

دیوبندی عنایت علی شاہ لکھتے ہیں کہ فرشتے آدمی کی صورت میں آئے۔ (باغ جنت ص ۱۲۵)
 ہماری اس مختصر معروضات سے یہ واضح ہو گیا کہ صورت بشری میں آنا نورانیت کے
 منافی نہیں۔ بانی مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ
 رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا کون ہے کچھ بھی کس نے بجز ستار
 (قصائد قاسمی ص ۶)

یہاں ضمناً ایک بات آپ کے گوش گزار کرنا ہے کہ قاسم نانوتوی کو جو ہم نے بانی
 مدرسہ دیوبند لکھا ہے یہ صرف دیوبندی حضرات کے بقول ہی ہے (اسی لیے لکھا) ورنہ بانی
 مدرسہ دیوبند نانوتوی نہیں تحقیق آئندہ کبھی پیش کریں گے۔ ملاحظہ ہو بانی دارالعلوم دیوبند
 کون تھا مطبوعہ دہلی۔

دیوبندی حضرات کے امام یعقوب نانوتوی لکھتے ہیں کہ
 وہ نور غیب سے ظاہر بشر کی صورت میں کہ جیسے ضمہ کا کسرہ سے کیجئے اشام
 (بیاض یعقوبی ص ۱۷۱)
 دیوبندی حضرات کے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع دیوبندی آف کراچی لکھتے
 ہیں کہ

بشر ہونا نہ نبوت کے منافی ہے نہ رسالت کے بلند مقام کے منافی ہے اور نہ رسول کے
 نور ہونے کے منافی ہے وہ نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ ان کے نور کو چراغ اور آفتاب و ماہتاب
 کے نور پر قیاس کرنا غلطی ہے۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۸ ص ۴۶۵)

دیوبندی حضرات کے مولوی یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں کہ
 میرے عقیدے میں آپ ﷺ بیک وقت نور بھی ہیں اور بشر بھی۔

(اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۳۹)

دیوبندی حضرات کے مفتی رشید احمد بھی یہی لکھتے ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۵ ص ۵)

دیوبندی حضرات کے امام اسماعیل دہلوی بھی لکھنے پر مجبور ہیں کہ
ظہور روح قدس ہیں بصورت بشری سطوع نور ازل در تجلیات شہود

(کلام شاہ اسماعیل ص ۲۷ مطبوعہ فیصل آباد)

ایک دیوبندی عالم ہادی حسن صاحب دیوبندی قاری محمد طیب مفتی اعزاز وغیرہ کی
تصدیق سے لکھتے ہیں کہ

یہی بہتر ہے چپ رہے اگر کہیے تو یہ کہیے بشر کی شکل میں تھا جلوہ افروز نور یزداں کا

(انوار ہدایت ص ۳۶۵)

دیوبندی مفتی برہان علی لکھتے ہیں کہ

نبی ﷺ بشر بھی ہیں اور نور بھی ہیں۔ (جامع الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۴۸ مطبوعہ دہلی)

وہابیہ کے صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ

بشر کی پیشوائی کے لیے شمس و قمر آئے حضور آئے تو احکامات ہستی بھی نظر آئے

(جمال مصطفیٰ ص ۱۱۱)

نور کا خاکی سے نکاح اور اولاد:

وہابی دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ازواج مطہرات سے نکاح ہونا نور کے منافی
ہے اس کا جواب یہ ہے کہ انسان مسلمان جو ہوگا جنت میں ان کو نوری مخلوق حوریں بطور
بیویاں ملیں گی۔ قرآن پاک میں ہے۔

لهم فيها ازواج مطهرة وهم فيها خالدون (پارکوع)

حور مقصورات فی الخیام (پارکوع)

اب دیوبندی وہابی ان حوروں پر بھی بشر ہونے کا فتویٰ لگائیں گے۔

پھر کہتے ہیں کہ نور کی اولاد نہیں ہوتی یہ بھی جہالت ہے ابو سعید خدری سے روایت ہے
کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مومن جب جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا۔ تو اس کا حمل
بھی ہوگا اور وضع حمل بھی ہوگا۔ اور جیسا کہ خواہش کرے گا اس کی عمر بھی بڑی ہو جائے گی۔

(ابن ماجہ ص ۳۳۲، جامع ترمذی ج ۲ ص ۸۴، سنن دارمی ج ۲ ص ۴۳۳)

پھر یہ کہتے ہیں کہ حضور نور ہوئے تو دانت مبارک کیوں شہید ہوتے۔
اس کا جواب بھی حدیث سے ہم دیتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا، کہ حضرت موسیٰ نے
عزرائیل ملک الموت کے طمانچہ مارا اس کی آنکھ نکال دی۔

(صحیح بخاری ج ۸ ص ۱۷۸، صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۲۶، سنن نسائی ج ۱ ص ۲۲ مشکوٰۃ ص ۵۰، صحیفہ ہمام بن منبہ ص ۸۸)

یہی روایت وہابیہ کے ترجمان ماہنامہ ضرب طیبہ اپریل ۱۹۹۴ء دیوبندی عنایت علی
نے باغ جنت ص ۲۵۳ میں درج کی ہے۔

بہر صورت ہم نے تفصیلی دلائل سے اپنے موقف کو ثابت کر دیا ہے اب بھی اگر کوئی نہ
مانے تو یہ اس کی شقاوت قلبی کے سوا کیا ہے۔

اکابرین وہابیہ کی گواہی

اب اتمام حجت کے واسطے مخالفین کے اقوال ہدیہ قارئین ہیں۔

اسمائیل دہلوی:

دیوبندی وہابی حضرات کے امام اسمائیل دہلوی لکھتے ہیں کہ
وجود باجود انبیاء علیہم السلام بمشابہ آفتاب عالمتاب است کہ چوں نور او در تمام عالم
منتشر شود لا بد ظلمت شبینہ بدرود و آنچہ در محاذات آفتاب بے حجاب واقع است بتابش او
تابناک است و از ہمہ مراتب ظلمت پاک و آنچہ اندرون خانہ از و محبوب است ہر چند از
نفس نور او محروم است

اما تاریکی شب تار از و معدوم چہ نور لطیف او در رگ و ریشہ تاریکی در رسیدہ و او را از حد
ظلمت محض بر کشیدہ۔ (منصب امامت ص ۱۳)

انبیاء علیہم السلام کا وجود باوجود آفتاب عالمتاب کے مشابہ ہے جیسے اس کا نور تمام
جہان میں پھیلتا ہے۔ تو لازمی ہے کہ رات کی تاریکی دور ہو جاتی ہے اور جو چیز آفتاب کے
سامنے ننگی پڑی ہو۔ تو اس کی تپش سے گر جاتی ہے اور تاریکی سے پاک ہو جاتی ہے مگر جو
چیز گھر کے اندر سورج سے پوشیدہ ہو اس کے نور سے محروم رہتی ہے۔

رات کی تاریکی اس کے نور سے معدوم ہو جاتی ہے کیوں کہ اس کا لطیف نور تاریکی کے رگ وریشہ میں سرایت کر کے اسے ظلمت کی حد سے نکال دیتا ہے۔

چرک بشریت ہم نشیناں ازاں میثویند زلال رحمت برایشاں مے بارو (منصب امامت ص ۱۶)
صاف پانی کے ساتھ اصحاب مصطفیٰ سے بشریت کی میل دھودیتے ہیں اور ان پر رحمت برتی ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کے متعلق وہابیہ کا ترجمان لکھتا ہے کہ اللہ غریق رحمت کرے جناب مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو جن کے فیض سے اسلام کا یہ غریب خطہ بھی محروم نہ رہا۔ آج جو کچھ اسلام کا چرچا ان دیہات میں نظر آ رہا ہے یہ آپ ہی کے شاگردوں رحمہم اللہ کی کوششوں کا ثمرہ ہے جس کے طفیل مذہب اہل حدیث کے نام لیواؤں کی تعداد بھی تقریباً ۴۰ گاؤں تک پہنچ گئی ہے۔ (اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء)

دیوبندی مولوی سرفراز گھگھڑوی لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا (اسماعیل) شہید..... بڑے وسیع النظر محقق عالم تھے اپنے زمانہ میں ذہانت فطانت میں اپنی نظیر آپ تھے۔

(عبارات اکابر ج ۵ ص ۵۸)

سید احمد:

وہابیہ دیوبندیہ کے امام اسماعیل دہلوی کے پیرومرشد سید احمد بریلوی بھی عرض کرتے ہیں کہ

السلام اے نور رب العالمین	السلام اے محیط روح الامین
السلام اے صدر بدر دو جہان	السلام اے فیض بخش انس و جان

(مخزن احمدی ص ۱۰۴ مطبوعہ آگرہ)

نواب صدیق حسن بھوپالی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

نور الہی تجلی رحمة حتی انار حنادس الغبراء
(فتح الطیب ص ۶ مطبوعہ آگرہ ماثر صدیقی ج ۲ ص ۲۹ مطبوعہ بھوپال)

آپ ﷺ اللہ کا نور اور اس کی رحمت کی تجلی ہیں یہاں تک کہ آپ نے اندھیروں کو روشن فرمادیا۔

ثناء اللہ امرتسری:

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ
ہمارے عقیدہ کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ خدا کے پیدا کیے ہوئے نور ہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۹۳ مطبوعہ لاہور)

سلام اُس نور رب العالمین پر سب اُس کی آل اور اصحاب دین پر
(ترک اسلام ص ۱۳ مطبوعہ امرتسر)
اطاعت سے اس کی ہوا شمس روشن وہ انوار حق کی ضیاء ہو کے آیا
(شمع توحید ص ۴۵ مطبوعہ امرتسر)

حافظ عبد اللہ روپڑی:

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری رقمطراز ہیں کہ حافظ عبد اللہ صاحب (روپڑی)
نے اپنے اخبار ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء میں ایک نظم (نعت) شائع کی تھی۔ جس کا ایک شعر بطور
نمونہ یہ ہے۔

انت الذی من نورك البدر اکتسٰ والشمس مشرقة بنور بھاك
ترجمہ: آ۔ آنحضرت کو مخاطب کر کے آپ وہ ہیں کہ بدر چاند نے آپ کا نور اوڑھا ہے اور
سورج بھی آپ ہی کے نور سے روشن ہے۔ (مظالم روپڑی ص ۴۷ مطبوعہ امرتسر)
مولوی عبد اللہ صاحب روپڑی نے کہا کہ سورج چاند رسول اللہ کے نور سے چمکتے
ہیں۔ (مظالم روپڑی ص ۴۷)

قاضی سلیمان منصور پوری:

وہابیہ کے قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ
پیدا ہوئے محمد ﷺ عالم تمام چمکا حق صریح چمکا صدق دوام چمکا

روشن ہوئے براہین واضح ہوئے دلائل
بطحا کا ذرہ ذرہ انجم بنا فلک کا
چمکا وہ نور عالم سردار و لد آدم
شان محمدی سے اندھے ہیں اہل ظلمت

جب نیر رسالت برخاص و عام چمکا
مصر اور ہندو ایران اسپین و شام چمکا
چشمان حور عین پر جس کا ہے نام چمکا
وہ نور حق ہے جس سے دارالسلام چمکا

(سید البشیر ج ۵)

قاضی سلیمان منصور پوری نے نبی ﷺ کے اوصاف ذاتی کے عنوان کے تحت لکھا ہے
کہ رحمت ربانی کا پیکر نور نور عالم سردار ولد آدم اولین انسان آخرین رسول رحمة للعالمین

(سید البشیر ج ۲ ص ۶۱)

مزید لکھتے ہیں کہ

احتشام او ہویدا از کلام ذوالجلال
نور او پیدا وہم پنہاں بآیات مبین

(الجمال والکمال ص ۱۳)

حافظ محمد لکھوی:

وہابیہ کے جید عالم حافظ محمد لکھوی لکھتے ہیں کہ

اونور نبی دا آ پے دیند الوکاں نوں روشنائی
بھادیں نبی بنوے دیوے حاجت اگر نہ کائی

(تفسیر محمدی ج ۳ ص ۳۰)

بشریت کے متعلق لکھتے ہیں کہ

جو ہر دم غالب ہو سی تیرے او پر نور الہی
تے بشریت نابود ہو جاسی جھیر دی اوّل آ ہی

(تفسیر محمدی ج ۷ ص ۲۳۸)

حضور ﷺ کی عزت و عظمت بیان کرنے پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والے وہابی
حافظ محمد لکھوی کا یہ شعر پڑھ لیں۔

تاہادی خاص مربی کامل سرجیار رب تعالیٰ
او قدرت کامل رب نمونہ اسم محمد والا

(تفسیر محمدی ج ۲ ص ۱۲)

نور حسین گر جا کھی:

وہابیہ کے مقتدر عالم نور حسین گر جا کھی لکھتے ہیں کہ
 کل پیغمبر دیوے چمکن جیوں آسمانی تارے فالشمس نسرہ نور محمد ﷺ
 سورج وانگ محمد سرور مشرق مغرب تائیں سارا عالم روشن کیتا مشرق مغرب تائیں
 بلکہ سورج تھیں ودھ روشن بدر منیر حقانی جس نے گور دلا ندے تائیں بخشی شمع نورانی

(فضائل مصطفیٰ ص ۱۳)

خیر الناس محمد عربی شہر مدینے والا جس نے مشرق و مغرب تائیں کیتا نور اجالا
 (فضائل مصطفیٰ ص ۱۵)

جلوہ ویکھ کے نور محمدی دا کفر و شرک تے بھا جڑاں چائیاں نیں
 جتھے بدر منیر دا نور چمکے اوتھے رہندیاں کدوں سیاہیاں نیں
 نور نبی دا جنھاں نظر آوے ہوئیاں اوندے قلب صفائیاں

(فضائل مصطفیٰ ص ۲۵)

صمصام:

وہابیہ کے جید عالم اور شاعر صمصام صاحب لکھتے ہیں کہ
 آوے سمجھ نہ خبرے میں کہ ڈٹھا انیویں سرلیاں پھرلیاں مار دا اے
 کوئی قمر آکھے کوئی بدر سمجھے چند چودہویں رات شمار دا اے
 (حلیہ مصطفیٰ ص ۳۰)

متھا ہس دا نور خلیق چوڑا غصے نال نہ تیوڑیاں مارا دا اے
 اماں عائشہ قربان حیران ہوئی مڑھکا ستھے وچ نور ابھار دا اے
 (حلیہ مصطفیٰ ص ۳۰)

نکلے ایڈ شعاع سبحان اللہ پر تو کندھ تے پوے رخسار وائے
 کدے وچ چہرے کندھاں بسدیاں تے شیشے وانگ رخسار دلدار وائے
 (حلیہ مصطفیٰ ص ۲۹)

چوڑی پیشانی سجدی
کوئی دیوا روشن من دا
کوئی آکھے سورج آ گیا
اماں عائشہ نے فرمایا
وچہ قطریاں اک نور سی
میں کہیا اے میرے حضور میں

اک لاٹ نوروں وجدی
کوئی آکھے ٹکڑا چن دا
متھے دے وچ تھرا گیا
مڑھکا متھے وسیا
کچھ ایسا اوہ بھرپور سی
متھے چہ ڈٹھا اے نور میں

(حلیہ مصطفیٰ ص ۷، ۸)

نک پتلا چمکاں مار دا

مرکز گویا انوار دا

(حلیہ مصطفیٰ ص ۹)

جے تھوڑا تبسم آ گیا

ویہڑے نوں چائن لا گیا

(حلیہ مصطفیٰ ص ۱۱)

نوری شعاواں وجدیاں

بھڑکاں نہایت سجدیاں

(حلیہ مصطفیٰ ص ۹)

مدثروں سر شار سر

واللیل نور الانوار سر

(حلیہ مصطفیٰ ص ۵)

مولوی عبدالستار صاحب:

وہابیہ کے معروف عالم عبدالستار صاحب لکھتے ہیں کہ

سب تھیں اوّل او پایا رب نے نور حبیب گرامی
کیوں دنیا پر کچھے آیا سنو یہاں تمامی

(اکرام محمدی ص ۲۶۹ مطبوعہ لاہور)

نور محمدیؑ مکے وچوں جس دن چمک وکھائی
طوبیٰ دارکھ جنت اندر عزت شان سوايا

عالم اندر روشن ہوئی شمع ہدایت والی
نور محمدؑ طبقات اندر فضلوں چائن لایا
(قصہ الحسنین ص ۷ مطبوعہ لاہور)

وہابیہ کے عبدالرشید عراقی نے ان کو اکابرین وہابیہ میں شمار کیا ہے۔

(ماہنامہ محدث لاہور، اکتوبر ۱۹۹۶ء)

احسان الہی ظہیر:

حضور ﷺ کی تشریف آوری پر اُمّ معبد کے خیالات احسان الہی ظہیر کی زبانی سنئے کہ ایسا (محمد مصطفیٰ ﷺ) تھا کہ آسمانوں کا سردار تھا۔ جو زمین پر اتر آیا تھا مجھ کو کیا معلوم کہ وہ کیا تھا وہ تو چاند تھا وہ تو سورج تھا وہ تو چمکتا ہوا ستارہ تھا وہ تو روشن تارا تھا۔ وہ تو ایسا تھا کہ لمحے بھر کے لیے آیا اور کٹیا کو ایسا روشن کر گیا کہ اب جب تک وہ پلٹ کر نہیں آئے گا اس کی خوشبو سے (معطر رہے گی)۔ (ارمغان ظہیر ص ۲۷ مطبوعہ گوجرانوالہ)

یزدانی جالندھری:

وہابیہ کے یزدانی جالندھری لکھتے ہیں کہ

بن کے تقدیر جہاں نجم الہدی پیدا ہوا
ہادی برحق رسول ہاشمی پیدا ہوا
حاصل لولاک محبوب خدا پیدا ہوا
نور حق بدر الدجی شمس الضحیٰ پیدا ہوا
قاسم و فتاح و نور والی بطحا پیدا ہوا
محرم اسرار دانائے دنیٰ پیدا ہوا

(صبح سعادت ص ۲۸، ۲۷ مطبوعہ گوجرانوالہ)

السلام اے نور یزداں الصلوٰۃ والسلام
آفتاب صبح ایمان الصلوٰۃ والسلام

(صبح سعادت ص ۳۲)

وحید الزماں حیدر آبادی:

وہابیہ کے مقتداء مترجم صحاح ستہ وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ

بدا اللہ سبحانہ الخلق بالنور المحمدی ثم بالباء ثم خلق العرش
على الباء ثم خلق الريح ثم خلق النون والقلم واللوحة ثم خلق العقل
فالنور المحمدی مادة اولیة للخلق السبوت والارض وما فیها

(ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۵۶ مطبوعہ دہلی)

ترجمہ: اللہ سبحانہ نے تخلیق کرنے کا آغاز نور محمدی (ﷺ) سے کیا پھر پانی کو، پھر پانی پر عرش کو پیدا کیا۔ پھر ہوا کو پیدا کیا۔ پھر نون (دوات) اور قلم اور لوح کو پیدا کیا۔ پھر عقل کو پیدا کیا۔ پس نور محمدی (ﷺ) آسمانوں اور زمینوں اور اس میں موجود تمام اشیاء کے لیے اولین مادہ ہے۔

وہابیہ کے یہی علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں کہ

اول ما خلق اللہ نوری سب سے پہلے اللہ نے نور محمدی کو پیدا کیا۔ آنحضرت کا ایک نام نور بھی ہے۔ (وحید اللغات ج ۳ ص ۱۵۶ مطبوعہ کراچی)

نواب صدیق حسن بھوپالی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے یہ درود شریف لکھے ہیں کہ

۱۔ اللھم صل علی محمد بحر انوارک ومعدن اسرارک

(نزل الابرار ص ۱۹۹ مطبوعہ بیروت)

اے اللہ حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج جو تیرے نوروں کا سمندر اور تیرے اسرار کی کان ہیں۔

۲۔ اللھم صل علی سیدنا محمد بن السابق للخلق نورہ (نزل الابرار ص ۱۹۸)

اے اللہ ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج کہ ساری مخلوق سے پہلے جن کا نور

پیدا ہوا۔

قاسمی نانوتوی:

دیوبندی حضرات کے حجت الاسلام محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ

کہاں وہ رتبہ کہاں وہ عقل نا رسا اپنی

کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدہ زار

اگر قمر میں کچھ آ جائے تیرے چہرہ کا نور

تورات دن ہی اور آگے اس کے دن شب تار

(فضائل قاسمی ص ۵)

پہلا شعر دیوبندی مولوی محمد زکریا سہارنپوری نے بھی نانوتوی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ (فضائل اعمال ص ۱۳۱ فضائل درود شریف ص ۱۳)

محمد یعقوب نانوتوی:

محمد یعقوب نانوتوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

خدا نے نور کیا وہ تمہارا نورانی
وہ نور آپ کا تھا جو ہوئی امانت عرض
کہ جس کے سامنے آئے نظر ہے نور ظلام
سما و ارض و جبال و شجر رہے جی تھام
(بیاض یعقوبی ص ۱۷)

مولوی محمد ذوالفقار:

مولوی محمد ذوالفقار دیوبندی لکھتے ہیں کہ

کے ملک کردی بہ پیش آدم خاکی سجود
نور تو دروے نیوری گرو دلیعت اے ہدا
(عطر الوردہ ص ۳۱ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)
اے ہادی ﷺ اگر حضرت آدم خاکی میں آپ ﷺ کا نور مبارک نہ ہوتا تو فرشتے
ان کو کب سجدہ کرتے۔

اشرف علی تھانوی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

نبی خود نور اور قرآن ملا نور
نہ ہو کیوں مل کے پھر نور علی نور
(مواعظ میلاد النبی ص ۲۴، النور ص ۲، اشرف الموعظ ص ۱۴، تلح الصدور ص ۲)

محمد ادریس کاندھلوی:

دیوبندی حضرات کے شیخ التفسیر محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ

سراج منیر کشس الضحیٰ خیر البرایا و نور قدیم
آپ ﷺ چراغ روشنی دینے والے ہیں اور ضحیٰ کے سورج کی طرح اور مخلوق سے
بہتر ہیں۔ اور نور قدیم ہیں۔ (مقدمہ مقامات حریری ص ۱)

کاندھلوی صاحب شیخ فرید الدین عطار کے اشعار نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
 آفتاب شرع دریائے یقین نور عالم رحمۃ اللعالمین
 اول ما خلق اللہ نوری
 آنچہ اول پدید یاز حبیب غیب بود نور پاک او بے، ہیچ ریب

(عقائد الاسلام ج ۲ ص ۷۷ مطبوعہ لاہور)

یاد رہے حضور خواجہ فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ کے یہ اشعار ان کی کتاب منطق الطیر ص ۱۸، ۱۹ مطبوعہ لاہور پر موجود ہیں مزید مسئلہ نورانیت کے متعلق اشعار ملاحظہ کرنے کے لیے اہل ذوق آپ کی کتاب مذکور کا مطالعہ فرمائیں نیز اس سے آپ کا عقیدہ اظہر من الشمس ہے۔ خواجہ صاحب کا پہلا شعر وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۵۵ پر نقل کیا ہے۔

مزید لکھتے ہیں کہ

ان حجروں میں اگرچہ اکثر و بیشتر رات کو چراغ نہیں جلتے تھے اور ضرورت بھی نہ تھی کہ جس گھر میں اللہ کا داعی بشیرونذیر اور سراج منیر رہتا ہو وہاں کسی شمع اور چراغ کی کیا حاجت کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

یا بدیع الدل والفتح لك سلطان علی المہج
 اے عجیب و غریب ناز و ادا والے تیری سلطنت تو دلوں پر ہے
 ان بیتنا انت ساکنہ غیر محتاج الی السرج
 جس گھر میں تو رہتا ہو وہ کسی چراغ کا محتاج نہیں

(سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۴۳ ج ۴ ص ۴۳)

محمد انور شاہ کشمیری:

دیوبندی حضرات کے محدث انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں کہ نور ایمان کو نور محمدی ﷺ کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے جہاں یہ تعلق العیاذ باللہ قطع ہوا فوراً یہ نور ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ (انوار الباری ج ۳ ص ۳۳ مطبوعہ ملتان)

مزید لکھتے ہیں کہ

کاندر انجا نور حق بود و بند دیگر حجاب وید و بشنید آنچه جزوے کس بنشید و ندید

(عقیدۃ الاسلام ص ۲۱۹ مطبوعہ قاسمی دیوبند)

قاری محمد طیب دیوبندی:

دیوبندی حضرات کے دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب لکھتے ہیں کہ

لنا شمس وللآفاق شمس وشمس خیر من شمس السماء
وشمس الناس تطلع بعد فجر وشمسی تطلع بعد العشاء

(آفتاب نبوت ص ۱۳)

یاد رہے کہ یہ ارشاد اشعار میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ اس کا ترجمہ وہابیہ کے علامہ عطاء اللہ طارق کی زبانی سنئے کہ

ہمارا بھی ایک سورج ہے اور آسمان کا بھی سورج ہے اور میرا سورج آسمان کے سورج سے بہتر ہے بے شک آسمان کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔ (فضائل سید المرسلین ص ۱۶)

وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے یہی اشعار جمال مصطفیٰ ص ۲۸ پر نقل کیے ہیں۔

قاری طیب صاب لکھتے ہیں کہ

آپ کے جسم مبارک جمال مبارک اور حقیقت پاک سب ہی میں نورانیت اور جاذبیت نظر آتی ہے بات کرتے وقت نبھ حدیث آپ کے دانتوں سے نور چھٹتا ہوا نظر آتا بنی مبارک ناک کا نور کی وجہ سے بلند محسوس ہوتا۔ چہرہ مبارک کا چمک دمک میں سورج جیسا محسوس ہونا نبھ حدیث کان الشمس تجری فی وجہہ گویا آفتاب آپ کے چہرے میں گھوم رہا ہے چودھویں رات کے چاند سے چہرہ مبارک کا مقابلہ کر کے صحابہ کا چہرے کے نور کو چاند پر فوقیت دینا اور حقیقت محمدی کو حدیث میں نور کہا جانا سب اسی کی علامات و آثار ہیں۔ (آفتاب نبوت ص ۲۹، ۳۰)

حضرت مسیح نے اعلان کیا کہ جس نور (محمدی) کو زمین کی تاریکی اور ستاروں کی روشنی

مانگ رہی تھی۔ وہ شہنشاہ نور عنقریب آنے والا ہے۔ (آفتاب نبوت ص ۵۴ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)
مگر نور سب میں خاتم الانبیاء ہی کا کام کرتا رہا ہے۔ (آفتاب نبوت ص ۹۰)

عاشق الہی میرٹھی:

عاشق الہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

تیرہ سو برس سے زیادہ زمانہ گزرا کہ حق تعالیٰ شانہ نے ظلمت کدہ عالم کو نور بخشے والا وہ
پیغمبر دنیا میں بھیجا جس کے ہاتھ میں سیادت رسل کا جھنڈا اور سر پر خاتمیت انبیاء کا تاج
تھا۔ کہ قحط کی ماری ہوئی سوکھی زمین اس کے قدموں کی برکات سے لہلہانے لگی اور تاریکی
میں ڈوبا ہوا ملک اس کے چمکتے ہوئے چہرہ کی شعاعوں سے جگمگا اٹھا۔

(تذکرہ التحصیل ص ۹ مطبوعہ سیالکوٹ)

الہی بخش کاندھلوی:

الہی بخش کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

اقنی العرنین لہ نور یعلو (شیم الجیب ماحقہ نشر الطیب ص ۱۴۳)

ترجمہ: اشرف علی تھانوی کے قلم سے دیکھئے کہ

بنی مبارک پر ایک نور نمایاں تھا۔ (نشر الطیب ص ۱۴۳)

پہلی دیوبندی عنایت علی شان نے باغ جنت ص ۳۳ پر نقل کیا ہے۔

مفتی عبدالرحمن دیوبندی:

جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی عبدالرحمن سے کسی نے سوال کیا کہ کیا آپ ﷺ نور تھے۔

مفتی عبدالرحمن دیوبندی جواب میں لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کی تو بڑی شان ہے آپ کے تو صحابہ بھی نور تھے۔

(دینی مسائل روزنامہ جنگ لاہور، ۴ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

قاضی زاہد الحسنی:

دیوبندی شیخ التفسیر احمد علی لاہوری کے خلیفہ مجاز قاضی زاہد الحسنی لکھتے ہیں کہ

ہر جلوہ پر ضیا رخ انور کا نور ہے شانوں میں کیا بلند یہ شان حضور ہے
(رحمت دو عالم ص ۲ مطبوعہ لاہور)

قاضی صاحب قاسم نانوتوی کے یہ شعر نقل کرتے ہیں کہ
تو بوئے گل اگر مثل گل ہیں اور نبی تو نور دیدہ ہے اگر ہیں وہ دیدہ بیدار
(رحمت دو عالم ص ۶)

غلام رسول عالم پوری:

غلام رسول عالم پوری لکھتے ہیں کہ

آؤ محبوب دادید کرئے جمیدے حسن و جمال دی شان بھاری
جس دے نور ظہور تھیں طبق چوداں کرسی عرش جنت طبقات تاری
(ست پھل ص ۵۳ مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ)

طاہر جھنگوی:

دیوبندی مشہور طاہر جھنگوی لکھتے ہیں کہ

دو جگ دے وچ بال تیرے دے حسن دیاں دھماں پیاں
اس دے رخ انور توں کرناں شمس و قمر نے لئیاں

(لغات طاہر ص ۱۹)

کرم الہی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ کرم الہی نکلودروی لکھتے ہیں کہ
صراحتاً منقول ہے کہ حضور کے اس نور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے تخلیق فرمایا ہے۔

(سفینہ افضال الرحمن ص ۲ مطبوعہ تگور)

عنایت علی شاہ:

تھانوی صاحب ہی کے خلیفہ عنایت علی شاہ لکھتے ہیں کہ

بشر نور رب العلی بن کے آیا نئے رنگ میں جا بجا بن کے آیا

(باغ جنت ص ۳۲)

نور الہی:

نور الہی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

فرمایا حضرت پاک دیے نوں میرا نور پیارا
ایسا ہو رہا پیارا نا ہیں جو ہے عالم سارا
نور میرا جڑھ اصل سبھانندی پاک نبی فرمایا
جس دن سر جیا حضرت آدم اس وچ نور رکھایا

(منظوم قصص الانبیاء ص ۵۳ مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ)

اشرف علی تھانوی:

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

مطلع نور حق و دفع حرج معنی البصر و مفتاح الفرج
نور حق کے آپ مطلع ہیں یعنی نور حق آپ میں روشن ہے اور آپ ہرج و منگی کے دفع
اور دور کرنے کے سبب ہیں آپ البصر مفتاح الفرج کے معنی ہیں۔

(حیات المسلمین ص ۱۳ اصلاحی نصاب ص ۳)

محمد زکریا سہارنپوری:

محمد زکریا سہارنپوری دیوبندی لکھتے ہیں کہ

کیڑا اُتارنے کی حالت میں آپ کا بدن مبارک روشن چمکدار نظر آتا تھا۔ یا کہ بدن
کا وہ حصہ بھی جو کیڑوں سے باہر رہتا تھا روشن اور چمکدار تھا۔ (فضائل نبوی شرح شمائل ترمذی ص ۱۶)

ضیاء الرحمن فاروقی:

دیوبندی حضرات کے نام نہاد سپاہ صحابہ پاکستان کے سربراہ ضیاء الرحمن فاروقی
فرماتے ہیں کہ

حضرت نانوتوی نے حضور کے عشق میں کیا عجیب فرماتے ہیں:

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد بنایا گیا
پھر اُسی نقش سے مانگ کر روشنی بزم کون و مکاں کو سجایا گیا

(ضیاء الرحمن فاروقی کی یادگار تاریخی تقریریں ص ۳۲۵)

ضیاء القاسمی:

علمائے دیوبند ضیاء القاسمی بانی دیوبند کا شعر نقل کرتے ہیں کہ
تو بوئے گل ہے اگر مثل ہیں اور نبی تو نور شمس ہے اگر اور انبیاء ہیں شمس و نہار
(خطبات قاسمی ج ۱ ص ۲۰۵ مطبوعہ فیصل آباد)

مولوی اسماعیل دہلوی، ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی:

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی لکھتے ہیں کہ مولانا اسماعیل شہید حضور پاک ﷺ کو نور بھی
مانتے تھے آپ ایک جگہ کہتے ہیں
سو اوّل ہی پیدا ہوا اُن کا نور بظاہر کیا گو کہ آخر ظہور
(شاہ اسماعیل شہید ص ۱۵ مطبوعہ لاہور)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی:

شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ
شیخ اکبر کہتے ہیں نبی ایک نور ہے۔ (درس بخاری ص ۵۳)
از دیوبندی مولوی مفتی عبدالستار صاحب رئیس الافتا، جامعہ خیر المدارس نے لکھا ہے
آپ کا رنگ نہایت نورانی چمکدار تھا۔ (عصر حاضر کے لئے مشعل ہدایت ص ۴۰)
غلام غوث دیوبندی نے لکھا ہے کہ
”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے پیدا ہوا۔ لیکن آپ کا ظہور سب پیغمبروں
کے بعد ہوا۔“ (تعلیم الایمان ص ۲۷)

انور شاہ کشمیری نے لکھا

تعالیٰ الذی کان ولم یکن ماسویٰ واول ماجلے العماء المصطفیٰ

ترجمہ: اللہ اس وقت بھی موجود تھا جب اور کچھ بھی نہ تھا۔ پھر اللہ نے مخلوق کو بنانا چاہا تو سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا۔ (ضرب الخاتم علی حدوث العالم ص ۲)

مولوی ذکریا کاندھلوی نے لکھا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو سراسر نور تھے۔ (شرح ثنائی ترمذی ص ۳۵۴)

ابن تیمیہ نے کہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آثار وفات ظاہر ہوئے تو آپ شدت تکلیف کی وجہ سے اپنی چادر مبارک کو بار بار اپنے نوری چہرے پر ڈال لیتے تھے۔ (زوار المقابر مترجم ص ۱۱۵)

سوامی لکشمین جی مہاراج ہندو:

سوامی لکشمین جی مہاراج ہندو لکھتے ہیں کہ

اسی جہالت اور ضلالت کے مرکز اعظم جزیرہ نمائے عرب کے کوہ فاران کی چوٹیوں سے ایک نور چمکا جس نے دنیا کی حالت کو یکسر بدل دیا گوشہ گوشہ نور ہدایت سے جگمگا دیا۔ اور ذرہ ذرہ کو فروغ تابش حسن سے غیرت خورشید بنا دیا۔ (عرب کا چاند ص ۴۲ مطبوعہ لاہور) مزید لکھتے ہیں کہ

اہل عرب خشک سالی کی وجہ سے فاقہ مستی کر رہے تھے اور جانکاہ مصائب میں مبتلا تھے۔ مگر نور محمدی ﷺ کے بطن آمنہ میں صورت پذیر ہوتے ہی ریگستان عرب کے باشندوں کے لئے ایک حیرت انگیز اور خوشگوار انقلاب واقع ہوا نیلگون آسمان پر گھنگھور گھٹائیں چھا گئیں اور ایسی بارش ہوئی۔ کہ چاروں طرف جل تھل کا عالم ہو گیا درختوں کو خوب کثرت سے پھل آیا کھیتوں میں غلہ افراط سے پیدا ہوا۔ (عرب کا چاند ص ۶۲)

جی ایس داراسکھ:

جی ایس داراسکھ ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ لکھتے ہیں کہ

اے عرب کیا ہی عجب ہوں گے تیرے بھاگ جو تو نے نور خدا اپنی آنکھوں سے

دیکھا۔ (رسول عربی ص ۲ مطبوعہ لاہور)

وہ احمد جس کی آمد کی بشارت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو فرشتہ نے خواب میں دی تھی اب وہ نور مجسم بن کر آنکھوں کے سامنے تھا۔ (رسول عربی ص ۲۸)

گرونا نک:

گرونا نک فرماتے ہیں کہ

لکھیا وچہ کتاب دے اوّل اک خدائے دو جا نور محمدی جس چانن کیتا آئے

(جنم ساکھی بالاص ۳۲)

دیوبندی قاری محمد طیب لکھتے ہیں کہ

انبیاء علیہم السلام میں ایک حیثیت بشریت کی ہے اور ایک ملکیت (نورانیت) کی۔

(خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۳۴)

خیر المدارس ملتان کے دیوبندی مفتی صاحب خیر محمد جالندھری کی تصدیق سے لکھتے

ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نورانیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ کے منافی نہیں۔

(خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۴)

لگے ہاتھوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کے چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

علمائے دیوبند کے شیخ التفسیر احمد علی لاہوری لکھتے ہیں کہ

آنحضور سر اپا نور تمام انبیاء علیہم السلام میں سے آخری نبی ہیں۔

(خلاصۃ اسلام ص ۹ مطبوعہ لاہور)

مزید لکھتے ہیں کہ

ہر مسلم حضور سر اپا نور کے وجود باجود کو ابر رحمت خیال کرتا ہے۔ تحفہ میلا دالنبی ص ۳ مطبوعہ لاہور

مسلمانوں کو حضور سر اپا نور کے ظہور کی خوشی اس لیے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے

انہیں وہ آب حیات ملا جس سے وہ دنیا میں مردہ قوم سے زندہ قوم بن گئے۔ (تحفہ میلا دالنبی ص ۳)

باب دوم

حضور ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ نہیں

حضور ﷺ حقیقت میں نور اور لبادہ بشریت میں کائنات انسانی میں جلوہ گری فرمائی ہم نے گزشتہ اوراق میں اس موقف کو ٹھوس دلائل سے ثابت کر دیا ہے اور اتمام حجت کے واسطے مخالفین اہل سنت کی متعدد عبارات درج کر دی ہیں۔ اگر کوئی مخالفین اہل سنت میں سے بھی ہو اور وہ تعصب کی عینک اتار کر ہمارے ان دلائل کو نظر انصاف سے دیکھے تو اسے بھی ہمارا موقف تسلیم کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ نور ہیں۔ تو ظاہر اور ثابت ہے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ متعدد آیات قرآنی اور احادیث ہم پیش کر چکے ہیں۔ بہر صورت مسئلہ ہذا میں ہم صحابہ کرام آئمہ عظام اولیاء محدثین اور مخالفین کی عبارات پیش کر رہے ہیں۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ :

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ اصل چنانچہ جب لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی حضور ﷺ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ فرمایا تو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں یوں عرض کیا کہ

ان الله ما اوقع ظلك على الارض لئلا يقع انسان قدمه على ذلك ظل فلما لم يمكن احدا من وضع القدم على ظلك كيف يمكن احداً من تلويث عرض زوجتك

(مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۰، روضۃ الاحباب ج ۲ ص ۲۲۵، تفسیر مدارک ج ۳ ص ۱۰۳، روح البیان ج ۳ ص ۱۱۲)

یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہ ڈالا تا کہ کوئی اس سایہ پر قدم نہ رکھ سکے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سایہ پر قدم رکھنے کا موقع نہ دیا تو کسی کو یہ طاقت کب دے گا کہ آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ کی عصمت پر داغ لگائے۔

قارئین کرام، ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے کا عقیدہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بھی تھا یہی نہیں بلکہ صحابہ کرام کے جم غفیر میں بیان فرمانے پر ان کا انکار نہ کرنا ثابت کرتا ہے کہ ان اصحاب مصطفیٰ علیہ السلام کا یہی عقیدہ تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ :

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لم یکن له ظل ولم یقم مع شمس قط الا غلب ضوؤه علی ضوء الشمس
ویقم مع سراج قط الا غلب ضوؤه علی ضوء السراج۔

(الوفاج ۲ ص ۴۰، نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۸۲، جمع الوسائل ج ۱ ص ۷۱ از رقائق ج ۳ ص ۲۲، شرح الشماک ج ۱ ص ۴،

سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳، شرح شمائل محمدیہ ص ۲۳، انوار محمدیہ ص ۹۷، فوائد حلبیہ ج ۱ ص ۳۶)

حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا کیوں کہ جب بھی آپ ﷺ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے۔ تو حضور ﷺ کا نور مبارک سورج کی روشنی پر غالب آ جاتا۔ اگر چراغ کے پاس کھڑے ہوتے تو چراغ پر آپ ﷺ کا نور مبارک غالب آ جاتا۔

حضرت ذکوان :

حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یری له ظل فی شمس ولا قمر

(مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۰، زرقانی ج ۳ ص ۲۲، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸، شرح شفا ج ۳ ص ۲۸۲ ح۲۸۲ حجۃ اللہ علیا لعسین ص ۶۸۶)

بے شک رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ سورج کے سامنے دیکھا جاتا نہ چاند کے سامنے

یہ روایت دیوبندی مفتی ظفر احمد عثمانی نے امداد الاحکام ج ۳ ص ۳۴ دیوبندی اداریس

کاندھولی نے اصول اسلام ص ۹۲ میں درج کی ہے۔

امام ابن سبج رضی اللہ عنہ :

امام ابن سبج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

من خصائصه صلى الله عليه وسلم ان ظله كان لا يقع على الارض وانه كان نوراً فكان اذا مشى في الشمس او القمر لا ينظر له ظل قال بعضهم ويشهد له حديث قوله صلى الله عليه وسلم في دعائه واجعلني نوراً

(زرقانی ج ۳ ص ۲۲، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸، شرح الشفاج ص ۳۲۸)

یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ کیوں کہ آپ ﷺ نور تھے۔ اسی لیے جب آپ ﷺ سورج یا چاند کے سامنے چلتے، تو آپ ﷺ کا سایہ نہ دیکھا جاتا اس بات کی گواہی وہ حدیث مبارکہ ہے جس میں آپ ﷺ نے دعا فرمائی یا اللہ مجھے نور کر دے۔ (یہی امام ابن سبج کا قول دیوبندی مفتی ظفر احمد عثمانی نے امداد الاحکام ج ۱ ص ۳۴) میں درج کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ :

حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے کی روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حضرت عبداللہ بن مبارک سے ہی منقول ہے۔ (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۶، زرقانی ج ۳ ص ۲۲، شرح شاکل محمدیہ ص ۲۳)

امام قسطلانی رضی اللہ عنہ :

امام قسطلانی بھی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔

(مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۸، جواہر البحار ج ۲ ص ۲۲، زرقانی ج ۳ ص ۲۲)

حافظ رزین محدث علیہ الرحمۃ :

حافظ رزین محدث علیہ الرحمۃ بھی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ زرقانی ج ۳ ص ۲۲

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ :

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے باب باندھا ہے باب الایۃ فی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یرى له ظل یہ کہ حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔

(انیس الجلیس ص ۱۴، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸، انموذج اللیب فی خصائص الحبيب ص ۵۳)

امام زرقانی علیہ الرحمۃ:

امام زرقانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

سورج اور چاند کی روشنی میں حضور ﷺ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ (زرقانی ج ۲ ص ۲۲۰)

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ:

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ بھی یہی لکھتے ہیں کہ

سورج اور چاند کی روشنی میں حضور ﷺ کا سایہ نہیں ہوتا تھا۔ (شفا ج ۳ ص ۲۲۳)

امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ:

امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہیں تھا۔ (نیم الریاض ج ۳ ص ۲۸۲)

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ:

ملا علی قاری رقمطراز ہیں کہ

سورج اور چاند کی روشنی میں حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ (شرح شفا ج ۳ ص ۲۸۲، جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۷۱)

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ:

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے نور محض ہونے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جب حضور ﷺ سورج

اور چاند کی روشنی میں چلتے اس لیے کہ سایہ کسی چیز کی کثافت سے ہوتا ہے اور اللہ نے آپ ﷺ

کو تمام جسمانی کثافتوں سے پاک رکھا۔ اور آپ ﷺ کو محض نور فرمایا اور آپ ﷺ کا سایہ

ظاہر نہ ہونا معجزہ تھا۔ (افضل القری ص ۷۷، جواہر البحار ج ۲ ص ۸۵، شرح قصیدہ ہمزہ ص ۱۲)

حکیم ترمذی محدث علیہ الرحمۃ:

حکیم ترمذی محدث علیہ الرحمۃ بھی فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔

(المختصر الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸، زرقانی ج ۲ ص ۲۲۰، شرح شفا ج ۳ ص ۲۸۲، مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۱)

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ:

محدث ابن جوزی فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہیں تھا۔ (الوفاج ۲ ص ۴۰، زرقانی ج ۳ ص ۲۲، نسیم الریاض ج ۳ ص ۲۸۲)

امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ:

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہیں تھا۔ (مفردات امام راغب ص ۳۱)

وہابیہ نے مفردات کا ترجمہ شائع کیا اس کے مترجم وہابیہ کے شیخ الحدیث محمد عبدہ فیروز

پوری لکھتے ہیں کہ

كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا مشى لم يكن له ظل

آنحضرت ﷺ چلتے تو آپ کا سایہ نہ ہوتا تھا۔

(مفردات القرآن مترجم ج ۲ ص ۶۵۳ مطبوعہ اہل حدیث آکادمی لاہور)

امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ:

امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ (روح البیان ج ۴ ص ۱۱۲)

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ:

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم شہادت میں ہر چیز سے اس کا

سایہ لطیف ہوتا ہے اور حضور ﷺ کی شان یہ ہے کہ کائنات میں کوئی شے ان سے لطیف

نہیں پھر حضور ﷺ کا سایہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی ج ۳ ص ۱۴)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ:

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا سورج اور چاند کی روشنی میں سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۲

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا سایہ کبھی زمین پر پڑا نہیں۔ (تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۱۹۳ فارسی ص ۱۳۶ اردو)

یاد رہے تفسیر عزیزی کا اردو ترجمہ دیوبندی حضرات نے کیا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں کہ

رسول خدا ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ (تذکرہ الموتی والقبور ص ۳)

مولانا روم علیہ الرحمۃ:

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

چوں فناشی از فقر پیرایہ بود او محمد وار بے سایہ بود

(مثنوی شریف دفتر پنجم ص ۱۹)

مولانا عبدالعلی بحر العلوم اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

دوسرے مصرع میں حضور ﷺ کے اس معجزے کی طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کا

سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ (شرح مثنوی ج ۵ ص ۱)

مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمۃ:

مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔

(زین الخصال کلیات جامی ج ۳ ص ۱۲، تحفۃ الاحرار ص ۲، سبحة الابرار ص ۱، عزیز الفتاویٰ ج ۸ ص ۲۰۲)

علامہ یوسف نبھانی علیہ الرحمۃ:

علامہ یوسف نبھانی بھی لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہیں تھا۔

(جواہر البحار ج ۹ ص ۲۷۹ و سائل الوصول ج ۲ ح ۲۸۶)

قارئین کرام ان صحابہ کرام تابعین بزرگان دین علیہم رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے اقوال سے ثابت ہو گیا کہ یہ حضور ﷺ کا عظیم معجزہ تھا کہ آپ ﷺ کا سایہ نہیں تھا مزید حوالہ جات تو بکثرت موجود ہیں خوف طوالت سے اب صرف ان کتب کے نام مع حوالہ درج کیے جا رہے ہیں۔ جن میں حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے کی تصریح ہے۔

نام

نام کتاب

مولانا محمد گھلوی

شرح زلیخا ص ۳۳

تاریخ حبیب الہ کے مولف عنایت احمد

تاریخ حبیب الہ ص ۱۳۷ صدقہ تھانوی

کاکوروی

اشرف علی

شیخ الاسلام زکریا انصاری

جواہر البحار ج ۹ ص ۲۷۹

مولانا عوض علی

تحفۃ الاحرار ص ۲۱

امام نیاپوری

جواہر البحار ج ۴ ص ۱۸۲

امام سبکی

سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۹۴

امام مناوی

جواہر البحار ج ۲ ص ۱۲۸، فیض القدر ج ۱ ص ۱۴۵

شرح الشمائل ج ۱ ص ۴۷

امام ابراہیم بیجوری

المواہب علی الشمائل ص ۲۴

سیّد عبد الرحمن العیدروس

جواہر البحار ج ۲ ص ۳۴

امام سلیمان جمل

فتوحات احمدیہ ص ۵۷ جواہر البحار ج ۲ ص ۳۷۷

سیّد مرتضیٰ زبیدی

جواہر البحار ج ۲ ص ۳۹

امام سخاوی

مقاصد الحسنہ ص ۶۳

شیخ محمد طاہر

مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۴۰۲

مولانا غلام قادر بھیروی

اسلام کی کتاب

خواجہ محمد یار فریدی	دیوان محمدی ص ۸۸
امام عبدالوہاب شترانی	کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱، جواہر البحار ج ۲ ص ۶۵
خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی	صحائف السلوک ص ۵
حسین بن دیار بکری	تاریخ الخمیس ص ۲۱۹
شیخ محمد بن احمد متبولی شافعی	جواہر البحار ج ۳ ص ۱۸۲
ملا معین واعظ کاشفی	معارج النبوت ج ۲ ص ۲۱۹
قاضی القضاۃ محمد بن ابراہیم الثانی مالکی	جواہر البحار ج ۳ ص ۱۸۲
خواجہ گل محمد احمد پوری	تکملہ سیر الاولیاء ص ۶
امام صاوی	جواہر البحار ج ۲ ص ۳۰
علامہ نظامی گنجوی	مخزن الاسرار ص ۲۵
برہان الدین حلبی	سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۲۲
علامہ ابن اقبص	جواہر البحار ج ۳ ص ۱۸۲
امام المقری شریف الدین اسماعیل بن المقری	جواہر البحار ج ۳ ص ۱۸۳
علامہ محمد تحریم مالکی	النوافح العطریہ ص ۱۹
پیر سید نور الحسن شاہ	الانسان فی القرآن ص ۱۵۸
الھزوی	سراج منیر ص ۹۲
محمد بن یوسف شامی	سبیل الھدی والرشاد ج ۲ ص ۱۲۳
علامہ محمد حنفی	شرح الشرح الا بن ہمز یہ ص ۱۲

مزید تحقیق کے شائق حضرات

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کی کتب نفی الفتنی عنمن استنار بنورہ کل شی اور قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام کا مطالعہ فرمائیں۔

دیوبندی وہابی اکابر کی گواہی

عبدالحی لکھنوی:

دیوبندی وہابی حضرات کے ممدوح عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا مشی فی الشمس والقمر لا یقع ظله علی الارض لان الظل انما یکون لما فیہ كثافة و اما ذاته فكانت نوراً من الراس الی القدم (التعلیق العجیب شرح قول تہذیب ص ۱۳)

بے شک نبی ﷺ جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے تو آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ کیوں کہ سایہ کثیف ہوتا ہے اور آپ ﷺ کی ذات سر سے قدم تک نور ہے۔

رشید احمد گنگوہی:

دیوبندی حضرات کے قطب عالم رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ

بتواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی صلی اللہ علیہ وسلم سایہ ندا تشند و ظاہر است کہ بجز نور ہمدہ اجسام ظل می دارند (امداد السلوک ص ۸۵)
تواتر سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ سایہ نہ رکھتے تھے اور نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔ (امداد السلوک ص ۱۵۶ مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ)

دیوبندی بددیانتی:

قارئین کرام جہاں یہ دیکھتے ہیں کہ یہ بات ہمارے خلاف ہے تو وہ کتاب اگرچہ ان کے اکابر کی ہو اس میں تحریف کرنا دیوبندی قوم کی خصوصیت بن چکا ہے۔ مذکورہ بالا حوالہ میں ہے کہ تواتر سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ لیکن اب دیوبندی حضرات نے جو امداد السلوک شائع کی ہے اس میں عبارت کا حلیہ بگاڑ دیا۔ اور تواتر کی جگہ شہرت لکھ دیا

ملاحظہ ہو۔ (امداد السلوک ص ۱۵۸ مطبوعہ لاہور)

اشرف علی تھانوی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ مشہور ہے کہ ہمارے حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا..... (اس لیے) کہ ہمارے حضور ﷺ سرتاپا نور ہی نور تھے۔ حضور ﷺ میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی اس لیے آپ کا سایہ نہ تھا کیوں کہ سایہ کے لیے ظلمت لازمی ہے۔ (شکر النعمۃ ص ۲، خطبات حکیم الامت ج ۳ ص ۱۱) مزید لکھتے ہیں کہ

یہ جو مشہور ہے کہ سایہ نہ تھا حضور ﷺ کا تو یہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے گو وہ ضعیف ہیں مگر فضائل میں متمسک بہ ہو سکتی ہیں۔

(المرآۃ فی الریح ص ۱۹، موعظ میلاد النبی ص ۴۵، ذکر الرسول ص ۱۱)

محمد اور لیس کاندھلوی:

دیوبندی حضرات کے شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ اشرفیہ لاہور محمد اور لیس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ:

بہت سے حالات اور صفات حضور پر نور (ﷺ) کے بدن مبارک میں ایسے موجود تھے۔ کہ ان سب کا ایک ذات میں مجتمعاً پایا جانا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ ذات کاملۃ الصفات اور فاضلۃ الحالات بارگاہ خداوندی میں نہایت ہی مقرب اور مورد الطاف و عنایات ہے۔

مثلاً آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ نہ تھا رواۃ الحکیم الترمذی عن ذکوان مرسلًا و رواہ ابن مبارک و ابن جوزی عن ابن عباس موصولاً زرقانی ج ۴ ص ۲۲ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۸، ج ۲ ص ۱ (اصول اسلام ص ۹۲ مطبوعہ لاہور)

مفتی عزیز الرحمن:

دارالعلوم دیوبند کے مفتی عزیز الرحمن لکھتے ہیں کہ امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں آنحضرت ﷺ کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے

بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری له ظل فی شمس ولا قدر الخ
اور توارخ حبیب الہ میں مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
آپ کا بدن نور تھا۔ اس وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔

مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا سایہ نہ ہونے کا خوب نکتہ لکھا ہے۔

پیغمبر ماندا اشت سایہ تا شک بدل یقین لیفتد
یعنی ہر کس کہ پیرو اوست پیدا است کہ یاز میں لیفتد

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۱۳۲ مطبوعہ کراچی)

عابد میاں و اکابرین دیوبند:

دیوبندی مقتدر شخصیت عابد میاں لکھتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک نورانی تھا۔ جس وقت آپ دھوپ اور چاندنی رات
میں آمد و رفت فرماتے تو مطلقاً سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ (رحمۃ العلمین ص ۵۳ مطبوعہ کراچی)

یاد رہے اس کتاب پر ان دیوبندی اکابر کی تصدیقات موجود ہیں۔

مفتی کفایت اللہ دہلوی، انور شاہ، کشمیری، محدث دیوبند محمد اصغر حسین، شبیر احمد عثمانی،
مفتی اعزاز علی مفتی عبدالشکور لکھنوی وغیرہ۔

مفتی ظفر احمد عثمانی:

دیوبندی حضرات کے محدث ظفر احمد عثمانی حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے کی روایات
نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

اس مسئلہ میں ایک حدیث مرسل ضعیف ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا
سایہ دھوپ یا چاندنی میں نظر نہ آتا تھا۔ گو یہ حدیث ضعیف ہے مگر یہ بات عوام و علماء میں
مشہور چلی آرہی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اصل اس کی ضرور ہے۔ زمین پر

سایہ کا واقع ہونا درحقیقت انسان کے لیے اس کی بڑی کمزوری اور عاجزی کو ظاہر کرتا ہے کہ تیرا سایہ جو تیری صورت کے مثل ہے زمین پر اس طرح پڑا ہوا ہے کہ جو کوئی چاہے اس پر پیر رکھ دے جو چاہے اس پر تھوک دے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے بچا لیا ہو تو کچھ تعجب نہیں۔ کہ آپ کے سایہ کو زمین پر واقع نہ کیا ہو۔ تاکہ اس پر کسی کا قدم نہ پڑے۔

(امداد الاحکام ج ۳۴ مطبوعہ کراچی)

مفتی ظفر احمد عثمانی علماء دیوبند کے مسلم محدث و پیشوا ہیں مفتی عبد اشکور نے ظفر احمد عثمانی کے حالات پر مستقل کتاب لکھی اس میں یہاں تک لکھا ہے کہ حضور ﷺ آپ (ظفر احمد عثمانی) کی صورت میں نمودار ہوئے۔

(تذکرہ الظفر ص ۳۸ مطبوعہ کمالیہ)

مفتی مہدی حسن، مفتی جمیل الرحمن دیوبندی:

دیوبندی حضرات کے دارالعلوم دیوبند کے مفتی سید مہدی حسن لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا سایہ نہ تھا اس کے ہم معتقد ہیں۔ سید مہدی حسن
الجواب ایچ محمد جمیل الرحمن (ماہنامہ تجلی دیوبند مارچ ۱۹۵۹ء)

نذیر احمد عرشی:

دیوبندی وہابی حضرات کے مداح بھی یہی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

(مفتاح العلوم ج ۳ ص ۱۳۶)

مولوی نور محمد جوڑا سوتری، حافظ محمد لکھوی:

وہابیہ کے مستند علماء میں سے مولوی نور محمد اپنی کتاب شہباز طریقت میں اور اس کے محشی حافظ محمد لکھوی حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے کی ۱۳ وجوہ بیان کرتے ہیں

(۱) اس رحمت عالم سدا سایہ دھرتی مول نہ پوندا

منافق کافر قدم دھرے کو ایہ کم مول نہ تھنیدا

یہ کہ کافریا منافق اس سایہ پر پاؤں نہ رکھے محشی

(۲) نہ خالی ظلماتی تھی سایہ سرور جسم نورانی

کو مخلوق نہ ثانی سرور سمجھ بندے صدائی

یہ کہ سایہ تاریکی اور سیاہی سے خالی نہیں ہوتا اور آنحضرت کا جسم نورانی ہے محشی

(۳) دعائیں اوس ذخیرہ آخرچہ حدیثاں آیا

اینویں وانگ ذخیرہ آور سرور سدا سایہ

یہ کہ اس نے اپنا سایہ واسطے شفاعت دن حشر کے ذخیرہ رکھا ہے جیسا کہ اپنی دعا کو

شفاعت کے لیے ذخیرہ رکھا ہے چنانچہ حدیث بخاری اور مسلم میں لکھا ہوا ہے محشی

(۴) اوہ رحمت خلق قرآنوں ثابت ایہو سایہ دسدا

جو لائق اوہ سایہ پاوے نور محمد دسدا

قولہ اوہ رحمت الخ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ انبیاء کے آخر میں فرمایا وما

ارسلناک الا رحمة للعالمین نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت واسطے جہانوں کے پس گویا

سایہ آنحضرت کا یہی ہے اس لیے کہ جو شخص قابل رحمت ہے وہ اس کے سایہ کے نیچے آ

جاتا ہے اور مصنف نے آنحضرت کے سایہ نہ ہونے کے بارہ میں تیرہ وجوہ تیرہ بیٹوں میں

بیان کی ہیں ابتدا تیرہ بیٹوں کا اس مصرعہ سے ہے اس رحمت الخ آخر مصرعہ بس کر نور محمد الخ

تیرہ وجوہ ایک ایک کر کے بیان کرتے ہیں کہ سایہ اس کی رحمت ہے۔ محشی

(۵) پیشوا کل خلقت سدا نکلتے نور بتا وے

تائیں سایہ ناہیں مت اوہ سایہ پیش ہو جاوے

کہ آنحضرت جہاں کے پیشوا ہیں ایسا نہ ہو کہ سایہ آپ کا آگے ہو۔ محشی

(۶) ہر شے سدا سایہ نیڑے سایہ شے ظلماتی

انہیرا نیڑے انور ہووے ایہہ گلی نہ نور بھاتی

کہ سایہ ہر چیز کا اس کے نزدیک ہوتا ہے اور سایہ تاریک ہے اور آنحضرت تمام

چیزوں سے زیادہ روشن ہیں۔ پس مناسب نہیں کہ تاریکی اس کے نزدیک ہو محشی

(۷) شمس ولیل سیانے سیائی آکھن سر جنہارا

گھٹاوے سایہ سرور سدا ایہہ دن کون وچارا

یہ کہ سایہ کی دلیل آفتاب ہے اور سایہ کا سبب بلند ہونے آفتاب کے کم ہو جانا اور خدا کو منظور نہ تھا کہ آفتاب آنحضرت کے سایہ کو گھٹائے۔ محشی

(۸) ہک فرقہ نوری تے ہک ناری ازلی علم بتاوے

وچہ سائے سرور آیا کوئی مت ناری ہو جاوے

یہ کہ علم الہی میں لوگ دو گروہ ہیں جنتی دوزخی پس مناسب نہ تھا کہ کوئی شخص اس کے سایہ کے نیچے آئے اور پھر دوزخی ہو جائے۔ محشی

(۹) سائی ساریاں ساجد بہتے سر خود ساجد نا ہیں

کل رکع ساجد دا سردار اوس تائیں سائے نا ہیں

یہ کہ سایہ ہر شخص کا زمین پر سجدہ میں ہوتا ہے اور اکثر لوگ آپ ہی سجدہ سے محروم ہوتے ہیں اور آنحضرت رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے سردار تھے پس حاجت جود کی نہ تھی۔ محشی

انہیروں چائن طرف لیجاوے مولیٰ اہل ایماناں

جے سرور سایہ ظاہر عکس ہو جاندا مسلماناں

خدا تعالیٰ مومنوں کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور اگر آنحضرت ﷺ کا سایہ ظاہر ہوتا تو اس کا عکس ہوتا۔ محشی

مصطفےٰ جو ہر سدا سایہ زیادہ تر و روشنائی

گل جواہر تھیں اوہ نور کیوں کر سایہ سیاہی

یہ کہ ہر جوہر صافی کا سایہ بہت روشن ہوتا ہے اور آنحضرت سب سے زیادہ روشن تھے

سائے دھرتی یکساں ہک دوئے سنگ رلدے ملدے

نہ شان مناسب سائی غیراں سائی سرور ٹلدے

یہ کہ سایہ ہر ایک کا دوسرے کے سایہ سے مل جل جاتا ہے اور مناسب نہ تھا کہ

آنحضرت کا سایہ دوسروں کے سایہ سے خلط ملط ہوتا محشی
 کھتری شے تے کھترا سایہ سترے اتے ستر
 بس کر نور محمد کیوں کر سایہ سرور کھترا
 یہ کہ صاف چیز پر سایہ صاف دکھائی دیتا ہے اور ناپاک چیز پر سایہ بھی ناپاک نظر میں آتا
 ہے پس مناسب نہ تھا کہ آنحضرت کا سایہ ناپاک دکھائی دیتا۔ محشی

نواب صدیق بھوپالی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ
 آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا۔ (اشامة العنبر یہ عمل)

حافظ محمد لکھوی:

وہابیہ کے جید مقتدا عالم حافظ محمد لکھوی لکھتے ہیں کہ
 جاں گرمی سخت ہوندی تاں سر پر بدل سایہ کر دیا
 تے اپر زمین نہ پوندا سایہ حضرت پیغمبر

(تفسیر محمدی ج ۷ ص ۳۲۹)

مفتی برہان علی دیوبندی:

مفتی برہان علی دیوبندی لکھتے ہیں کہ
 حضور ﷺ کے ناموں میں ایک نام نور بھی ہے نبی اکرم ﷺ کے سایہ نہ ہونے کی
 تصریح شفاء قاضی عیاض خصائص کبریٰ وغیرہ بہت سی کتابوں میں ہے۔

(جامع الفتاویٰ ج ۱۳ ص ۱۳۵ مطبوعہ دہلی)

منایت علی شاہ دیوبندی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ لکھتے ہیں کہ
 جسم پاک ان کا سراپا نور تھا اس لئے سائے سے بالکل دور تھا
 ان کا کب سایہ زمین پر ہو عیاں جن کے سائے سے بنے ہوں دو جہاں

سایہ حق تھے وہ بروئے زمین سایہ کے بھی سایہ ہوتا ہے کہیں
(باغ جنت ص ۲۸۴)

مولوی نور الہی:

علمائے دیوبند کی مسلم شخصیت نور الہی صاحب لکھتے ہیں کہ

نور وجود نہ سایہ ظاہر سایہ سب پر پایا
دندلیاں تھیں ظاہر بے ہوں عرش فرش چمکایا

(منظوم قصص الانبیاء مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید شاد کوٹ)

مفتی عبدالرحمن دیوبندی:

علمائے دیوبند کے جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی و متہم مفتی عبدالرحمن دیوبندی لکھتے ہیں کہ
بطور معجزہ آپ ﷺ کا سایہ مبارک نہیں تھا۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء)

عزیز الرحمن مجذوب:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عزیز الرحمن صاحب اشرف السوانح
میں لکھتے ہیں کہ

پردہ کیا ہے دور تو کیا دور ہو گیا وہ آپ اپنے نور میں مستور ہو گیا
سارا بدن حضور کا جب نور ہو گیا پھر دور کیا ہے سایہ اگر دور ہو گیا

(کشول مجذوب ص ۹۲ مطبوعہ ملتان)

کتب ہندو سے ثبوت:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

بیاس جی مشہور ہندو رشی کی گواہی۔ مولوی عبدالرحمن چشتی کا مزار لکھنؤ میں ہے یہ بڑے
پایہ کے صوفی گزرے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ ہندوؤں میں ایک کتاب بھوتک اوتر
پر ان ہے اس کتاب کے تالیف کرنے والے بیاس جی مشہور ہندو رشی ہوئے ہیں۔ وہ اس
کتاب میں لکھتے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں مہامت (حضور سرور عالم ﷺ) پیدا ہوں گے

ان کا نشان یہ ہوگا ان کے سر پر بدلی سایہ کرے گی ان کے جسم کا سایہ نہ ہوگا۔

(حقانیت اسلام غیروں کی زبان پر ص ۱۴۳ مطبوعہ اشرف العلوم دیوبند)

قارئین کرام حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے کے معجزے کو ہندو بھی تسلیم کریں۔ لیکن یہ دیوبندی وہابی کلمہ پڑھ کر انکار کریں۔ انصاف سے کہیے کہ یہ حضور ﷺ سے محبت ہے؟

دیوبندیوں کے چند مشہور اعتراضات اور ان کے جوابات

۱۔ قرآن مجید میں ہے کہ

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظَلَمَهُم بِالْعِذْوِ

والاصال (پ ۱۳)

معلوم ہوا کہ شے کے سائے بھی اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اگر حضور ﷺ کا سایہ نہ تسلیم کیا جائے۔ تو حضور ﷺ کی عبادت میں کمی لازم آئے گی۔

ج: اس کے کئی جوابات ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ الزامی اس کا جواب یہ ہے کہ ایک مولوی صاحب دیوبندی وہابی سایہ میں نماز پڑھ رہے ہوں جہاں اس کا سایہ نہ پڑ رہا ہو۔ اسی وقت کوئی گدھا دھوپ میں کھڑا ہو۔ اور اس کا سایہ زمین پر پڑ رہا ہو تو اس دیوبندی وہابی سے گدھا افضل ہو گیا۔

وما ہو جوابکم فہو ابنا

۲۔ اگر سائے سے عبادت میں کمی خیال کرتے ہو تو تمہیں چاہیے کہ گرمیوں میں بھی دھوپ میں ہی بیٹھو لیٹو، کھاؤ پیو اور نماز پڑھو۔ تاکہ سائے کی عبادت سے محروم نہ ہو جاؤ۔

۳۔ عام لوگوں کو رب کریم فرماتا ہے کہ ذکر کثرت سے کرو واذکرو اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ اپنے پیارے حبیب ﷺ کو فرماتا ہے کہ یا ایہا الزممل قم اللیل الاقلیلا نصفہ او انقص منه قلیلا O یعنی محبوب ﷺ آپ ﷺ تمام رات نہ کھڑا رہا کریں بلکہ رات کو چوتھا حصہ یا آدمی رات یا کم و بیش حصہ ایسا کیا کریں اور یہ کہ ما انزلنا علیک القرآن لتشفی ہم نے قرآن اے محبوب ﷺ اس لیے تو نازل نہیں کیا کہ

اے حبیب ﷺ آپ ﷺ مشقت میں پڑ جائیں۔

مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ تمام مخلوق سے ممتاز ہیں۔

۳۔ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو شرم دلائی ہے کہ ہر شے اور ان کے سائے مجھے سجدہ کرتے ہیں اور تو ایسا نہیں کرتا تجھے شرم کرنی چاہیے کہ تیرا سایہ تو مجھے سجدہ کرتا ہے لیکن ان کی عقل کا کیا کیا جائے، انہوں نے اسے حضور ﷺ پر چسپاں کر دیا مطلب یہ ہے کہ اے کافر تیرا سایہ تو اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور تو انکار کرتا ہے۔ (مفردات راغب ص ۳۱۶ مجمع بحار الانوار ص ۳۳۲)

۴۔ کسی عبادت میں ایک عام قاعدہ ذکر کیا جاتا ہے اور پھر دوسری دلیل سے اس کی تخصیص کر دی جاتی ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا قاعدہ بیان کیا خلق الانسان من نطفۃ انسان کو نطفے سے پیدا کیا گیا لیکن دوسری دلیل سے حضرت آدم ﷺ کی تخصیص کر دی کہ ان کو مٹی سے پیدا کیا گیا حضرت حوا کی تخصیص کر دی کہ ان کو حضرت آدم کے نفس سے پیدا کیا اور حضرت عیسیٰ ﷺ کو بھی بغیر نطفہ کے پیدا کر دیا۔

اسی طرح اس آیت کریمہ میں یہ عام قاعدہ کا ذکر ہوا لیکن دوسری آیات جن میں حضور ﷺ کی نورانیت کا بیان فرما کر حضور ﷺ کے نور ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کی تخصیص کر دی۔

اس لیے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا یہی دیوبندی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ

اور نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔ (امداد السلوک ص ۸۶ فارسی ص ۱۵۶ اردو)

۵۔ حضور ﷺ کا ایک سجدہ تمام دنیا کی تمام عمر کی عبادات سے افضل ہے دیکھئے کہ حضور ﷺ تو اپنے صحابہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

میرے صحابہ کو بُرا مت کہو۔ کیوں کہ تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ تو میرے صحابی کے ایک مُد قریباً ایک سیر کے برابر بلکہ اس کے نصف کی خیرات کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۸، صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۳۱۰، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۲۵، ابن ماجہ ص ۱۲، مشکوٰۃ ص ۵۵۳، مظاہر حق ج ۴ ص ۶۲، صحیح ابن حبان ج ۱ ص ۱۸۸، دہابیہ کے صادق سیالکوٹی کے جمال مصطفیٰ ص ۱۷۱)

جب حضور ﷺ کے صحابی کا سوا سیر جو خیرات کرنا ہمارے اُحد پہاڑ کے برابر سونا

خیرات کرنے سے افضل ہے تو حضور ﷺ کی عبادت و ریاضت کا کیا کہنا۔ کوئی چیز سایہ دار ہو یا غیر سایہ دار حضور ﷺ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

اعتراض: حضرت ذکوان کی روایت حکیم ترمذی سے منقول ہے۔ جو کہ انتہائی من گھڑت روایات بیان کرنے والے تھے۔ اور اہل بدعات اپنے بدعات فاسد و کاسد خیالات کے اثبات کے لیے ان کی طرف رجوع کیا کرتے ہیں پس اس طرح کی باتیں دیوبندی انور کلیم نے التحقیق العجیب میں لکھی ہیں۔

جواب: قارئین کرام یہ ان دیوبندیوں پر حضور ﷺ کی بے ادبی کی پھٹکار ہے۔ کہ یہ حضور ﷺ کے گستاخ کیا ہوئے اللہ تعالیٰ، انبیاء اولیاء کی بے ادبی میں گرفتار ہو گئے۔

حکیم ترمذی علیہ الرحمۃ بہت بڑے پایہ کے امام اجل ہوئے ہیں سب سے پہلے ہم امام اولیاء حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ سے ان کی توثیق پیش کریں گے اس سے پہلے ملاحظہ کیجئے کہ دیوبندی حضور سیدنا داتا صاحب کی بارے کیا کہتے ہیں تاکہ کسی قسم کا اشکال نہ رہے دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عبد الماجد دریا آبادی لکھتے ہیں کہ

عام لقب جو گنج بخش چلا ہوا ہے اس کی بابت روایت یہ ہے کہ خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری نے آپ (داتا صاحب) کے مزار پر آکر حسب دستور صوفیہ چلہ کشی کی اور فیض و برکت سے مالا مال ہو کر جب رخصت ہونے لگے، تو مزار کے رخ کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا

گنج بخش ہر دو عالم مظہر نور خدا
کاملاں را پیر کامل ناقصاں را رہنما
(تصوف اسلام ص ۳۴ مطبوعہ لاہور)

یہی واقعہ مع یہی شعر دیوبندی مفتی ولی حسن بھی بیان کرتے ہیں۔

(تذکرہ اولیائے پاک و ہند ص ۳۴ مطبوعہ لاہور)

اہل حاجت یوں بھی برابر آتے جاتے رہتے ہیں جمعرات اور جمعہ کو مجمع زائد ہو جاتا ہے عقیدت مندوں کا خیال ہے کہ اگر چالیس روز مسلسل حاضری دی جائے یا چالیس جمعہ

کی راتوں کو مزار کا طواف کیا جائے تو ہر مشکل آسان اور ہر حاجت روا ہو جاتی ہے۔

(تصوف اسلام ص ۴۱)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے حضور داتا صاحب کے مزار پر حاضری دی روانہ ہوتے ہوئے فرمایا کہ بہت بڑے شخص ہیں عجیب رعب ہے (داتا صاحب) وفات کے بعد سلطنت کر رہے ہیں۔

(سفر نامہ لاہور و لکھنؤ ص ۵ مطبوعہ جامعہ اشرفیہ لاہور، حیات مبارکہ (تھانوی) ص ۶۲، عالم برزخ از قاری طیب دیوبندی)

دیوبندی قاری محمد طیب متہم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ (تھانوی صاحب نے) داتا گنج بخش کے مزار سے لوٹتے ہوئے فرمایا کہ کوئی بہت بڑی شخص معلوم ہوتے ہیں میں نے ہزار ہا ملائکہ کو ان کے سامنے صف بستہ دیکھا۔

(عالم برزخ ص ۲۲ مطبوعہ لاہور)

دیوبندی مفتی عبدالرحمن آف جامعہ اشرفیہ لاہور کا فتویٰ مع سوال و جواب ملاحظہ کیجئے۔
سوال: شہر لاہور میں داتا گنج بخش کا مزار ذکر و سلام سے گونجتا ہے وہاں عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کیے جاتے ہیں میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں ایسا کیوں ہے۔

جواب: جو شخص اپنے اندر موجود روح سے واقف ہو جاتا ہے وہ صفات الہیہ کا مظہر ہے تو زمان و مکان اس پر اپنا پہرہ نہیں بٹھا سکتے مٹی کی چپک ان کو قید نہیں کر سکتی وہ ہر زمانے میں زندہ و پائندہ رہتا ہے جب وہ دنیا میں ہوتا تو دولت عرفان کے سوا اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا لیکن لوگ اس کے پاس کھینچ کھینچ کر آتے ہیں اور جب وہ اس دنیا سے پردہ کر لیتا تو مخلوق پروانے کی طرح اس کے مرقد کے گرد طواف کرتی ہے داتا گنج بخش بھی انہی (اولیاء) میں سے ہیں۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

وہی حضور سیدی داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

آپ (ابو عبد اللہ محمد بن علی الترمذی) کئی مایہ نازل کتابوں کے مصنف تھے جن کی فصاحت و بلاغت آپ کی کرامت کی دلیل ہے۔ مثلاً ختم الولایت کتاب النہج نوادر الاصول وغیرہم، میرے نزدیک ان کی عظمت بہت زیادہ اور میرا دل ان کا گرویدہ ہے۔

میرے شیخ طریقت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محمد بن علی الترمذی ایسے دُرّ یکتا ہیں جس کی مثال نہیں علوم ظاہر پر بھی ان کی بہت تصانیف ہیں احادیث نبوی ﷺ کے بہت ثقہ راوی ہیں کلام پاک کی تفسیر لکھ رہے تھے مگر عمر نے وفانہ کی جس قدر معرض تحریر میں آچکی تھی اہل عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ فقہ آپ نے امام ابوحنیفہ کے دوست سے پڑھی۔ ترمذ میں لوگ آپ کو محمد حکیم کہتے ہیں اور اہل تصوف میں فرقہ حکیم اں کو آپ سے نسبت ہے۔ آپ کے مناقب بے شمار ہیں آپ کو خضر علیہ السلام سے ملاقات تھی۔ الوراق جو آپ کے مرید تھے۔ کہتے ہیں کہ ہر شنبہ کو خضر علیہ السلام ان کے پاس آتے تھے۔ (کشف المحجوب ص ۲۲۱)

حضور سیدی داتا صاحب مزید فرماتے ہیں کہ

ابو بکر محمد بن عمر الوراق عظیم مشائخ اور زاہدوں میں شامل تھے احمد خضرویہ سے ملاقات اور محمد بن علی (حکیم ترمذی) سے مصاحبت کر چکے تھے..... کہتے ہیں محمد بن علی (حکیم ترمذی) نے چند کتابیں آپ کو دیں۔ اور کہا انہیں دریا میں ڈال دو۔ آپ کو حوصلہ نہ ہوا کتابیں گھر میں رکھ لیں اور محمد بن علی (حکیم ترمذی) کے پاس جا کر کہہ دیا کہ دریا میں ڈال دیں پوچھا کیا دیکھا کہا کچھ بھی نہیں دیکھا۔ کہنے لگے غلط ہے۔ پھر جاؤ اور کتابیں پانی میں ڈال کر آؤ۔ وراق کے دل پر اس کرامت کا اثر ہوا۔ فوراً جا کر اجزائے کتاب پانی میں ڈال دیئے۔ پانی دو ٹکڑے ہو گیا ایک صندوق ظاہر ہوا جس کا ڈھکنا کھلا ہوا تھا اجزاء اس صندوق میں چلے گئے ڈھکنا بند ہو گیا وراق نے آ کر سب کیفیت بیان کی محمد بن علی (حکیم ترمذی) نے کہا اب ٹھیک ہے آپ نے پوچھا یہ کیا راز ہے مجھے بتائیے کہ یہ کتاب اصول و تحقیق پر لکھی تھی مگر اتنی مشکل تھی کہ کسی کی سمجھ میں نہ آتی۔ خضر علیہ السلام نے مجھ سے طلب کی تھی اور دریا کو باری تعالیٰ کا حکم تھا۔ کہ ان تک پہنچا دے۔ (کشف المحجوب ص ۲۲۲)

اس سے ملتی جلتی عبارت عارف باللہ عاشق رسول مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمۃ نے بھی لکھی ہے۔ (نجات الانس)

مولانا جامی نے حکیم ترمذی کی ہر کتاب سے کرامات کا ظہور لکھا ہے نجات الانس ص
محدث ابو نعیم نے امام اجل حکیم ترمذی کی اور آپ کی کتب کی تعریف و توصیف کی

ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۱۰ ص ۲۳۳)

قارئین کرام ایسے امام اجل حکیم ترمذی جن کی تعریف و توصیف ایسے آئمہ بزرگان دین فرمائیں ان کی تنقیص یہ دیوبندی وہابی کرتے ہیں۔

اعتراض: حضرت ذکوان کی روایت مرسل ہے جو قابل حجت نہیں۔

جواب: یہ اصول حدیث سے ناواقفیت کی دلیل ہے امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ فقہاء مالکیہ اور فقہائے احناف اور امام احمد کا قول یہ ہے کہ حدیث مرسل مطلقاً ہوتی ہے۔

(شرح نخبة الفکر ص ۵۲ مطبوعہ ملتان)

محدث جلیل ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

امام ابن جریر نے یہ تصریح کی ہے کہ حدیث مرسل کے قبول کرنے پر تمام تابعین کا اجماع ہے۔ کسی تابعی سے اس کا انکار کہیں نقل نہیں کیا گیا۔ اور نہ اس کے بعد دو سو سال تک آئمہ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور یہی وہ مبارک زمانے ہیں جن کی بھلائی پر برقرار رہنے پر حضور ﷺ نے گواہی دی ہے اور بعض علماء نے حدیث مرسل کو حدیث مسند پر ترجیح دی اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ جس نے حدیث کی پوری سند ذکر کر دی اُس نے اس کی تحقیق تمہارے ذمہ کر دی۔ اور جس نے حدیث مرسل ذکر کی وہ اس چھوڑے ہوئے راوی کا خود ضامن ہو گیا۔ (شرح شرح نخبة الفکر ص ۱۱۲ مطبوعہ کوئٹہ)

امام المحمد ثین امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی یہی لکھا ہے۔

(تدریب الراوی ج ۱ ص ۱۹۸)

امام سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

امام حاکم نے علوم الحدیث سے نقل کیا ہے کہ اہل مدینہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مراسیل کی روایات کرتے ہیں اور اہل مکہ حضرت عطان بن ابی رباح سے مراسیل کی روایت کرتے ہیں اور اہل بصرہ حضرت حسن بصری سے اور اہل کوفہ ابراہیم بن یزید نخعی سے اور اہل مصر سعید بن ابی ہلال سے اہل شام مکحول سے روایت کرتے ہیں۔

(تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۰۵)

حافظ ابن عبد البر رقمطراز ہیں کہ

ثقة راوی کسی حدیث کو اسی وقت مرسل روایت کرتا ہے جب اس کے نزدیک اس کی صحت ثابت ہو چکی ہوتی ہے۔ کیوں کہ اعمش کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی سے عرض کیا جب آپ کوئی حدیث بیان فرمائیں تو اس کی سند بھی ذکر کیا کریں تو حضرت ابراہیم بن نخعی نے فرمایا کہ جب میں تم سے کہتا ہوں کہ عبد اللہ نے کہا تو مجھے ایک جماعت نے ان سے حدیث بیان کی ہوئی ہوتی ہے اور جب میں کہتا ہوں کہ مجھے فلاں نے عبد اللہ سے حدیث بیان کی ہے تو وہ صرف مجھے اُس نے ہی بیان کی ہوئی ہوتی ہے۔ (تمہید ج ۱ ص ۳)

ایسی بے شمار عبارات محدثین پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن خوف طوالت کی وجہ سے ان پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

حدیث مرسل کی حجیت پر قرآن پاک سے دلائل:

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا (پ ۲۶ رکوع)

اے ایمان والو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے، تو اس کی تحقیق کرلو۔

احادیث مردود فاسق کی خبر ہیں اور ارشاد ربانی ہے کہ فاسق کی خبر کو بلا تحقیق نہ قبول کرو، اس کے برعکس ہماری گفتگو ثقہ راویوں کی مرسل احادیث میں ہے اس آیت کریمہ کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جب کوئی مومن خبر دے تو بلا تحقیق اس کو قبول کیا جائے علمائے دیوبند کے نزدیک جب کوئی ثقة راوی مجہول سے روایت کرے، تو وہ مقبول ہے تو پھر ثقہ کی مرسل کیوں مقبول نہیں ہے۔

احادیث مبارکہ سے حدیث مرسل کی حجیت کا ثبوت:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت بھی ہو۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹)

مزید ارشاد فرمایا کہ

حاضر غائب کو حدیث پہنچا دے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۶)

مزید ارشاد فرمایا کہ

اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور جس طرح سنا اسی طرح پہنچا دیا کیوں کہ بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ جن کو حدیث پہنچا دی جائے وہ سننے والے سے زیادہ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۳۸)

حضور سید عالم ﷺ نے ان احادیث مبارکہ میں مسند اور مرسل اور احادیث کا فرق کئے بغیر احادیث کا پہنچانے کا حکم دیا ہے اس لیے یہ احادیث اپنے عموم کے اعتبار سے ثقہ راویوں کی مرسل احادیث پر حجت ہیں۔

دیوبندیوں کی گواہی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

ولیس فی المرسلات اضعف من مرسلات الحسن و عطا فانہما کانا یا خذان من کل احد الخ قلت فهذا مرسل ضعیف لکن الموضع موضع الفضائل ولهم یکتفون بالضعافہ (احیاء السنن ج ۱ ص ۱۷ مطبوعہ اشرف المطابع تھانہ بھون)

خلاصہ، مرسل احادیث میں حسن اور عطاء کی احادیث سے کوئی ضعیف نہیں وہ دونوں ہر ایک سے روایت کرتے ہیں میں کہتا ہوں یہ مرسل ضعیف ہے لیکن موضع فضائل میں اکتفا کرتی ہے۔

مما نعت خلف الامام کی حدیث کے بارے لکھتے ہیں کہ

ولم لیغفہ احد بشیء غیر انه قال هذا مرسل (اعلاء السنن ج ۳ ص ۴۴)

ان المرسل حجة عندنا (اعلاء السنن ج ۳ ص ۴۴)

یہ کہ حدیث مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے۔

عن عبد الوہاب عن البہاجر عن ابی العالیہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی قراء فقرا اصحابہ فنزلت فاستبعولہ وانصتو فسکت القوم وقرا النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قال البیہقی هذا ایضاً منقطع

(احی مرسل) قلت وهو حجة عندنا (اعلاء السنن ج ۳ ص ۵۳)

اما عندنا فمراسیل الائمہ من التابعین مقبولة مطلقا (اعلاء السنن ج ۳ ص ۵۳)

آئمہ تابعین کی مرسل احادیث ہمارے لیے مطلقاً حجت ہیں۔

اب تو فیصلہ دیوبندی حکیم الامت نے ہی کر دیا ہے اب تو ان کو تسلیم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہونی چاہیے۔

اعتراض: یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے قابل حجت نہیں۔

جواب: یہ بھی اصول حدیث سے ناواقفیت کا ثبوت ہے امام نووی لکھتے ہیں کہ محدثین

کرام، فقہائے عظام علمائے کرام کہتے ہیں کہ فضائل، ترغیب و ترہیب میں ضعیف حدیث

پر عمل کرنا مستحب ہے۔ (کتاب الاذکار ص ۸۰ مطبوعہ بیروت)

امام ابن حجر لکھتے ہیں کہ

ہمارے آئمہ فقہاء اصولیین اور حفاظ کا اس پر اتفاق ہے کہ بے شک ضعیف حدیث

مناقب میں حجت ہوتی ہے جس طرح علماء کا اس پر اجماع ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف

حدیث حجت ہوتی ہے۔ (تطہیر الجنان ص ۱۳ مطبوعہ ملتان)

طوالت کے خوف کی وجہ سے باقی صرف حوالہ جات حاضر خدمت ہیں جن میں اسی

مفہوم کی عبارات موجود ہیں۔

تذریب الراوی ج ۱ ص ۲۹۸

مصطلح الحدیث ص ۶۳

شرح مسلم ج ۱ ص ۲۱

التبصرہ والتذکرہ شرح القیہ ج ۱ ص ۹

مرقاۃ ج ۲ ص ۸۳

قوت القلوب ج ۱ ص ۳۶۳

الکفایۃ فی علم الروایۃ ص ۱۳۲

علوم الحدیث ص ۹۳

تقریب النواوی ج ۱ ص ۲۹۸

فتح المغیث ج ۱ ص ۳۳۲

موضوعات کبیر ج ۱ ص ۶۳

مقدمہ ابن صلاح ص ۲۸

(مقدمہ مشکوٰۃ للشیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۹)

وہابیوں کی گواہی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ
 احادیث ضعیفہ و فضائل اعمال معمول بہا است۔ (مسک الحشام ج ۲ ص ۵۷)
 یعنی فضائل اعمال میں ضعیف حدیث کا قبول کرنا جائز ہے۔
 وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری شب برات کی عبادت کے متعلق روایات پر
 بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ
 اس رات کے متعلق ضعیف روایتیں ہیں اس دن کوئی کار خیر کرنا بدعت نہیں ہے۔ بلکہ
 بحکم انہا الاعمال بالنیات موجب ثواب ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۶۵ مطبوعہ لاہور)
 حدیث ضعیف سے جو موضوع نہ ہوا استحباب و جواز ثابت ہوتا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۵۰)
 دیوبندی حضرات کے قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ
 فضائل میں خالص ضعیف حدیث بھی معتبر ہے۔ (کلمہ طیبہ ص ۵ مطبوعہ لاہور)
 وہابیہ کے محدث نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں کہ
 حدیث ضعیف سے جو موضوع نہ ہوا استحباب و جواز ثابت ہوتا ہے۔

(فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۵۶)

ثقفہ راوی کا ضعیف حدیث کو روایت کرنا اسے قابل اعتبار بنادیتا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۵۳)
 علمائے دیوبند کے حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں
 کہ ضعیف روایت منافی احتجاج نہیں اس لیے ضعیف کہنے والے محدثین حدیث کو ضعیف
 بھی کہے جاتے ہیں اور اس سے حجت بھی پکڑتے جاتے ہیں۔ (کلمہ طیبہ ص ۴۲)
 کوئی ایک ضعیف روایت بھی ساقط الاعتبار نہیں مانی گئی ہے ورنہ ضعیف اور موضوع و
 منکر وغیرہ میں فرق باقی نہیں رہ سکتا۔ (کلمہ طیبہ ص ۴۲)

ضعاف کا مجموعہ حسن لغیرہ بن کر احکام تک میں حجت ہے۔ کلمہ طیبہ ص ۴۹
 دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی بھی فضائل اعمال میں ضعیف حدیث کو مقبول تسلیم
 کرتے ہیں۔ (اعلاء السنن ج ۲ ص ۶۵)

دیوبندی مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند بھی یہی لکھتے ہیں

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۵۳۳)

۲۔ بعض دفعہ اہل علم کے عمل کی وجہ سے حدیث ضعیف کو تقویت مل جاتی ہے۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ ایک حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ

امام نووی نے کہا، کہ اس کی اسناد ضعیف ہیں اس کو ملیرک سے نقل کیا حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ اہل علم کے عمل کی وجہ سے اس حدیث کی تقویت کا ارادہ کرتے ہیں۔

(مرقاۃ ج ۲ ص ۹۸)

امام حاکم صلوٰۃ التَّسْبِيح کی حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ

جس بات سے اس حدیث کی صحت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے اتباع تابعین سے ہمارے دور تک ہمارے مقتدا دوام کے ساتھ اس پر عمل کرتے رہے۔ اور لوگوں کو اس کی تلقین کرتے رہے ان میں حضرت عبداللہ بن مبارک بھی ہیں۔ (التقریر والتجیر ج ۲ ص ۲۳۹)

دیوبندی وہابی حضرات کے ممدوح عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ

امام بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک صلوٰۃ التَّسْبِيح پڑھتے تھے ان کے بعد علماء ایک دوسرے سے نقل کر کے اس پر عمل کرتے رہے ان کے اس عمل میں حدیث مرفوع کی تقویت ہے۔ (آثار المرفوعہ ص ۲۳)

وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ

فضائل اعمال میں ضعیف (حدیث) بھی معتبر ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۱۳، ج ۲ ص ۵۶)

وہابیہ کے محدث نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں کہ

اس حدیث میں اگرچہ قدرے ضعف ہے مگر تعامل اہل علم کا اس حدیث کے ضعف کو رفع کرتا ہے جیسا کہ اصول حدیث میں ہے، کہ تعامل اہل علم سے حدیث کا ضعف رفع ہوتا ہے۔ فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۲۱۱

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری ایک حدیث کے ضعف کا جواب لکھتے ہیں کہ

امام بیہقی و امام ابن منذر کا روایت کر کے اس سے استدلال کرنا اور پھر صدیوں سے

محدثین کا اس پر تعادل قابل عمل ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۵ ص ۵۲۵)
 وہابیہ کے احسان الہی ظہیر کے استاذ مفتی ابوالبرکات صاحب بھی ضعیف احادیث
 سے استدلال کر لیتے ہیں۔ (فتاویٰ برکاتیہ ص ۱۸)

۳۔ جس حدیث کو اُمت نے قبول کر لیا ہو وہ بھی حجت ہے خواہ اس کی سند ضعیف ہو۔
 امام سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ
 جب اُمت کسی ضعیف حدیث کو قبول کر لے۔ تو صحیح یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا۔
 اور وہ حدیث بمنزلہ حدیث متواتر ہوگی۔ اور اس سے کسی قطعی حکم کو منسوخ کر دیا جائے گا۔ اور
 اسی طرح حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ حدیث ”وارث کے لیے وصیت نہیں“
 آئمہ حدیث کے نزدیک ثابت نہیں ہے مگر اس حدیث پر سب نے عمل کیا ہے یہاں
 تک کہ اس حدیث سے آیت وصیت کو منسوخ قرار دیا ہے۔ (فتح المغیث ج ۱ ص ۳۳۲)
 امام سخاوی علیہ الرحمۃ نے امام شافعی کا جو قول پیش کیا ہے وہ الرسالة ۳۹ ص ۱۴۲ پر
 موجود ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ

ابن تیمیہ کی ایک عبارت ہم نے دیکھی جس میں لکھا ہوا تھا۔ جو حدیث جماعات آئمہ
 سے نقل کی گئی ہو اور اُمت نے اسے قبول کر لیا ہو وہ حدیث بھی قطعی ہے تمام محدثین کا
 یہی مذہب ہے۔ (اختصار علوم الحدیث ص ۲۹، ۳۰)

ملا علی قاری بھی یہی لکھتے ہیں کہ اُمت کے قبول کرنے سے ضعیف حدیث مقبول
 ہے۔ (مرقاۃ ج ۳ ص ۹۸)

امام ابن حجر کا بھی یہی موقف ہے۔ (الکت علی کتاب بن صلاح ج ۱ ص ۳۷)

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ

ضعیف (حدیث) کے معنی ہیں جس میں صحیح کی شرائط نہ پائی جائیں۔ وہ کئی قسم کی
 ہوتی ہیں اگر اس کے مقابل میں صحیح حدیث نہیں تو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ جیسے نماز کے
 شروع میں سبحنک اللہم پڑھنے والی حدیث ضعیف ہے مگر عمل ساری اُمت کرتی ہے۔
 (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۷۷)

وہابیہ کے محدث حسین بن محسن الانصاری لیمانی لکھتے ہیں کہ
نظم الدرر کی شرح جس کا نام البحر الذی زخر ہے میں امام جلال الدین سیوطی علیہ
الرحمۃ نے فرمایا کہ مقبول وہ حدیث ہے جسے علماء نے قبول کر لیا ہو۔ اگرچہ اس کی کوئی بھی
سند صحیح نہ ہو۔ (التحفة المرضیۃ فی حل بعض المسکلات الحدیثہ ج ۲ ص ۱۷۸)
مزید لکھتے ہیں کہ

حافظ امام سخاوی نے شرح الالفیہ میں ذکر کیا جب اُمت نے ضعیف حدیث کو قبول کر
لیا ہو تو صحیح مذہب کی بنیاد پر وہی ضعیف حدیث معمول بنالی جائے گی یہاں تک کہ وہ بمنزلہ
متواتر قرار پا کر نص قطعی کو بھی منسوخ کر سکے گی۔ (التحفة المرضیۃ ج ۲ ص ۱۷۸)
قارئین کرام اجلہ علماء محدثین نے اسے (احادیث نفی سایہ) کو نقل کیا ہے۔
اب علماء کے قبول کرنے سے تمام اعتراضات رفع ہو گئے۔
۴۔ کشف سے بھی ضعیف حدیث کو تقویت مل جاتی ہے۔

محدث جلیل مولّا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ
شیخ محی الدین ابن عربی نے کہا، کہ مجھے حضور ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ جس نے
ستر (۷۰) ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا اس کی بخشش کر دی جائے گی اور جس کو اس کا ثواب
بخش دیا گیا ہو اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی میں نے ستر ہزار مرتبہ کلمہ پرھ لیا اور میں
نے کسی بھی شخص کو اس کا ثواب بخشنے کی نیت نہ کی تھی اتفاقاً میں ایک دعوت میں شریک ہوا
ان میں ایک نوجوان جس کو کشف ہوتا تھا شریک تھا اچانک وہ کھانے کے درمیان میں
رونے لگا۔ میں نے اس رونے کی وجہ دریافت کی اس نے کہا کہ میں نے اپنی ماں کو عذاب
میں گرفتار دیکھا ہے۔ میں نے دل ہی دل میں اس ستر ہزار کلمہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش
دیا پھر وہ نوجوان ہنسنے لگا۔ اور کہنے لگا اب میں اپنی والدہ کو اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں ابن
عربی فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کی صحت کو اس نوجوان کے کشف سے جان لیا
اور اس کے کشف کی صحت کو حدیث کی صحت سے جان لیا۔ (مرقات ج ۲ ص ۹۹)

اسی مفہوم کا ایک واقعہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے حضرت جنید بغدادی کا

نقل کیا اور مزید اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ
 سو جیسے حدیث معلوم با اعتبار سند تو ضعیف تھی پر بطریق مذکور اس کی صحت منکشف
 ہوئی۔ (آب حیات ص ۴)

یہی واقعہ نا نو تو ی نے اپنی دوسری کتاب تحذیر الناس ص ۳۸ پر بھی نقل کیا۔
 قارئین کرام ہماری سیر حاصل بحث نے ثابت کر دیا کہ ہر حالت میں احادیث نفی
 سایہ مصطفیٰ ﷺ قابل قبول ہیں۔

وہابیہ دیوبندیہ کا یہ معمول بن چکا ہے کہ اگر کوئی حدیث صحیح بھی ہو اور وہ ان کے
 موقف کے خلاف ہو تو وہ اسے ٹھکرا دیں گے حضور ﷺ کی احادیث کی ان کے ہاں کوئی
 وقعت نہیں ہے۔ وہابیہ کے ایک عالم محمد جونا گڑھی تو یہاں تک لکھ دیتے ہیں کہ
 شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر خدا ﷺ اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرمائیں۔ تو وہ
 بھی حجت نہیں۔ طریق محمدی ص ۴

تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے آج ایک امتی کی
 رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے۔ (طریق محمدی ص ۴)

اختصار مانع ہے ورنہ اسی پر متعدد حوالہ جات پیش کر دیتا۔ بتائیے انصاف سے یہ رسول
 دشمنی نہیں تو کیا ہے۔

تم ہی کہہ دو کیا یہی آئین وفاداری ہے۔

اور جب یہ اپنا موقف ثابت کرنا چاہتے ہوں گے تو موضوع احادیث بھی ان کے لیے
 قرآن کا درجہ میں ہوں گی۔ اختصاراً صرف ایک حوالہ حاضر خدمت ہے وہابیہ کے لیے۔
 ایک وہابی عالم حکیم صادق سیالکوٹی نے صلوٰۃ الرسول نامی کتاب لکھی ہے۔ اس میں اپنے
 موقف کی دلیل کے لیے ضعیف احادیث بھی پیش کر کے ان سے حجت قائم کرنے کی
 کوشش کی ہے ایک وہابی عالم ابو عبد السلام عبد الرؤف بن عبد المنان اس کتاب کے متعلق
 لکھتے ہیں کہ

مؤلف (صادق سیالکوٹی) رحمہ اللہ نے اس کتاب میں متعدد ضعیف حدیثیں بھی ذکر

کردی ہیں دراصل موصوف جس ماحول میں تھے اس میں صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز بہت کم ہی کی جاتی تھی اور ضعیف احادیث سے حجت لینے استدلال کرنے اور اس پر عمل کرنے سے بہت کم اجتناب کیا جاتا تھا اس لیے انہیں ہم اس بارے میں معذور سمجھتے ہیں تاہم اس مقام پر جو بات قابل مواخذہ ہے وہ یہ ہے کہ ان ضعیف احادیث میں سے بعض احادیث ایسی بھی ہیں جن کے ضعیف ہونے کی صراحت خود ان کتب میں موجود ہے جن کے حوالے سے ان کو ذکر کیا گیا ملاحظہ ہوں درج ذیل حدیثیں ۱۶، ۸۸، ۹۵، ۱۱۰، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۴، ۲۳۸، ۲۵۷ لیکن موصوف نے ان کو ذکر کرتے وقت ان کے ضعف کی طرف اشارہ تک بھی نہیں کیا اور یہ محققین کے نزدیک جائز نہیں بلکہ امام مسلم نے تو ضعیف احادیث کے ضعف کو جاننے کے باوجود بیان نہ کرنے والے کے بارے میں سخت الفاظ استعمال کیے ہیں۔ (القول المقبول فی تخریج وتعلیق صلوٰۃ الرسول ص ۱۵، ۱۴)

اعتراض: حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن عین دوپہر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ میں تھی۔

جواب: مدینہ منورہ میں نصف النہار (دوپہر) کے وقت سایہ اتنا نہیں ہوتا کہ آدمی دوسرے کے سایہ میں کھڑا ہو سکے۔

۲۔ اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں انا بظل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تھی

اس سے مراد معروف سایہ نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ہے اس کے متعلق چند ایک احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

السلطان العادل المتواضع ظل اللہ (جامع صغیر ج ۲ ص ۳۱)

عدل اور عاجزی کرنے والا بادشاہ اللہ کا سایہ ہے۔

اسی مفہوم کی حدیث مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲۳، وہابیہ کے ترجمان نے لکھا ہے کہ سات

شخصوں پر سایہ خداوندی ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث ۷ جولائی ۱۹۹۵ء

اب بتائیے کہ اللہ تعالیٰ کا سایہ وہابی دیوبندی تسلیم کریں گے۔

سبعة يظلهم الله تحت ظل عرشه (جامع صغیر ج ۲ ص ۲۶)

اس کا مطلب اس کی رحمت کے سائے میں ہوں گے (مجمع بحار الانوار ص ۳۳)

اب بتائیے نہ رب تعالیٰ کا سایہ نہ اس کے عرش کا سایہ، اب وہابی دیوبندی کیا کہیں گے۔

مزید حدیث میں ہی ارشاد ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار

سو برس چلے تو اسے طے نہ کر سکے۔ (صحیح ابن حبان ج ۱۰ ص ۲۵، سنن دارمی ج ۲ ص ۴۳، فتح الباری ج ۶ ص ۲۵،

جامع ترمذی ج ۲ ص ۸۷، بخاری ج ۲ ص ۹۷، مسلم ج ۲ ص ۸۷، مشکوٰۃ ص ۴۹، ابن ماجہ ص ۳۳)

بتائیے کہ جنت میں نہ دھوپ نہ چاندنی پھر درخت کے سایہ کا کیا معنی ہے اب عام فہم

گفتگو اور تحریر میں سب بزرگان دین کے ساتھ لکھتے ہیں مدظلہم۔ ان کا سایہ دراز ہو کیا اس

کا مطلب یہ ہے کہ حضرت صاحب دھوپ میں تپتے رہیں اور ان کا سایہ پڑتا رہے حالانکہ

مراد ان کی مہربانی اور رحمت ہے حضور ﷺ کے اس حدیث میں ظل سے مراد رحمت ہے۔

دیوبندی حضرات کے قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ

ایک سایہ تو ہمارا ہوتا ہے وہ تو ظلماتی ہے اور ایک سایہ آفتاب کا ہوتا ہے جسے دھوپ

کہتے ہیں وہ نورانی ہوتا ہے پس حضور (ﷺ) اللہ کا سایہ ہیں جو نورانی محض ہے۔

(شان رسالت ص ۳۲ مطبوعہ لاہور)

اب یہ تو دیوبندی ہی بتائیں گے کہ اللہ کا سایہ سے کیا مراد ہے۔

اعتراض: حضرت زینب علیہا السلام نے حضور ﷺ کا سایہ دیکھا۔ (مندام احمد)

جواب: حدیث مذکور میں بھی نصف النہار (دوپہر) کا ذکر ہے۔ اور یہ حجت الوداع کے

موقع کی حدیث ہے وہ گرمیوں کے دن ہیں دیکھئے۔ حضور ﷺ کا وصال باکمال جون کے

مہینے میں ہوا۔ (تاریخ اسلام از شوق امرتسری ص ۳۲) (رحمۃ اللعلمین از قاضی سلیمان

منصور پوری وہابی ج ۲ ص ۳۴) ان دنوں تو ہمارے ہاں بھی آدمی کا سایہ نہیں ہوتا دلیل کے

لیے دیکھئے۔

۱۔ مشیت علی ظل او انتعلت ظلی ای مشیت او انتصف النہار فلم یکن لی ظل النجد ص ۳۹ مطبوعہ مصر

مشیت علی ظلی اور انتقلت ظلی کے معنی یہ ہیں کہ میں چلا اس حال میں کہ نصف النہار

(دوپہر) کا وقت ہو گیا اس لیے میرا سایہ نہیں تھا۔

۲۔ علمائے دیوبند کی معتبر عربی لغت میں دیوبندی عالم عبد الحفیظ بلیاوی ندوۃ العلماء لکھنؤ لکھتے ہیں کہ

مشیت علی ظلی او انقلت ظلی میں چلا اس حال میں کہ دوپہر ہو چکی تھی۔ اس لیے میرا سایہ نہیں تھا۔ (مصباح اللغات ص ۵۲۴ مطبوعہ کراچی)
فی ظلہ پناہ میں۔ (مصباح اللغات ص ۵۲۴)

اذا مشیت وقد انتصف النهار فی القیظ ولم یکن لی ظلی

(اقرب الموارید ج ۲ ص ۷۳ مطبوعہ مصر)

مشیت علی ظلی یا انقلت ظلی اس وقت کہا جاتا ہے جب (موسم گرما میں) کوئی دوپہر کے وقت چلے تو کہتا ہے کہ میں دوپہر کے وقت چلا اس لیے میرا سایہ نہیں تھا۔
کرمانی شرح بخاری میں بھی ہے کہ عین دوپہر کو سایہ ظاہر نہیں ہوتا۔

کرمانی حاشیہ ۱۲ صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۱

۲۔ یہاں ظل بمعنی شخص ہے دیکھئے، ایک دو حوالہ جات جو ہم نے حاضر خدمت کیے ہیں پہلے تو ان پر ہی غور کیجئے تو یہ مسئلہ واضح ہو جائے گا مزید حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔
صاحب شتبی الارب ظل کے معنی کے تحت لکھتے ہیں کہ

راحت، نعمت ۱ و خیال کہ از د او پری و جز آں پیدا شود واسپ ۳ مسلمہ بن عبد الملک وار جمندی ۴ واستواری ۵ اور یسر ۶ و پرزہ ۷ جامہ و شب ۸ یا بہرہ ۹ از شب و کا بعدہ ۱۰ ار شخص ہر چیز الیا پوشش ۱۱ آں و اول جوانی ۱۲۔ (شتبی الارب ج ۳ ص ۷۸)

اسی طرح تاج اللغت میں ظل کے معنی کے تحت ہے کہ

و نیز خیائے ۱ کہ دیدہ میشود از جن و جز آں ۲ و نام اسپ مسلمہ ۳ بن عبد الملک و عزت ۴ و غلبہ و ریشہ و تار جامہ کہ از دو ختن دو طرف جامہ ظاہر شود ز محشری گوید ہذا ثوب مالہ ظل
ظل کل شی شخص آں چیز یا پردہ آں۔ (تاج اللغت الظاء)

القاموس المحیط میں ہے کہ

الظل بالكسر نقيض الصبح وهو الفتي أو هو بالغداة والفتى بالعشى جمع
ظلال و ظلول و اظلال والجنة و منه ولا الظل والحرور والخيال من
الجن وغيره يرى و فرس مسلمة بن عبد الملك والعز واطنعه والزئبر
والليل أو جنحه و من كل شئ شخصه أو كنه و من الشباب أوله و من
القيظ شدته و من السحاب ما وری الشمس منه أو سواده و من النهار لونه
إذا غلبت الشمس وهو في ظله في كنفه (القاموس المحيط ج ۴ ص ۱۰۱)

ظل بالکسر روشنی کی نقیض ہے یا ظل بمعنی فنی (سایہ) ہے یا ظل صبح کو ہوتا ہے اور فی
شام کو ہوتا ہے جمع ظلال ظلول اظلال ہے اور ظل جنت کو بھی ظل کہتے ہیں جو ظاہر ہوتا ہے۔
اور مسلمہ بن عبد الملک کے گھوڑے کو بھی کہتے ہیں ظل کے معنی عزت کے بھی ہیں اور ظل
کے معنی قوت اور غلبہ کے بھی ہیں اور ظل کپڑے کے تاگے کو بھی کہتے ہیں اور ہر چیز کے
شخص اور بدن کو بھی ظل کہتے ہیں یا کسی شے کے پردے اور لباس کو بھی ظل کہتے ہیں اور
بادل کے اس حصہ کو بھی ظل کہتے ہیں جو سورج کو ڈھانک لے اور بادل کی سیاہی کو بھی ظل
کہتے ہیں اور دن کے رنگ کو بھی ظل کہا جاتا ہے جب سورج اس پر غالب ہو جائے عرب
کا محاورہ ہے وهو في ظله اس کے معنی ہیں فی کنفہ یعنی وہ فلاں شخص کے ظل میں
ہے اس کی پناہ اور حفاظت میں۔

مذکورہ بالا ظل کے معانی لکھنے کے بعد اقرب الموارد میں ہے کہ

ومن كل شئ شخصه

ہر چیز کے شخص اور بدن کو بھی ظل کہتے ہیں۔ (اقرب الموارد ج ۲ ص ۷۳۱)
شیخ محمد طاہر علیہ الرحمۃ ظل کے معنی جسم لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

وظلهم شخوصهم (مجمع بحار الانوار ج ۲ ص ۳۳۳)

ان کے ظلال سے ان کے اشخاص (اجسام) مراد ہیں۔

بہت ہی وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ نے ظل کے معنی شخص اور قالب لکھے ہیں۔

(تفسیر مظہری ج ۵ ص ۱۸۵)

امام بغوی نے بھی ظل کے معنی شخص اور بدن کے لکھے ہیں۔ (معالم التنزیل ص ۱۱)

علامہ محمود آلوسی بھی یہی فرماتے ہیں۔ (روح المعانی ج ۳ ص ۱۵)

یہ وہ تفاسیر ہیں جن پر دیوبندی علماء کا بھی اتفاق ہے تفسیر روح المعانی کے متعلق دیوبندی مفتی محمد شفیع آف کراچی لکھتے ہیں کہ

زمانہ حال کے سب سے بڑے مفسر قرآن سید محمود آلوسی بغدادی جن کی تفسیر روح المعانی علماء سلف کی تفاسیر کا بہترین خلاصہ اور عرب و عجم مشرق و مغرب میں مقبول بندے و مستند تفسیر ہے موصوف جس طرح قرآن و سنت کے بحر عالم ہیں اسی طرح فلسفہ ہیئت قدیم و جدید کے بھی بڑے عالم تھے۔ (معارف القرآن ج ۶ ص ۳۹۲)

قارئین کرام، ہماری اس ساری گفتگو سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ ظل کے معنی صرف سایہ ہی نہیں بلکہ شخص اور بدن بھی ہوتے ہیں اور ان احادیث میں یہ ہے کہ حضور ﷺ کے جسم اطہر کو ذات مقدسہ کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آتے دیکھا۔
اعتراض: ایک حدیث میں بھی وظلہ کے الفاظ بھی موجود ہیں۔

جواب: ظل کے معنی کے سلسلے میں ہم تفصیلی لکھ چکے ہیں کہ یہاں بھی ذات اور جسم مراد ہے ہمارے اس موقف کی مؤید ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ کیجئے۔ کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس کا کوئی رنگ ہو اور نہ تمہیں جنت اور دوزخ میں کسی چیز کے ہونے کی خبر دی گئی ہے لیکن وہ سب چیزیں تمام جنتی دوزخی اس قبلہ کی سمت میں ظاہر کر دیئے گئے ہیں نے تمہیں یہ نماز پڑھائی، تو میں نے ہر چیز کی صورت مسجد کی دیوار میں دیکھ لیا۔ (کنز العمال ج ۳ ص ۱۷۸)

حضور ﷺ نے جب ہر چیز کو دیکھا تو یقیناً صحابہ کو بھی دیکھا جو یقیناً جنتی ہیں ثابت یہ ہوا کہ ظل کے معنی یہاں سایہ تاریک نہیں بلکہ وہی شخص اور جسم ہے ثابت یہی ہوا کہ ظلی و ظلم میں بھی سایہ تاریک مراد نہیں ہے بلکہ ذات مقدسہ مراد ہیں یہاں ایک عقلی دلیل ہمارے موقف کی تائید کے لئے غزالی دوراں حضرت مولانا احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ کی زبانی سنئے کہ

کمالات رسالت کے منکرین کی بے بصری موجب حیرت ہے ان لوگوں نے ظلی و ظلم کی حدیث سے حضور ﷺ کا جسمانی سایہ ثابت کرتے وقت اتنی بات بھی نہ سوچی کہ اگر حدیث سے حضور کا سایہ ثابت ہوا تو یا مسجد نبوی میں ہو گا یا دوزخ میں یا جنت میں کہ یہ واقعہ (مذکورہ اعتراض والی حدیث کا) عین نماز فجر کا ہے جس وقت حضور ﷺ اور صحابہ کرام مسجد نبوی میں تھے ذرا غور کرنے سے یہ بات واضح ہو سکتی ہے کہ تینوں جگہوں میں سے ایک جگہ پر بھی اس وقت سایہ کا وجود ممکن نہ تھا کیوں کہ نماز فجر کا وقت آخر شب کی ہلکی سیاہی کا وقت ہوتا ہے اس وقت کسی سایہ دار چیز کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اور جنت میں کسی جنتی کا سایہ نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ جنت میں ہر وقت ایسا سایہ رہتا ہے جیسے طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے دوران وقت میں ہوتا ہے اور سایہ میں کسی کا سایہ نظر نہیں آتا اس لیے جنت میں بھی سایہ دیکھنا متصور نہیں۔ اب تیسری جگہ دوزخ ہے تو مجھے امید نہیں کہ مخالفین دوزخ میں حضور ﷺ کا سایہ مانتے ہوں اور اگر خلاف امید ان کا مسلک فی الواقع یہی ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ سایہ ہمیشہ روشنی میں ہوتا ہے اور دوزخ کی آگ دنیاوی آگ کی طرح روشن نہیں بلکہ وہ سیاہ اور تاریک ہے دیکھئے (ترمذی ج ۲ ص ۸۳، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۰۳) اور ظاہر ہے کہ سیاہی اور تاریکی میں سایہ نہیں ہوتا اب مخالفین بتائیں حتیٰ دایت ظلی و ظلم کے معنی جو آپ کرتے ہیں کہ میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا یہ معنی کیسے درست ہو سکتے ہیں۔

(ظل النبی ص ۶ مقالات کاظمی ج ۲ ص ۱۹۳)

مزید تحقیق کے شائق حضور کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی یہ مذکور کتب کا مطالعہ فرمائیں اختصار سے ہم نے دلائل پیش کر دیے ہیں۔

ایک بات اور سوچیے۔ کہ ہم نے حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے پر آئمہ محدثین اولیاء اور حتیٰ کہ مخالفین کے اکابرین کے اقوال پیش کر دیئے ہیں اب آپ ہی ان سے پوچھیے کہ یہ تمام آئمہ محدثین اور تمہارے اکابر ان احادیث اور تمہارے دلائل سے جاہل تھے جو انہوں نے قرآن حدیث کے خلاف حضور ﷺ کے سایہ نہ ہونے کا لکھ دیا۔ حضور ﷺ کی بے ادبی میں تحقیق بھی ایسی ہوگی۔ دیکھئے علمائے دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی

کو اعتراف کرنا پڑا کہ

علمی تحقیق سے زیادہ ضرورت ادب کی ہے بلکہ بزرگان سلف کا ادب کرنے سے حق تعالیٰ تحقیق کی شان بھی عطا فرمادیتے ہیں بزرگان سلف کا ادب چھوڑ کر جو تحقیق کی جائے اس میں لغزش اور غلط فہمی کا بڑا خطرہ ہے۔ (مجالس حکیم الامت ص ۹۴ مطبوعہ کراچی)

سنیے دیوبندی حضرات کے لیے تھانوی صاحب کا ایک اور ارشاد یہ ہے کہ شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ انبیاءؑ احوال میں (بے ادبی کی) گفتگو کرنا خلاف ادب ہے۔ (کمالات اشرفیہ ص ۳۲ مطبوعہ ملتان)

چاہیے تو یہ تھا کہ یہ حضور ﷺ کی عزت و عظمت کو بیان کرتے لیکن یہ تو حضور ﷺ کی تنقیص ہی تلاش کریں گے تھانوی صاحب کا ایک قول ملاحظہ کیجئے کہ محققین نے مشورہ دیا ہے کہ عوام کم فہم جہلاء کے مجمع میں آپ (ﷺ) کے فاقہ وغیرہ کا بیان نہ کرے بلکہ ایسے عوام کے سامنے وہی مضمون بیان کرنا چاہیے جن میں آپ کی شان و شوکت ظاہر ہوتی ہو۔

(روح الجوار ص ۱۴، ملفوظات ہفت اختر ص ۱۰)

تھانوی صاحب کی مزید سنیے کہ

ہم لوگ مقامات انبیاء میں کلام کرتے ہیں سو ہم کو ایسا نہ کرنا چاہیے۔ (خلاصہ موعظہ ص ۱۴) یہ بات ان لوگوں کو یاد رکھنی چاہیے کہ عشق وہ شعلہ ہے کہ جب وہ روشن ہوتا ہے سوائے محبوب کے سب کو فنا کر دیتا ہے۔

(خلاصہ موعظہ ص ۲۱)

محبت ہو تو اس کو (محبوب کے) عیب بھی ہنر نظر آئیں گے اور معاند ہو تو اس کے ہنر بھی عیب نظر آئیں گے (اشرف السوانح ج ۲ ص ۵۶)

جس قدر نظر وسیع ہو جاتی ہے اعتراض کم ہو جاتا ہے۔ (معارف گنگوہی ص ۲۱)



باب سوم

حضور ﷺ کی بے مثل بشریت

حضور ﷺ حقیقت میں نور اور بشریت کے لبادہ میں تشریف لائے ہم اہل سنت و جماعت حضور ﷺ کی بشریت کا انکار نہیں کرتے، بلکہ حضور ﷺ کو جیسے بے مثل نور مانتے ہیں اسی طرح ہم آپ ﷺ کو بے مثل بشر مانتے ہیں یہ علمائے دیوبند و نجد کا ہم پر افتراء ہے کہ ہم حضور ﷺ کو بشر نہیں مانتے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ:

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

اجماع اہل سنت ہے کہ بشر میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے سوا کوئی معصوم نہیں جو دوسرے کو معصوم جانے اہل سنت سے خارج ہے۔ دوام العیش ص ۲ مطبوعہ بریلی شریف قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ (ﷺ) نور روشن ہیں اور آپ (ﷺ) کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں۔ (نفی الثبی ص ۵)

اب بھی اگر کوئی اس مسئلہ کے بارے میں امام اہل سنت پر افتراء کرے تو یہ اس کی شقاوت قلبی ہوگی۔

علمائے اہل سنت کا اجماع:

صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

انبیاء سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہو نہ کوئی عورت۔ (بہار شریعت ج ۹ ص ۹)

محال ہے کہ کوئی حضور (ﷺ) کا مثل ہو۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۱ مطبوعہ لاہور)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے خلق کو ہدایت کے لیے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے

واسطے بھیجا۔ ان کو نبی کہتے ہیں انبیاء وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ (کتاب العقائد ص ۴ مطبوعہ لاہور)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ نبی جنس بشر میں آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں۔ (جاء الحق ج ۱ ص ۱۷۳) ہم حضور ﷺ کو بے مثل بشر مانتے ہیں اور علمائے دیوبند و نجد مثل بشر کہتے ہیں۔ نعوذ باللہ اب حضور ﷺ کی بے مثل بشریت پر دلائل ملاحظہ ہوں۔

قرآن مجید کی روشنی میں:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لَسْتَ مِنْ النِّسَاءِ
معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے نسبت کی وجہ سے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن عام عورتوں سے ممتاز ہیں تو بتائیے کہ پھر حضور ﷺ کیسے مثل بشر ہوئے۔

احادیث مبارکہ:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ
انی لست مثلكم (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۳، الفتح الربانی ج ۱ ص ۸۲۰)
اصل میں پوری حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا تو آپ ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ بھی صوم وصال رکھتے ہیں فرمایا کہ بے شک میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ میں کھلایا اور پلایا جاتا ہوں۔
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۳، صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۳۵۱، الفتح الربانی ج ۱ ص ۸۲۰، سنن داری ج ۳ ص ۱۲ صحیفہ ہمام بن منبہ ص ۹۲)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ

انی لست کھیئتکم
میں تمہاری طرح کا نہیں ہوں
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۳، صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۳۵۱، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲۲، مؤطا امام مالک ص ۱۵۵، مسند امام احمد ج ۲ ص ۱۲۸)

ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ

انی لست کا حد منکم
میں تم میں سے کسی ایک کی بھی مثل نہیں ہوں

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۶۳، جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۶۳، الفتح الربانی ج ۱ ص ۷۰، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۰۹، مسند امام احمد ج ۲ ص ۱۵۳)
ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ

ایکم مثلی
تم میں میری مثل کون ہے

(بخاری ج ۲ ص ۲۶۳، صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۳۵۵، مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۵، بخاری ج ۲ ص ۲۰۲ دیوبندی قاری محمد طیب نے آفتاب نبوت ص ۹۹ میں)

دیوبندی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہیں قاطعہ ص ۷۷ میں تقریباً یہ تمام روایات ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور ۷ جولائی ۱۹۹۵ء پر بھی نقل ہیں۔ وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۲۷۷ میں نقل کی ہیں۔

ایک روایت میں یوں فرمایا ہے کہ

انکم لستم مثلی

بے شک تم میری مثل نہیں ہو۔ (صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۳۵۲، الفتح الربانی ج ۱ ص ۷۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بیٹھ کر آدمی کی نماز کا آدھا ثواب ہے اور آپ ﷺ خود بیٹھ کر نماز ادا فرما رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ولکن لست کا حد منکم

میں تم میں سے کسی ایک کی بھی مثل نہیں ہوں

(صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۲۵۳، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۸۸، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۱۱، سنن کبریٰ ج ۷ ص ۶۲، دیوبندی عابد میاں نے بھی اسی حدیث کو رحمۃ اللعالمین ص ۵۲ میں لکھا ہے)

حضرت ایوب کی والدہ نے خبر دی کہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہم نے آپ ﷺ کو بعض سبزی کھانے کی تکلیف دی اس میں کچھ بوتھی جب ہم نے سبزی حاضر

خدمت کی تو آپ ﷺ نے کراہت فرمائی صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ تم اسے کھا لو۔

فانی لست کا حد منکم

بے شک میں تم میں سے کسی ایک جیسا بھی نہیں ہوں۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲ سنن داری ج ۲ ص ۱۳۹)

قارئین کرام، ان احادیث طیبات سے بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ حضور ﷺ بے مثل بشر ہیں۔

شکل بشر میں نور الہی اگر نہ ہو

کیا قدر اس خمیرہ ماء و مدر کی ہے

وہابیہ دیوبندیہ حضور ﷺ کو مثل بشر ثابت کرنے کے لیے کہا کرتے ہیں کہ ہم بھی سنتے ہیں نبی بھی سنتے ہیں ہم بھی دیکھتے ہیں وہ بھی دیکھتے ہیں انصاف سے بتائیے کہ یہ کون سی عقل کے اعتبار سے موزوں دلیل ہے۔ سنتا تو رب تعالیٰ بھی ہے اور دیکھتا تو وہ بھی ہے اب یہ وہابی دیوبندی رب تعالیٰ کو کیا کہیں گے۔

کہتے ہیں نبی کے بھی دو ہاتھ ہمارے بھی دو ہاتھ ان کے اعضاء بھی ہماری طرح ہی کے۔ تھے معاذ اللہ۔

بتائیے یہ کیسی جہالت ہے مجھے وہابی دیوبندی یہ بات بتائیں تمہاری ماں کے بھی دو ہاتھ تمہاری بیوی کے بھی دو ہاتھ تمہاری ماں کی بھی دو آنکھیں دو پاؤں دو کان تمہاری بیوی کے بھی! اسی طرح ہے اب بتاؤ تمہاری ماں تمہاری بیوی کی مثل ہے اصل میں بات صرف اتنی ہے کہ یہ وہابیہ دیوبندیہ کی قوم عقل سے فارغ ہے یہ صرف ہم ہی نہیں کہتے دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی بھی کہتے ہیں کہ

چھٹ چھٹ کر تمام احمق میرے ہی حصہ میں آ گئے ہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۳۵)

سارے بد فہم اور بد عقل میرے ہی حصہ میں آ گئے۔ (افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۵۹)

اختصار مانع ہے یہاں علمائے دیوبند کی عقل مندی ملاحظہ کرتے جائیے کہ تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ

ایک شخص نے کہا تھا کہ وہ اپنی ماں سے بدکاری کیا کرتا تھا کسی نے کہا ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے تو کہتا ہے کہ جب میں سارا ہی اس کے اندر تھا تو اگر میرا ایک جزو اس کے اندر چلا گیا تو حرج کیا ہوا یہ حکم بھی تو عقلیات میں سے ہو سکتا ہے ایک شخص گوہ نہ کھایا کرتا تھا اور منع کرنے پر کہا کرتا تھا کہ جب یہ میرے اندر تھا تو پھر اگر میرے ہی اندر چلا جاوے تو اس میں کیا حرج ہے تو ان چیزوں کو عقل کے فتوے سے جائز رکھا جاوے گا۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۴۴)

دوسری طرف کھانے پر ختم شریف کے بارے تھا نوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ تو ساری باتیں بیوقوفی ہی کی ہیں غرض بدعت کی باتیں خود صریح طور پر عقل کے بھی خلاف ہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۲)

عقل فطری چیز ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۲۴)

مطلب واضح ہے کہ ختم شریف دیوبندی عقل کے فتوے سے ناجائز اور ماں سے زنا اور گوہ نہ کھانا دیوبندی عقل کے فتوے سے جائز ہے قارئین کرام اب خود ہی ان کا اندازہ لگائیں۔

حضور ﷺ کی چند خصوصیات مع حوالہ جات درج کی جا رہی ہیں حضور ﷺ کو مثل بشر کہنے والوں کے لیے دعوت غور و فکر ہے۔ یاد رہے کہ صرف مفہوم پر اکتفا کیا جا رہا ہے کیوں کہ اختصار مانع ہے۔

۱۔ حضور ﷺ کے جسم اطہر سے ہر وقت ایسی خوشبو مہکتی تھی جس کا ثانی کہیں نہیں ہوتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ

میں نے کوئی کستوری یا عنبر ایسا نہیں دیکھا کہ جو حضور سید عالم ﷺ کی مبارک خوشبو سے زیادہ خوشبو والا ہو۔

(بخاری ج ۱ ص ۲۶، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵، مشکوٰۃ ص ۵۱، مصابیح السنہ ج ۳ ص ۴۸، مسند ابویعلیٰ ج ۳ ص ۴۱، صحیح ابن حبان

ج ۹ ص ۷۳، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۵۰۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضور ﷺ کو تلاش کرنا ہوتا وہ آپ ﷺ

کی مبارک خوشبو کی مہک سے ڈھونڈھ لیتا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱، سنن دارمی ج ۳ ص ۳۲، مصابیح السنۃ ج ۴ ص ۵۱)
 دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۶ و ہابیہ کے حکیم صادق
 سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۱۴

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لاتے آرام
 فرماتے۔ میں آپ ﷺ کا پسینہ مبارک جمع کر لیتی۔ ایک دن حضور ﷺ نے پسینہ مبارک
 جمع کرتے دیکھ کر فرمایا کہ اے ام سلیم یہ کیا ہے؟ عرض کیا۔ کہ ہم اس پسینہ مبارک سے
 بچوں کے لیے برکت حاصل کریں گے۔ آپ ﷺ کا یہ پسینہ مبارک ہر خوشبو سے بہتر ہے
 فرمایا تو نے درست کہا۔

(صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵، مشکوٰۃ ص ۵۱، مصابیح السنۃ ج ۴ ص ۴۸، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۱۲)
 (تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۶، و ہابیہ کے عطاء اللہ طارق نے فضائل سید المرسلین ص ۱۰ و ہابیہ کے ترجمان ہفت روزہ
 الاسلام ص ۲ ستمبر ۱۹۸۵ء و ہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی نے جمال مصطفیٰ ص ۱۴ میں لکھا ہے۔)

و ہابیہ کے نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ
 آپ کا پسینہ مشک سے زیادہ پاکیزہ تر تھا۔ (اشامۃ العنبر یہ ص ۵۱)
 دیوبندی قطب العالم رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ
 صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ جس کوچہ سے (آپ ﷺ) تشریف لے جاتے تھے
 دیر تک خوشبو آیا کرتی تھی۔ جس کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تھے۔ وہ خوشبو نئے دست مبارک
 سے سڑکوں میں پھیلنا جاتا ہے جس سے آپ مصافحہ کرتے تھے اس کے ہاتھ سے دیر تک
 خوشبو مہکتی۔ (مسئلہ در علم غیب ص ۱)

حوالہ جات کثیر ہیں اگر اختصار مانع نہ ہوتا تو اسی پر ضخیم کتاب تیار ہو جاتی۔

۲۔ ہمارے حضور ﷺ ناف بریدہ پیدا ہوئے،

اور ختنہ کیے ہوئے جلوہ گر ہوئے۔

(زرقانی ج ۵ ص ۲۳۴، شفا ج ۵ ص ۵۲، شرح شفا ج ۳ ص ۳۶۳، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۳، دلائل النبوت ابو نعیم ج ۱ ص ۱۱، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۶، مولد العروس ص ۲۸، مولد رسول و رضاعتہ، ابن کثیر ص ۲۵، جواہر البحار ج ۲ ص ۹۱، کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱)

وہابیہ کے مجدد و نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

(آپ ﷺ) ناف بریدہ ختنہ شدہ پیدا ہوئے حدیث انس میں رفع آیا ہے۔

(اشامة المنبر یہ عملا)

۳۔ آپ ﷺ نے دنیا میں جلوہ گر ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا۔

(مواہب اللدنیہ مع زرقانی ج ۵ ص ۲۳۴، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۶، مولد العروس ص ۲۸، کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱، مولد رسول اللہ ابن کثیر ص ۲۵، تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹)

دیوبندی عالم عابد میاں لکھتے ہیں کہ

جب حضور ﷺ بی بی آمنہ کے لطن مبارک سے پیدا ہوئے تب بی بی آمنہ نے آپ کو دیکھا کہ حضور ﷺ سجدے میں تشریف رکھتے تھے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر انگلی آسمان کی طرف بلند فرما کر نہایت فصیح زبان سے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ یعنی نہیں کوئی معبود مگر ایک اللہ اور میں بے شک اللہ کا رسول ہوں۔ (رحمۃ اللعالمین ص ۱۲)

۴۔ عہد طفولیت میں حضور ﷺ مبارک انگلی سے جدھر اشارے فرماتے ادھر چاند ہو جایا کرتا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی نے مجھے آپ ﷺ کے دین میں داخل ہونے کے لیے راغب کیا۔ کہ میں نے آپ ﷺ کو گہوارے میں دیکھا، کہ آپ ﷺ چاند سے باتیں کر رہے تھے۔ اور یہ کہ آپ ﷺ اپنی مبارک انگلی کا جدھر اشارہ فرماتے چاند ادھر جھک جاتا۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۵۳، کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱، زرقانی ج ۵ ص ۲۳۴، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۶، تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹)

(البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۶۶)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کشتہ عشق رسالت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا
اب عیسائیوں کی انجیل برناباس کا ایک حوالہ ملاحظہ کیجئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

VERILY I say to you the moon shall minister sleep to him in his boy-hood, and when he shall be grown up he shall take her in his hands. The world beware of casting him out.

(انجیل برناباس ص ۵۸)

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کے بچپن میں چاند اس کو لوریاں دے کر سلایا کرے گا۔ اور جب وہ بڑا ہوگا تو چاند کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے گا۔ دنیا اس کو ٹھکرا دینے پر خبردار رہے۔

(انجیل برناباس اردو ص ۱۶۳)

قارئین کرام: ایک مصری مسیحی عالم خلیل سعادت نے اس کا عربی ترجمہ کیا۔ اس میں بھی یہ عبارت موجود ہے یہی وہ انجیل برناباس ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری برناباس کی تحریر کردہ ہے۔ اس برناباس کے متعلق موجودہ انجیل میں ہے کہ اور یوسف نام ایک لاوی تھا جس کا نام رسولوں نے برناباس یعنی نصیحت کا بیٹا رکھا تھا۔ جس کی پیدائش گیس کی تھی اس کا ایک کھیت تھا جسے اس نے بیچا اور قیمت لاکر رسولوں کے پاؤں میں رکھ دی۔

(رسولوں کے اعمال باب ۲ آیت ۳۶)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ برناباس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں بلند مقام رکھتے تھے اور اپنی ساری دولت رسولوں کے لیے قربان کر دی۔ اس لیے حواریوں نے ان کا نام نصیحت کا بیٹا رکھا۔ یہ انہی کی تحریر کردہ انجیل برناباس ہے جبکہ دوسری طرف اناجیل اربعہ (حق کی انجیل، یوحنا کی انجیل، لوقا کی انجیل، مرقس کی انجیل) حضرت عیسیٰ کے کسی حواریوں میں سے کسی کی بھی نہیں لکھی ہوئی ہیں۔

۵۔ خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
حدیث قدسی میں ارشاد ربانی ہے:

كلهم يطلبون رضائي وانا اطلب رضاك يا محمد ﷺ

اے محمد ﷺ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۳۵، تکمیل الایمان للشیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۳۲ تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۰۶، مکتوبات معصومیہ ص ۳)

امام نسفی کلیم اور حبیب کافرق یوں لکھتے ہیں کہ کلیم اپنے مولیٰ کی رضا پر عمل کرتا ہے اور

اللہ جل مجدہ الکریم اپنے حبیب ﷺ کی رضا کو پورا کرتا ہے۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۳۵)

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ خلیل کا فعل۔ اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے اور اللہ کا فعل

اپنے حبیب ﷺ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۳۶۹)

وہابیہ کے فضل احمد غزنوی لکھتے ہیں کہ

قرآن صاف فرما رہا ہے کہ سید دو جہاں کی اپنی مرضی کعبۃ اللہ کو قبلہ بنانے کی تھی جس

پر قرآن حکیم ان الفاظ میں فرما رہا ہے فلنتولينك قبلة ترضاها یعنی ہم آپ کو اس قبلہ کی

طرف رخ کرنے کا حکم ضرور بالضرور دے دیں گی، جو آپ کو پسند ہے۔ یہ مقام محمدی کا

بلند ترین مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی رضا کو منظور فرمایا اللہ اکبر، رب اکبر

اپنے رسول کی رضا کا خود طالب ہے ولسوف يعطيك ربك فترضى میرے محبوب

میں جلد ہی تیری رضا کو پورا کر دوں گا سبحان اللہ سچ ہے۔

بعد از خدا بزرگ تو کوئی قصہ مختصر

اے پرویز یو خدا را غور تو کرو کہ خود خداوند عرش عظیم تو رضائے محمد کا طالب ہے اور تم ہو

کہ خوشنودی خیر الانام کا انکار کر رہے ہو۔ (ہفت روزہ اہل حدیث ۱۵ نومبر ۱۹۶۱ء)

دیوبندی قطب عالم رشید احمد گنگوہی اس حدیث قدسی ”اے محمد ﷺ میں تیری رضا

چاہتا ہوں“ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

اس کی صحت وسند بندہ کو معلوم نہیں۔ اور اس کے معنی آیت ولسوف يعطيك ربك

فترضى کے لئے جائیں تو معنی صحیح ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۸)

اکابرین دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی فرماتے ہیں۔

محمد کی مرضی ہے مرضی خدا کی خدا کی رضا ہے رضا ہے محمد

(نالہ غریب امداد ص ۵، کلیات امداد یہ ص ۹)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ لکھتے ہیں کہ

خدا بھی چاہے خدا کی خدائی بھی چاہے

تمہاری چاہ کا رحمت مآب کیا کہنا

(باغ جنت ص ۲۸۶)

۶۔ اللہ تعالیٰ کو حضور ﷺ کی رضا اس قدر مطلوب ہے کہ بعض دفعہ اللہ نے اپنے پیارے

حبیب ﷺ سے مشورہ فرمایا۔ کہ حدیث میں حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ

بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا کہ میں

اس کے ساتھ کیا کروں، (اسی طرح تین دفعہ مشورہ فرمایا)

(مسند امام احمد ج ۵ ص ۳۹۳، کنز العمال ج ۶ ص ۱۱۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۰، شفا ج ۱ ص ۱۳۹)

۷۔ یہ صرف آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔ کہ آپ ﷺ نے حالت بیداری میں سر کی

آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔

حضور سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۵۹، مشکوٰۃ المصابیح ص ۷)

اختصار کی وجہ سے باقی صرف حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۹۹، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۷، جامع البیان ج ۷ ص ۵۲، مسند امام احمد ج ۲ ص ۲۸۸، مستدرک ج ۱ ص ۶۵،

روح المعانی ج ۷ ص ۵۲، شفا ج ۱ ص ۱۳۹، صحیح ابن حبان ج ۲ ص ۲۲۶، موارد الظمآن ص ۴، اکمال المعلم ج ۱ ص ۳۲، الجامع الاحکام

القرآن ج ۷ ص ۹۲، زرقانی ج ۶ ص ۱۳، شرح مسلم ج ۱ ص ۹، فتح الباری ج ۸ ص ۶۰، نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۸۸، شرح شفا ج ۲

ص ۲۸۸، مرقات ج ۱ ص ۳۳۹، عمدة القاری ج ۱ ص ۱۹۹، روح البیان ج ۹ ص ۲۲۳، اشعة اللمعات ج ۴ ص ۴۳، کشف الغمہ ج ۲

ص ۳۳، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۹، تفسیر عزیزی ص ۲۱۹)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

دیکھنا آپ ﷺ کا اللہ کو۔ دنیا میں، من جملہ آپ ﷺ کی خصوصیات سے ہے۔

(اشامة المنبر یہ ص ۲۹)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے یہی ثابت کیا ہے۔ (نثر الطیب ص ۷۷)

دیوبندی عاشق الہی صاحب لکھتے ہیں کہ

جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی مذہب ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے پروردگار کو سر کی

آنکھوں سے دیکھا اور محققین کے نزدیک یہی قول راجح اور حق ہے۔ (انوار اسراج ص ۱۵)

وہابی دیوبندی ایک روایت اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پیش کرتے ہیں

اس کے جواب میں دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ امام احمد سے کہا۔

کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جو شخص زعم کرے۔ کہ محمد ﷺ نے اپنے

رب کو دیکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا افتراء کیا سو کون سی دلیل سے حضرت عائشہ کے قول

کا جواب دیا جاوے انہوں نے فرمایا کہ خود نبی ﷺ کے قول سے روایت ربی یعنی میں نے

اپنے رب کو دیکھا ہے تو امام احمد کی روایت سے یہ حدیث مرفوع بھی ثابت ہوگئی۔

(نثر الطیب ص ۷۷)

۸۔ حضور سید عالم ﷺ آگے پیچھے ایک جیسا دیکھتے تھے۔

حضور ﷺ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ ہماری توجہ صرف اس

طرف ہے اللہ کی قسم ہم پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے نہ ہی رکوع ہم تمہیں پشت کے پیچھے بھی

دیکھتے ہیں۔ (صحیح بخاری ج ۵ ص ۵۹، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی،

پچھلی صفوں میں ایک آدمی نے صحیح طور پر نماز ادا نہ کی۔ نماز کے بعد سید عالم ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ اے فلاں کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا تو نہیں دیکھتا کہ نماز کس طرح پڑھتا ہے

تمہارا گمان یہ ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو اس میں سے کوئی چیز ہم سے مخفی رہتی ہے اللہ کی قسم

ہم آگے کی طرح پیچھے بھی دیکھتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۷۷، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸)

اسی کے لیے باقی حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸، سنن دارمی ج ۱ ص ۳۳، سنن نسائی ج ۱ ص ۹۳، آثار سنن ج ۱ ص ۱۱، زرکانی ج ۵ ص ۱۳، شناع

ص ۳۳، مسند ابویعلیٰ ج ۳ ص ۳ فیض القدیر ج ۱ ص ۱۴، جواہر البحار ج ۲ ص ۲۹)

جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب بھی یہی لکھتے ہیں۔ (وسائل مسائل ج ۱ ص ۳۶)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ پس پشت سے ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا سامنے سے۔ (اثبات العنبر یہ ص ۵)

۹۔ حضور ﷺ جو کچھ ہو رہا ہے جو ہوگا سب دیکھتے ہیں۔

رسول رحمت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لیے دنیا کو بلند فرمایا اس میں قیامت

تک جو کچھ ہونے والا ہے میں اس کو اس طرح دیکھتا ہوں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی کو۔

(زرقاتی ج ۷ ص ۲۳۳، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۱۹۲، حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۱۰۱، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۸، کنز العمال

ج ۱ ص ۴۲۰، جواہر البحار ج ۳ ص ۳۰۶، فتح الکبیر ج ۱ ص ۳۴)

مزید ارشاد فرمایا کہ

اللہ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا ہم نے اس کے مشرق و مغرب دیکھ لیے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹، جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۲، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸، سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۹۲، مشکوٰۃ ص ۵۱۲، شفا ج ۱ ص ۱۷۳)

۱۰۔ حضور سید عالم ﷺ کو زمین کے خزانے عطا کیے گئے۔ رحمت کائنات ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ

مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۴، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵، سنن نسائی ج ۲ ص ۴۲، مشکوٰۃ ص ۵۱۲، شرح السنۃ ج ۱۳ ص ۱۹۸، مسند ابو

یعلیٰ ج ۶ ص ۶، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۹۴، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۲، جواہر البحار ج ۲ ص ۱۵۵، شفا ج ۱ ص ۱۰۱، شرح شفا ج ۱ ص ۴،

نیم الریاض ج ۱ ص ۴، زجاجة المصانع ج ۵ ص ۵، کنوز الحقائق ج ۱ ص ۱۰۰، جامع صغیر ج ۱ ص ۴، الفتح الکبیر ج ۱ ص ۴، کنز العمال

ج ۶ ص ۱۰۱، فیض القدر ج ۱ ص ۱۲، سراج المنیر ج ۱ ص ۴، مجموع الاربعین ص ۹۰)

حدیث بالا کا ترجمہ وہابیہ کے ترجمان کی زبانی سنئے کہ

اللہ کی قسم اس وقت میں اپنا حوض دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں

دی گئی ہیں۔ اور اللہ کی قسم میں تمہارے (امت) کے متعلق اس بات سے نہیں ڈرتا۔ کہ تم

میرے بعد شرک کرو گے۔ (ماہنامہ الدعوة لاہور نومبر ۱۹۹۶ء ص ۳۴)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کو تمام خزانے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں عالم کشف میں

عطا کی گئی تھیں۔ (نثر الطیب ص ۱۶۶)

تھانوی صاحب کے خلیفہ مسیح اللہ نے بھی یہی لکھا ہے (ذکر النبی ص ۸۲)

۱۱۔ حضور سید عالم ﷺ نے انگلی کا اشارہ فرمایا تو چاند دو ٹکڑے ہوا۔

(زرقانی ج ۵ ص ۱۰۶، صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۲، شفا ج ۱ ص ۱۸۳، جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۶۲، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۷۳، حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۶، مشکوٰۃ ص ۵۲۳، مسند امام احمد ج ۳ ص ۸۲، مستدرک ج ۲ ص ۴۷۲، مشکل آثار ج ۲ ص ۲۰۲، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۹۹، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۷، شرح مواقف ج ۲ ص ۴۲۵، دلائل النبوت ابونعیم ج ۲ ص ۲۲۳، دلائل النبوة بیہقی ج ۲ ص ۲۶۵، مسند ابو داؤد ج ۳ ص ۳۸، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۱۲۲، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۷۷، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۵۲)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ عطار کے صندوقچے سے نکالا ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵۶، مشکوٰۃ ص ۵۱، مصابح السنۃ ج ۲ ص ۴۹، انوار محمدیہ ص ۲۷۲)

حضور ﷺ کی نظر کرم سے معذور اونٹ تیز ہو گیا۔ (شواہد النبوت ص ۲۳۹)

حضرت عثمان بن ابی العاص نے عرض کیا مجھے قرآن کریم یاد نہیں رہتا اور اس کی وجہ شیطان ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ میرے سینے پر رکھا۔ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے شانوں کے درمیان محسوس کی۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے شیطان عثمان کے سینہ سے نکل جا۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں اس کے بعد میں جو بھی سنتا وہ مجھے یاد رہتا تھا۔

(دلائل النبوت ابونعیم ج ۲ ص ۴۶۶، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۷۷، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۵۷، حجة اللہ علی العالمین ص ۳۳۶)

ایک گنجا آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا حضور ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ ان کے سر پر پھیرا تو سر پر بکثرت بال آگ آئے۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۳)

محدث قاضی عیاضی بھی اسی نوعیت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ (شفا ج ۲ ص ۲۱۲)

حضرت معاذ کی بیوی کو برص کا مرض تھا حضور ﷺ نے اپنا مبارک عصا ان کے جسم پر پھیرا تو یہ مرض جاتا رہا۔ (زرقانی ج ۵ ص ۲۰۱)

ایک بچہ کا ہاتھ ٹوٹ گیا حضور ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا تو اس کا ہاتھ صحیح ہو گیا۔

(شواہد النبوت ص ۲۱۲)

کوئی بیمار ہوتا تو حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ کے لگتے ہی وہ تندرست ہو جاتا۔

(احیاء القلوب ص ۲۹)

حضرت خظلہ رضی اللہ عنہ کے سر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ تجھ میں برکت دی گئی، اس کے بعد کسی جانور یا انسان کے کسی مقام پر ورم ہوتا تو ان کے ہاتھ کے لگتے ہی ٹھیک ہو جاتا۔ (زرقاتی ج ۳ ص ۸۶، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۳)

اسی طرح بشیر بن معاویہ کا واقعہ ہے۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۷)

حضرت ابیض کے چہرے پر دھدر ہونے کی وجہ سے چہرے کا رنگ بدل گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ ان کے چہرے پر پھیرا دھدر دور ہو گئی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۸، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۷)

ایک صحابی کے چہرے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ لگنے کی وجہ سے چہرہ اس قدر روشن تھا کہ وہ اندھیری کوٹھری میں داخل ہوتے وہ روشن ہو جاتی۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۵، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو لکڑی دی وہ تلوار بن گئی۔

(اسد القابہ ج ۳ ص ۳، سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۶۳، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۰ الاستیعاب ج ۳ ص ۱۰۸، شواہد النبوت

ص ۱۲۸، البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۲۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دسترخوان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ لگنے کی برکت سے آگ کا اس پر اثر نہ ہوتا۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۰ شواہد النبوت ص ۲۳۵)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ نکل گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ لگنے سے درست ہو گئی۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۱۶، زرقاتی ج ۱ ص ۱۸۶، دلائل النبوت ج ۲ ص ۳۸، سیرت حلبیہ ج ۲

ص ۴۴، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۸۶، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲، شفا ج ۲ ص ۲۱۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ سے حضرت ابو ہریرہ کی چادر میں کچھ ڈال دیا

اسے سینے سے لگانے پر قوت حافظہ زبردست مل گئی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۲ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۲)

حضرت عتبہ کے جسم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ لگنے کی برکت سے ساری عمر جسم

سے زبردست خوشبو آتی تھی۔

(مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۱۱، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۰۳، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۴، مدارج النبوت ص ۲۴)

حدیبیہ کے موقع پر پیاس صحابہ کو لگی پانی کی قلت محسوس ہوئی، حضور ﷺ نے مبارک ہاتھ پیالہ میں رکھا۔ حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی نے جوش مارنا شروع کر دیا پندرہ سو صحابہ علیہم الرضوان نے پانی پیا۔ اور سوار یوں نے بھی، مگر پانی ختم ہونے کا نام نہ لیتا تھا (مختلف روایات کا خلاصہ)

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۹۸، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۳۲، شفا ج ۱ ص ۱۸، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴۵، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی پانی ختم نہ ہوتا۔

(حوالہ بالا)

حضور سید عالم ﷺ نے تھوڑے سے کھانے پر کچھ پڑھا وہ کھانا اتنا ہوا کہ صحابہ نے سیر ہو کر کھایا مگر ختم نہ ہوا۔

(شفا ج ۱ ص ۱۹، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲، صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۷، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۶۱، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۳۹، البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۱۴۹)

خط سالی میں حضور سید عالم ﷺ نے بارش کے لیے اپنے مبارک ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے فوراً بارش شروع ہو گئی۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۶، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۳۲، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹۳، ابن ماجہ ص ۹۱، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۳، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۶)

حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ میں اونٹوں نے چھری دیکھی۔ تو ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے۔ تاکہ سب سے پہلے میرے گلے پر حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ سے چھری چلے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۳۵، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۳۲، بحیث النوافل ج ۲ ص ۲۲۵)

حضرت عبداللہ بن عتیک کی ٹانگ ٹوٹ گئی سید عالم ﷺ نے مبارک ہاتھ پھیرا فوراً ٹھیک ہو گئی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۷، مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۳۲، حجة اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۴۲۵)

قارئین کرام حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ کے کمالات اختصاراً چند ایک درج کر دیئے ہیں انصاف سے کہیے، اب بھی یہ کہیں نبی کے بھی دو ہاتھ ہمارے بھی لہذا ہم جیسے بشر ہیں نعوذ باللہ کتنی حماقت و گمراہی ہے۔ ارے یہ کہنے والو، کہ ہماری طرح حضور ﷺ کی دو آنکھیں اور دو ہاتھ تھے ظالمو تم دو ہاتھ تو دکھا دو گے، ہاتھوں میں وہ قوت کہاں سے لاؤ گے کہ اشارہ کرے تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے، کنکریاں پھینکیں تو کافروں کے چہرے بگڑ

جائیں بیماروں پر لگیں تو بیماریاں دور ہو جائیں تمہاری دو آنکھیں تو ہیں لیکن ان آنکھوں میں وہ طاقت کہاں سے لاؤ گے، کہ بے حجاب رب کریم کو دیکھ سکو، کان تو تمہارے دو ہی ہیں مگر کانوں میں وہ سماعت کہاں سے لاؤ گے۔ کہ فرشتوں اور جنوں کی گفتگو سن سکو مجھے یہ ضرور کہنا چاہیے، کہ اگر تمہارے نزدیک یہی معیار ہے کہ ان کی دو آنکھیں ہماری بھی دو آنکھیں اس لیے ہم جیسے ہیں تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں، کہ خنزیر، کتے، گدھے، اُلو، کی بھی دو آنکھیں ہیں تم سو گدھے کتے جیسے ہو۔

ارے کہاں ہم کہاں ہمارے آقا ﷺ

اے ظالمو سوچو تو سہی کہ ہم نماز میں یا ہمیں کوئی نماز میں سلام کرے تو ہماری نماز غارت ہو جائے۔ مگر حضور ﷺ کو سلام کیے بغیر ہماری نماز ہی نہیں ہو سکتی۔

۱۲۔ حضور ﷺ کی مبارک آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

(صحیح بخاری ج ۲۵، مواہب اللدنیہ مع زرقانی ج ۵ ص ۲۴۸، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱، شفا ج ۱ ص ۱۱۹، نسیم الریاض ج ۴ ص ۴۳۸، کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱، مشکوٰۃ ص ۲، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۸۹، جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۱۹)

۱۳۔ حضور ﷺ نے کبھی جمائی نہیں لی۔

(مواہب اللدنیہ مع زرقانی ج ۵ ص ۲۴۸، رد المحتار ج ۳ ص ۳۵۳، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱، کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱، تفسیر عزیزی ج ۳ ص ۲۱۹)

۱۴۔ حضور سید عالم ﷺ کے جسم اطہر اور مبارک کپڑوں پر کبھی مکھی نہ بیٹھی۔

(مواہب اللدنیہ ج ۵ ص ۲۴۹، شفا ج ۳ ص ۲۴۳، شرح شفا ج ۲ ص ۱۰۳، نسیم الریاض ج ۲ ص ۱۰۳، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۸، کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱، جواہر البحار ج ۵ ص ۵۸، تفسیر مدارک ج ۳ ص ۳۲۲، تفسیر عزیزی ج ۳ ص ۲۱۹)

۱۵۔ حضور ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام احتلام سے پاک تھے۔

(مواہب اللدنیہ مع زرقانی ج ۵ ص ۲۴۹، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۸، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۸، جواہر البحار ج ۲ ص ۲۰۴، کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱، حیوة الحیوان ج ۲ ص ۳۸۸، تفسیر عزیزی ج ۳ ص ۲۱۸)

۱۶۔ حضور ﷺ نے معراج کیا۔ براق پر سواری فرمائی۔ معراج کی رات سدرۃ المنتیٰ سے

اوپر تشریف لے گئے۔ (مواہب اللدنیہ ج ۵ ص ۲۵۸، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۹، کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳، تفسیر عزیزی ج ۳ ص ۲۱۹)

وہ رحمۃ اللعلمین اور تو سراپا بغض و کین

پھر کس طرح آئے یقین تو بھی بشر وہ بھی بشر

تو رینگتا ہے فرش پر اور عرش پر ان کی گزر
اب خود ہی تو انصاف کر تو بھی بشر وہ بھی بشر

۱۷۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور ﷺ کے موئے (بال) مبارک تھے جس کی وجہ سے دشمنوں پر غلبہ پالیتے۔ (عمدة القاری ج ۳ ص ۳۷۷، شفا ج ۱ ص ۲۱۸، نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۲۳، مسند ابویعلیٰ ج ۶ ص ۳۵۹، دیوبندی انور شاہ کشمیری نے انوار الباری ج ۵ ص ۹۳)

۱۸۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضور ﷺ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھ کر فرمایا کہ دائیں سے کھا اس نے تمسخر کرتے ہوئے عرض کیا میں اس سے نہیں کھا سکتا۔ فرمایا تو دائیں ہاتھ سے نہ کھا سکے گا۔ اُس کا دایاں ہاتھ بوقت موت تک منہ تک نہ جاسکا۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۲، مشکوٰۃ ص ۵۳۶، سنن داری ج ۵ ص ۴۵، مسند امام احمد ج ۳ ص ۴۹، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۵۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بکری ذبح کی، حضور ﷺ نے کھانا تناول فرمانے کے بعد بکری کی ہڈیاں اکٹھی فرما کر ان پر اپنا دست اقدس رکھ کر کچھ پڑھا تو وہ بکری زندہ ہو گئی۔ (زرقانی ج ۵ ص ۱۸۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲، حجة اللہ علی العالمین ص ۴۲)

۱۹۔ بچے کے جلے ہاتھ پر حضور ﷺ نے لعاب دہن لگایا تو فوراً ٹھیک ہو گیا۔

(زرقانی ج ۵ ص ۱۹۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۶۹، حجة اللہ علی العالمین ص ۴۲۸)

حضور ﷺ نے کھاری پانی کے کنویں میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو وہ بیٹھا ہو گیا۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۱، حجة اللہ علی العالمین ج ۳ ص ۴۳، مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۳، انوار محمدیہ ص ۳۲۵)

حضور ﷺ کے لعاب دہن سے حضرت علی کی آنکھیں جو دکھتی تھیں کی تکلیف دور ہو جاتی میں یہی حدیث نکل نی ہے۔

(مسند امام احمد ج ۴ ص ۴۳، مشکوٰۃ ص ۶۳۳، ابن ماجہ ص ۱۲، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۵، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۱۳)

وہابیہ کے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی نے کتاب التوحید ص ۶ میں یہی حدیث نکل کی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق کے مبارک پاؤں پر سانپ نے ڈس لیا زہر سرسرایت کر گیا۔ حضور ﷺ کے لعاب دہن لگتے ہی زہر کا اثر زائل ہو گیا۔ (روح البیان ج ۳ ص ۳۳۳) میں بھی لکھا ہے۔

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے تکریم المؤمنین ص ۱۵ میں بھی یہی لکھا ہے۔ ۲۰۔ حضور ﷺ نے حضرت خزیمہ کی ایک کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔ (صحیح بخاری ج ۳ ص ۳۹، جامع مسانید امام اعظم ج ۲ ص ۲۷۷، مسند امام اعظم ص ۱۸، مواہب اللدنیہ مع زرقانی ج ۵ ص ۳۲۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲)

ایک صحابی کے لیے روزے کا کفارہ خود ہی کھا لینا جائز قرار دیا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۰ صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۵، جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۵، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۳۲، سنن ابن ماجہ ص ۱۲، مشکوٰۃ ص ۱، موطا امام مالک ص ۱۵۳، سنن داری ج ۲ ص ۱۹، طحاوی ج ۲ ص ۸۴، ہدایہ ج ۱ ص ۲۰، زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸، دارقطنی ج ۱ ص ۲۵، اوجز المسالک ج ۳ ص ۴)

وہابیہ کے نواب صدیق حسن بھوپالی نے مسک الختام ج ۲ ص ۴۲، دیوبندی خلیل احمد سہارنپوری نے بذل المجہود ج ۴ ص ۱۵ میں نقل کیا ہے۔

وہابیہ کے محدث ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ (صحیح ابو داؤد ج ۲ ص ۴۵) حضور ﷺ نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے لیے چھ ماہ کی بکری کے بچے کی قربانی جائز قرار دی۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵، مواہب اللدنیہ ج ۵ ص ۳۲، زرقانی ج ۵ ص ۳۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۷، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۱۸، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸)

اس نوعیت کے حضور ﷺ کے اختیارات کے متعدد واقعات ہیں مگر اختصار کی وجہ سے ان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۲۱۔ ایک صحابیہ ام ایمن نے حضور ﷺ کا پیشاب مبارک پی لیا یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ تمہارے پیٹ میں کبھی تکلیف نہ ہوگی۔ اور تیرا پیٹ نہ دوزخ میں جائے گا۔ (طبرانی ج ۲۵، مستدرک ج ۳ ص ۶۴، دلائل النبوت ج ۲ ص ۴۴، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۸، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۱، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۲۳، زرقانی ج ۳ ص ۲۳، انوار محمدیہ ص ۲۱۹، شفا ج ۴، شرح شفا ج ۳ ص ۳۱، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۷، المجموع شرح المہذب ج ۲ ص ۲۳، جمع الوسائل ج ۲ ص ۳، مدارج النبوت ج ۵ ص ۲۵، کنز العمال ج ۶ ص ۱۳، الاستیعاب ج ۸ ص ۲۷)

اسی حدیث پاک کو دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۶۲
 دیوبندی اور لیس کاندھلوی نے سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۲۶۹، وہابیہ کے محدث عبداللہ
 روپڑی نے فتاویٰ اہل حدیث ج ۱ ص ۲۵، وہابیہ کے اسماعیل سلفی فتاویٰ سلفیہ ص ۳۹ میں
 دیوبندی عابد میاں نے رحمۃ العلمین ص ۴۰۸، دیوبندی مفتی محمد عبداللہ آف خیر المدارس
 ملتان نے خیر محمد جالندھری کی تصدیق سے خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۲۸ میں درج کیا ہے۔

اس حدیث کو قاضی عیاض محدث صحیح قرار دیتے ہیں۔ (شفاء ج ۱ ص ۴۱، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۱)
 امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح
 ہے اور امام دارقطنی امام بخاری، امام مسلم نے اسے صحیح میں روایت کرنے کا التزام کیا ہے۔

(نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۶۱)

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ

یہ حدیث عورت کے بول مبارک پینے کے صحیح ہے۔ (شرح شفاء ج ۱ ص ۳۶۱)

امام نووی فرماتے ہیں کہ بول مبارک پینے والی حدیث حسن صحیح ہے اور یہ دلیل کے
 لیے کافی ہی اس لیے کہ حضور ﷺ نے نہ اس پر انکار فرمایا نہ ہی اُم ایمن کو منہ دھونے کا حکم
 دیا اور نہ ہی دوبارہ ایسے کرنے سے منع فرمایا۔ (نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۵۴)

بعض کتب میں دو اور صحابیات کے متعلق اسی نوعیت کا واقعہ مذکور ہے۔

(طبرانی ج ۲۳، ۲۰۵، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۸۳، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۲۳۳، شفاء ج ۱ ص ۴۱، مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۵)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

آپ کی خادمہ اُم ایمن نے آپ کا بول مبارک پی لیا تھا۔ سو ان کو ایسا معلوم ہوا۔
 جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے۔ (نشر الطیب ص ۱۶۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ اس عورت کی کئی پشتوں سے خوشبو محسوس ہوتی
 تھی۔ (مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۵)

غزوہ احد کے دن حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا خون مبارک نگل
 لیا۔ جو کہ حضور ﷺ نے ان کو محفوظ کرنے کا حکم دیا تھا۔ خون مبارک پینے کا سن کر رحمت

کائنات ﷺ نے فرمایا تجھے جہنم کی آگ کبھی نہ چھوئے گی جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔

(شفاج اص ۴، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۲۳۴، زرقانی ج ۴ ص ۲۳، مواہب اللدینہ ج ۲ ص ۳۱۶، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۸۳، شرح شفاج اص ۳۶)

یہی واقعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بھی بیان کیا گیا ہے۔

(سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۲۳۴، زرقانی ج ۴ ص ۲۳، مواہب اللدینہ ج ۲ ص ۳۱۶، مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۵، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴۸۳، شرح شفاج اص ۳۶، نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۵۴)

کتب بالائیں کئی صحابہ سے ایسے واقعات مذکور ہیں۔

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۶۲، دیوبندی اور لیس کاندھلوی نے سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۲۶۹، وہابیہ کے اسماعیل سلفی نے فتاویٰ سلفیہ ص ۳۹ دیوبندی شیخ محمد زکریا سہارنپوری نے فضائل اعمال ص ۱۸۵، حکایات صحابہ ص ۲۶۸ میں لکھا ہے۔ اب وہابیہ کے رسول دشمنی اور ان کی خباثت ملاحظہ کیجئے۔

حضور ﷺ کے بول مبارک پینے والی روایت صحیح تسلیم کرنے کے باوجود وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ

اس روایت سے آپ کے پیشاب کا پاک ہونا ثابت نہیں ہوتا کیوں کہ غلطی سے پیا گیا آپ کا یہ فرمان کہ تیرے پیٹ میں درد نہیں ہوگا۔ یہ علاج ہے۔ بعض نجس چیز بھی علاج بن جاتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے چونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی تھی اس لیے اس نجس چیز کو اس کے لیے شفا بنا دیا۔ بہر حال اس فعل کو طہارت کی دلیل بتانا غلط ہے۔

(فتاویٰ اہل حدیث ج ۱ ص ۲۵)

دوسری طرف وہابیہ کے علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں کہ

والمنی طاهر وكذلك الدم غير دم الحيضة وكذلك رطوبة الفرج وكذلك الخبر و بول ما يؤكل لحمه و ما لا يؤكل لحمه من الحيوانات۔

(نزل الابراہیم ج ۴ ص ۴۹ مطبوعہ بنارس)

یعنی منی پاک ہے ایسے حیض کے خون کے علاوہ باقی خون شرمگاہ کی رطوبت شراب جانوروں کے پیشاب سب پاک ہے۔

وہابیہ کے مترجم صحاح ستہ وحید الزماں حیدر آبادی نے یہی مفہوم کی عبارت کنز الحقائق ص ۱۶ پر بھی نقل کی ہے۔ وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری اسی متعلق لکھتے ہیں کہ (جانوروں کے پیشاب کی) حلت کا اعتقاد رکھے..... لا باس ببول مایوکل لحمہ

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۶۷)

دیکھئے وہابیہ کے نزدیک جانوروں کا پیشاب پاک رسول کائنات ﷺ کا پیشاب مبارک ناپاک نعوذ باللہ یہ رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے۔
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہیں پھر آپ ﷺ کے بعد جو بھی اس میں داخل ہو وہ اس چیز کو نہیں دیکھ پاتا۔ جو آپ ﷺ کے مبارک جسم سے براز مبارک نکلتی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ کیا تو نہیں جانتی کہ اللہ نے زمین کو حکم دے رکھا ہے کہ انبیاء کے مبارک اجسام سے جو نکلے اس کو نگل لیا کر۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۷، شفا ج ۴ ص ۴۲، شرح شفاء ج ۲ ص ۲۵۳، نسیم الریاض ج ۱ ص ۲۵۳، دلائل النبوت ابو نعیم ج ۲ ص ۴۴۴، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۱۴، زرقانی ج ۳ ص ۲۲۸، مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۵)

یہی روایت دیوبندی حکیم الامت تھانوی نے نشر الطیب ص ۱۶۲ دیوبندی اور لیس کاندھلوی نے سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۲۶۸ میں نقل کی ہے۔
دیوبندی حکیم الامت تھانوی لکھتے ہیں کہ

آپ جب بیت الخلاء میں جاتے تھے تو زمین پھٹ جاتی۔ اور آپ کے بول و براز کو نگل جاتی اس جگہ نہایت پاکیزہ خوشبو آتی۔ (نشر الطیب ص ۱۶۲)
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور ﷺ نماز میں بہت طویل قیام فرماتے تھے اور آپ ﷺ نے اپنے گھر کے ایک کنویں میں پیشاب مبارک کیا (اسی وجہ سے) مدینہ منورہ میں اس کنویں سے بیٹھا کسی کنویں کا پانی نہ تھا۔ (دلائل النبوت ابو نعیم ج ۲ ص ۴۴۴)

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ رفع حاجت کے لیے دور تشریف لے گئے۔

آپ ﷺ کی واپسی کے بعد میں وہاں پہنچا۔ میں نے وہاں تین پتھروں اور ڈھیلوں کے سوا کچھ نہ دیکھا میں نے ان تینوں ڈھیلوں کو اٹھا لیا تو ان سے کستوری کی طرح خوشبو آ رہی تھی۔ میں ہر جمعے کے دن ان ڈھیلوں کو آستین میں رکھ کر مسجد میں جاتا۔ مجھ سے ایسی خوشبو آتی۔ کہ ہر خوشبو حتیٰ کہ عطر کی خوشبو پر غالب آ جاتی۔ (شرح شفاعت ص ۲۶)

اب چند محدثین کے اقوال ہدیہ قارئین ہیں کہ حضور ﷺ کے فضلات مبارک پاک ہیں۔ امام نووی لکھتے ہیں کہ

مومن حضور ﷺ کے تبرکات سے برکت حاصل کیا کرتے تھے۔ اس لیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے حضور ﷺ کا بول (پیشاب) مبارک پی لیا۔ اور بعض نے آپ ﷺ کا خون مبارک پی لیا تھا۔ کیوں کہ مشہور ہے کہ حضور ﷺ کے تبرکات کا صحابہ بہت اہتمام فرماتے تھے۔ اس میں غیر لوگ مخالفت کرتے ہیں۔ (شرح مسلم ج ۲ ص ۱۸)

ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بن العربی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بول و براز مبارک پاک ہیں۔ امام شافعی کا یہی فرمان ہے امام نووی نے الروضہ میں فرمایا کہ آپ ﷺ کے بول و خون مبارک اور تمام فضلات پاک ہیں۔ (شرح شفاعت ص ۳۵، یہی مفہوم مرقات ج ۲ ص ۵۳) قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ

علماء کی جماعت نے حضور ﷺ کے بول و براز مبارک کو پاک کہا ہے۔ (شفاعت ص ۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی یہی محدثین کرام اور آئمہ اور امام اعظم ابو حنیفہ کا مذہب بتاتے ہیں۔ (مدارج النبوت ص ۲۵)

علامہ بدرالدین عینی اور امام عسقلانی یہی فرماتے ہیں۔

(عمدة القاری ج ۳ ص ۳۵، فتح الباری ج ۲ ص ۳۷)

امام قسطلانی اور امام زرقانی یہی لکھتے ہیں۔ (موہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۱۸، زرقانی ج ۳ ص ۲۳)

امام عبد الوہاب شعرانی اور امام اسماعیل حقی یہی لکھتے ہیں۔

(الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۶۲، روح البیان ج ۵ ص ۵)

علامہ شامی لکھتے ہیں کہ

بعض شافعی آئمہ نے حضور ﷺ کے فضلات مبارکہ کا پاک ہونا صحیح قرار دیا ہے یہی قول امام اعظم ابوحنیفہ کا ہے۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۳)

اختصار مانع ہے ورنہ کثرت سے حوالہ جات موجود ہیں۔

اب اتمام حجت کے لیے چند ایک مخالفین کے اقوال حاضر خدمت ہیں۔

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

علماء آپ کے بول و براز کے طاہر ہونے کے قائل ہوتے ہیں۔ (نثر الطیب ص ۱۶۲)

تھانوی سے ایک سوال اسی متعلق ہوا سوال و جواب دونوں حاضر خدمت ہیں۔

سوال: حضور اقدس ﷺ کا جنگ احد میں بعض صحابہ کا خون کا زخم چوسنا، اور اس کا

ذائقہ حاصل کرنا اور بول مبارک پی جانا روایات معتبرہ سے ثابت ہے۔ درحالیکہ یہ دونوں

چیزیں نجس العین ہیں پس اس واقعہ کی تاویل کیا ہے ارشاد فرمایا جاوے۔

دیوبندی حکیم الامت اس کا یہ جواب دیتے ہیں۔

جواب: روایت کی تو میں نے تنقید نہیں کی۔ لیکن اگر یہ ثابت بھی ہو۔ تو علماء نے حضور

اقدس ﷺ کے ان رطوبات کو طاہر کہا ہے علامہ شامی نے اس کی تحقیق کی ہے پس کچھ بھی

اشکال نہیں اور اس کی کوئی دلیل میں نے کسی کے کلام میں منقول نہیں دیکھی۔ لیکن اس وقت

میرے ذہن میں آئی ہے وہ یہ کہ حضور ﷺ نے ان شاربین پر نکیر نہیں فرمایا اور آپ کا نکیر

نہ فرمانا حجۃ شرعیہ بالا جماع ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۸ ص ۲۳۸ مطبوعہ دیوبند)

دیوبندی ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے فضلات تو طاہر ہیں جمہور علماء اس طرف گئے ہیں۔

(امداد الاحکام ج ۵ ص ۳۵، مطبوعہ کراچی)

دیوبندی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں کہ

انبیاء کرم کے فضلات کی طہارت کا مسئلہ مذاہب اربعہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

(فیض الباری ج ۲ ص ۲۵ مطبوعہ مصر)

مزید لکھتے ہیں کہ فضلات انبیاء علیہم السلام کی طہارت کا مسئلہ مذاہب اربعہ کا مسلم

و طے شدہ مسئلہ ہے۔ (انوار الباری ج ۵ ص ۹۳ مطبوعہ ملتان)

تھانوی دیوبندی حکیم الامت کہتے ہیں کہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضلات شریفہ پاک تھے اُن پر دوسرے کو قیاس نہیں کر

سکتے۔ (الکلام الحسن ج ۱ ص ۷۷ مطبوعہ لاہور)

حضور ﷺ کے فضلات شریفہ پاک تھے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کچھ نور ہوتا

ہے۔ (الکلام الحسن ج ۲ ص ۳۲۲)

دیوبندی تبلیغی محمد زکریا سہارنپوری لکھتے ہیں کہ

حضور کے فضلات پاخانہ پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں اس لیے اس میں کوئی اشکال

نہیں۔ (فضائل اعمال ج ۵ ص ۱۸۵، حکایات صحابہ ص ۲۶۸)

علمائے دیوبند کے خیر المدارس کے مفتی سے سوال ہوا کہ ایک مولوی نے حضور ﷺ کے

پیشاب مبارک صحابیہ کے پینے کی حدیث بیان کی زید نے اسے بکواس کہا اس کے بارے کیا

حکم ہے؟ دیوبندی مفتی محمد عبداللہ دیوبندی خیر محمد جالندھری کی تصدیق سے لکھتے ہیں کہ یہ

واقعہ (حدیث) صحیح ہے اور علماء اہل سنت والجماعت کا یہ مذہب ہے کہ آنحضرت ﷺ کے

فضلات بول و براز ظاہر ہیں..... زید کو توبہ کرنی چاہیے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۲۹ مطبوعہ ملتان)

قارئین کرام حضور ﷺ کے فضلات مبارکہ سے خوشبو ماننے سے دیوبندی مذہب کی

موت ہے مگر ان کے مفتی عزیز الرحمن کی سنیے کہ

(مولوی الیاس کی نانی کا) جس وقت انتقال ہوا تو ان کے کپڑوں میں کہ جن میں

آپ کا پاخانہ لگ گیا تھا۔ عجیب و غریب مہک تھی کہ آج تک کسی نے ایسی خوشبو نہیں

سونگھی۔ (تذکرہ مشائخ دیوبند حاشیہ ص ۹۶)

الحمد للہ ہم نے دلائل قاہرہ سے حضور ﷺ کی نورانیت اور بے مثل بشریت ثابت کر دی

ہے۔ انصاف سے ہمارے ان دلائل کو پڑھنے والا کبھی حضور ﷺ کو مثل بشر قرار نہ دے گا۔

جس کے دل میں حضور ﷺ کی محبت ہے وہ کبھی بھی ان عقل کے اندھوں کی طرح آپ ﷺ

کی مماثلت کا دعویٰ نہ کرے گا۔

مسئلہ امتناع نظیر

اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اس لیے اب کوئی شخص اوصاف و کمالات میں حضور ﷺ کا ہمسر نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اگر کسی کو اوصاف و کمالات میں حضور سید عالم ﷺ کا ہمسر تسلیم کیا جائے تو اسے نبی بھی ماننا پڑے گا۔ حالانکہ اللہ نے حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند فرما دیا ہے۔ جبکہ علمائے دیوبند و نجد کا موقف یہ ہے کہ حضور ﷺ کا ہمسر پیدا ہو سکتا ہے نعوذ باللہ دیوبندی وہابی مذہب کے امام اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ

اس شہنشاہ (اللہ) کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔

(تقویۃ الایمان ص ۳ مطبوعہ دہلی ص ۵۵، مطبوعہ دیوبند ص ۵۵، مطبوعہ مکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۶، مطبوعہ ملتان ص ۵۴، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۳۶، مطبوعہ کراچی ص ۳۸، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

بلکہ یہ بھی کہا کہ حضور ﷺ کا ہمسر دنیا میں آ سکتا ہے محال نہیں کیوں کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ قرآن پاک کو لوگوں کے دلوں سے بالکل بھلا دے، جب کسی شخص کو قرآن پاک کا کوئی لفظ بھی یاد نہ ہوگا پھر حضور ﷺ کا تمام اوصاف میں ہمسر دنیا میں آ جائے تو کون سی نص کی تکذیب ہوگی۔ (نعوذ باللہ)

اس کی اصل عبارت یہ ہے کہ

بعد اختیار ممکن است کہ ایشان را فراموش گردانید شود پس قول بامکان وجود مثل اصلاً متج بہ تکذیب نص از نصوص نکرود و سلب قرآن مجید بوصف انزال ممکن است

(یک روزہ فارسی ص ۱)

دیوبند کے سرخیل خلیل احمد سہانپوری لکھتے ہیں کہ

رسول خدا خاتم الانبیاء ﷺ کا مثل اصل میں ممکن ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۲۷)

غور کیجئے۔ اللہ نے حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء بنایا اور فرمایا اور اب اگر یہ کہا جائے کہ حضور ﷺ کے ہمسر کی تخلیق ممکن ہے تو اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن ہوگا حالانکہ یہ باطل ہے

لیکن اس ضد کا کیا علاج کیا جائے کہ ان دیوبندی وہابی علماء نے اسی ضد میں اللہ کا کذب بھی ممکن مان لیا (نحوذ باللہ)

علمائے دیوبند و نجد کے امام اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ لاسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقتہ مواقع والقاء آن بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد (یک روزہ ص ۱، مطبوعہ ملتان)

یعنی ہم یہ نہیں مانتے کہ اللہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ حالانکہ جھوٹی باتیں گھڑنا اور فرشتوں اور انبیاء کو ان جھوٹی باتوں کی خبر دینا اللہ کی قدرت سے خارج نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ جھوٹ اللہ کی قدرت سے خارج ہے تو لازم آئے گا۔ کہ انسان کی قدرت اللہ کی قدرت سے زیادہ ہو جائے گی۔

دیوبندی قطب العالم رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ مکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اس کے خلاف پروہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۲ مطبوعہ کراچی)

دیوبندی محدث خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے (براہین قاطعہ ص ۲۷)

دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن تو حضور ﷺ کا ہمسر ممکن ثابت کرنے کے لیے یہ بھی کہتے ہیں کہ

افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں۔ (الہجد المقل ج ۸ ص ۸۲ مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام اب وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے کہنا عین ایمان ہے۔

(اہل حدیث امرتسر ۲۷، اگست ۱۹۱۵ء بحوالہ وہابی مذہب)

یہ حضور ﷺ کی توہین کی پھٹکار ہے کہ حضور ﷺ کے گستاخ ہوئے اللہ تعالیٰ کے بھی گستاخ ہو گئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کیا خوب فرمایا کہ

مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا کافران سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

حضور ﷺ کی بے مثل بشریت کے متعلق

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

فرماتے ہیں کہ

میں نے حضور ﷺ جیسا پہلے کبھی دیکھا نہ بعد میں، آپ ﷺ کی مثل کوئی نہیں۔

(جامع ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۰، تاریخ کبیر ج ۶ صفحہ ۱۳۱، الخصائص الکبریٰ ج ۵ صفحہ ۲۸، جمع الوسائل ج ۱ صفحہ ۲۸، شمائل ترمذی صفحہ ۳، شفا ج ۳ صفحہ ۳، شرح شفا ج ۳ صفحہ ۳۳، نسیم الریاض ج ۳ صفحہ ۳۳، مرقات ج ۵ صفحہ ۳۸، زرقانی ج ۳ صفحہ ۲۷، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱، کنز العمال ج ۱۱۱، مجمع الزوائد ج ۸ صفحہ ۴۸۶)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۱ دیوبندی مقتدر محمد حسن نے معرفت النبی ص ۵ میں بھی لکھا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔ (کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۱۳)

حضرت انس کا بھی یہی قول ہے۔ (کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۰، صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۸۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے۔ (کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔ (کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۰)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عقیدہ

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ

لسنا کھیئاتک یا رسول اللہ ﷺ

یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کے مثل نہیں ہیں۔ (صحیح بخاری ج ۱ صفحہ ۳۵)

اسی طرح ایک اور صحابی نے عرض کیا۔ (صحیح مسلم ج ۴ صفحہ ۳۵)

قارئین کرام، حضور ﷺ کی نورانیت اور بے مثل بشریت کے ثبوت میں قرآن و حدیث اقوال صحابہ و اقوال ائمہ آپ کے سامنے ہیں۔

صحابہ تو حضور ﷺ کو نور اور بے مثل مانتے ہیں اسی لیے وہابیہ دیوبندیہ نے صحابہ کو ماننے سے انکار کر دیا وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

حجت بتفسیر صحابہ غیر قائم است

صحابہ کی تفسیر حجت نہیں۔ (بدور الاحلۃ ص ۱۳۹ مطبوعہ بھوپال)

وہابیہ کے نزدیک صحابہ کے اقوال حجت نہیں (نعوذ باللہ) حوالہ جات حاضر خدمت

ہیں۔ (عرف الجادی ص ۸، فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۳۲، سیرت ثانی ص ۱۹۶، تاج المکمل ص ۲۹۲)

اب حضور ﷺ کے بے مثل بشر ہونے پر چند ایک اقوال وہابیہ دیابنہ کے ملاحظہ کیجئے۔

علمائے دیوبند کا ترجمان لکھتا ہے کہ

ہم نے دیکھا ہے جہاں میں آپؐ لے سا کوئی نہیں

آپؐ محبوب خدا اور رحمت العلمین

آپؐ کو حاصل ہوا سب سے الگ حسن و جمال

تختہ دنیا میں ہیں اک آپؐ ہی سب سے حسین

(ماہنامہ خلافت راشدہ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ)

وہابیہ کے حکیم صادق سیالکوٹی بھی لکھتے ہیں کہ

تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ

(جمال مصطفیٰ ص ۴۴)

دیوبندی عالم ضیاء القاسمی لکھتے ہیں کہ

وہ (اللہ) خالقیت میں بے مثال یہ (محمد کریم علیہ السلام) بشریت میں بے مثال

(خطبات قاسمی ج ۱ ص ۱۷۵)

علمائے دیوبند کے محمد حسن لکھتے ہیں کہ

ہر مسلمان کے لیے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ خدا کی

خدائی میں اپنے حسن و جمال میں یکتا ہیں آپؐ جیسا نہ کوئی اللہ نے پہلے پیدا فرمایا۔ اور نہ

قیامت تک فرمائیں گے۔ (معرفت النبی ص ۸)

مخلوق میں سب سے پہلے شیطان نے نبی کو صرف بشر کہا:

جب تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے سجدہ

کیوں نہ کیا شیطان نے کہا۔

لہ اکن لا سجد لبشر (پ ۱۲ رکوع)

مجھے زیبا نہیں کہ میں بشر کو سجدہ کروں۔

معلوم ہوا شیطان اور اس کی ذریت انبیاء کی توہین کی نیت سے بشر کہا کرتے ہیں۔

اب وہابیہ دیوبندیہ بھی اپنے روحانی باپ کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کو کفار نے اپنی مثل بشر کہا:

فقال البلاء الذین کفروا من قومہ ما نراک الابشر مثلنا (پ ۱۲ رکوع ۳)

تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی تم جیسا آدمی

دیکھتے ہیں۔

فقال البلاء الذین کفروا من قومہ ما هذا الابشر مثلکم (پ ۱۸ رکوع ۲)

تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے، یہ تو نہیں مگر جیسا آدمی

حضرت ہود علیہ السلام کو کفار نے اپنے جیسا بشر کہا:

فقال البلاء من قومہ الذین کفروا وکذبوا یلقاء الاخرة واطرقہم فی

الحیوة الدنیا ما هذا الابشر مثلکم یا کل مباتا کلون منه ویشرب مباتا

تشربون ولئن اطعتم بشرا مثلکم انکم اذا الخسرون (پ ۱۸ رکوع ۴)

اور بولے اس قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا اور ہم

نے انہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا کہ یہ تو نہیں مگر جیسا آدمی جو تم کھاتے ہو اسی میں سے

کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اس میں سے پیتا ہے اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو

جب تم ضرور گھائے میں ہو۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو کفار نے اپنے جیسا بشر کہا:

ما انت الابشر مثلنا وان نظنک لمن الکذبین (پ ۱۹ رکوع ۱۴)

تم تو نہیں مگر جیسے آدمی اور بے شک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو کفار نے اپنے جیسا بشر کہا:

فقالوا انومن بشرین مثلنا (پ ۱۸ رکوع ۳)

تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کفار نے اپنے جیسا بشر کہا:

قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمن من شيء ان انتم الا

تکذبون (پ ۲۲ رکوع ۱۸)

بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور رحمن نے کچھ نہیں اتارا تم نرے جھوٹے ہو۔

حضور ﷺ کو کفار مکہ نے اپنے جیسا بشر کہا:

واسرو النجوى الذين ظلموا هل هذا الا بشر مثلكم افتاتون السحر

وانتم تبصرون (پ ۱۷ رکوع ۱)

اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورے کیے کہ یہ کون ہے ایک تمہی جیسا آدمی تو ہے

کیا جادو کے پاس جاتے ہو کیا تم دیکھتے نہیں۔

ولید بن مغیرہ نے کہا:

ان هذا الا قول البشر (پ ۲۹ رکوع ۱۵)

یہ نہیں مگر آدمی کا کلام

حضرت صالح علیہ السلام کو کفار نے اپنے جیسا بشر کہا:

كذبت ثمود بالنذر ○ فقالوا ابشراً منا سنا واحدا نتبعه انا اذا لفي ضلل وسعر

(آیت ۲۳ ع ۸ پ ۲۷)

ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا تو بولے کیا ہم اپنے میں کہ ایک آدمی کی تابعداری کریں

جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں۔

ما انت الا بشر مثلنا فات باية ان كنت من الصديقين (پ ۱۹ رکوع ۱۲)

تم تو ہم ہی جیسے آدمی ہو تو کوئی نشانی لاؤ اگر سچے ہو۔

ان آیات طیبات سے ثابت ہوا کہ کفار نے انبیاء کو اپنی مثل بشر کہا مگر وہابیہ دیوبندیہ ایک آیت ایسی پیش نہیں کر سکتے جس میں ہو کہ کسی نبی کے کسی امتی نے نبی کو اپنے جیسا بشر کہا ہو۔

قل انبا انا بشر مثلكم کا مفہوم

دیوبندی وہابی اس آیت کریمہ کو پیش کر کے دھوکہ دینے کے درپے ہوتے ہیں کہ حضور ﷺ ہم جیسے بشر ہیں۔ ہم اس پر چند ایک مفروضات پیش کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ عوام کی تسلی و تشفی کے لیے کافی ہیں۔

۱۔ اس آیت کریمہ میں حضور ﷺ کی عاجزی و انکساری کا ذکر ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں حضور ﷺ کو عاجزی و انکساری سکھائی گئی ہے۔ تفسیر خازن ج ۶ ص ۸۸ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ بھی یہی فرماتے ہیں۔

(تفسیر کبیر ج ۵ ص ۷۱۵)

۲۔ اس آیت کریمہ میں رب تعالیٰ نے فرمایا قل محبوب ﷺ تم فرما دو قولو (تم کہو) نہ فرمایا یعنی قل فرما کر بتایا کہ لوگوں کو ان الفاظ کے کہنے کی اجازت نہیں۔ محبوب ﷺ تم بطور عاجزی و انکساری فرما دو۔

۳۔ مثل بشر کہنے کی امتی کو اجازت نہیں۔ اس لیے کہ یہ حضور ﷺ نے بطور عاجزی فرمایا حضرت آدم علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ کہ ربنا ظلمنا انفسنا (پ ۸ رکوع ۹)

ترجمہ: دیوبندی احمد علی لاہوری کے قلم سے کہ اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا حضرت یونس علیہ السلام نے عرض کیا کہ انی کنت من الظالمین (پ ۱۷ رکوع ۶)

احمد علی لاہوری کے قلم سے ترجمہ: کہ بے شک میں بے انصافوں میں سے تھا (ظالموں میں سے تھا)

انبیاء کرام کا یہ فرمانا بطور عاجزی ہے اگر کوئی ان آیات کو دلیل بنا کر کہے کہ یہ انبیاء ظالم، بے انصاف تھے معاذ اللہ تو پھر وہابی دیوبندی کیا کہیں گے۔

۴۔ اگر وہابی دیوبندی حضور ﷺ کا انبا انا بشر مثلكم فرمانا بطور عاجزی تسلیم نہ

کریں تو یہ اپنے ان اکابرین کے بارے میں کیا کہیں گے جو یہ کہتے ہیں مثلاً
دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ

میں بھی بیوقوف ہی سا ہوں۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۲۶۶، مطبوعہ ملتان ج ۱ ص ۲۴۰، مطبوعہ تھانہ بھون)

یاد رہے جو افاضات الیومیہ ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان نے دوبارہ شائع کی ہے اس
میں یہ الفاظ نکال دیئے ہیں تھانوی کی مزید سنیے کہ۔

کیا ایسا شخص (تھانوی) کسی کو ذلیل سمجھے گا، جو وہی اپنے کو سب سے بدتر اور ذلیل
سمجھتا ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۲۰۱)

دونوں جز صحیح ہیں حضرت مولانا گنگوہی کا اچھا ہونا اور میرا (تھانوی کا) بُرا ہونا۔

(افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۴۲)

یہاں (تھانہ بھون) پر تو جو بہت ہی بے حیا ہو گا وہی ٹھہر سکتا ہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۱۸)

خود تھانوی صاحب بھی یہیں رہتے تھے تھانوی صاحب سے مزید سنیے کہ
مجھ کو مدرسہ سے سند نہیں ملی مدرسہ نے دی نہیں ہم نے مانگی نہیں کیوں کہ یہ اعتقاد تھا
کہ ہم کو کچھ نہیں آتا پھر سند کیا مانگتے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۲۸۲)

میں اس قدر بکی ہوں (یعنی بکواسی) کہ ہر وقت بولتا ہی رہتا ہوں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۴۳، قصص الاکابر ص ۳۰)

میری بداخلاقی کا منشا خوش اخلاقی ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۹۴)

میں فقہیہ نہیں محدث نہیں مجتہد نہیں مفسر نہیں۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۷۱)

فرعون مجھ سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۸۳)

نہ میں کابل نہ مکمل نہ مدلل۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۹۶، قصص الاکابر ص ۳۳۶)

میری ساری عمر مفت خوری میں کٹی ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۴۵۸)

آپ چاہے حلف لے لیجئے۔ کہ مجھے کچھ نہیں آتا۔ (الیومیہ ج ۱ ص ۱۹۳)

سچ تو یہ ہے کہ ہمارے بزرگ ہم کو بگاڑے گئے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۲۰۵)

دیوبندی رشید احمد گنگوہی اپنے متعلق کہتے ہیں کہ

میں تو اس سے بھی زیادہ ذلیل و حقیر ہوں۔ (افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۲۶)

تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ

میں تو واضح سے نہیں کہتا، واقعہ ہے کہ علمی لیاقت کبھی حاصل ہی نہیں ہوئی۔

(افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۳۲)

میں تو اب اس کام کا رہا ہی نہیں۔ سب بھول بھال گیا۔ جو کچھ لکھا پڑھا تھا۔

(افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۳۶)

میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ اس چودھویں صدی میں ایسے ہی لٹھ پیر کی ضرورت تھی۔ جیسا

میں ہوں۔ (افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۳۷)

(میں) اپنا نام بھول گیا۔ (افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۴۹)

میرا نہ کفر منصوص ہے نہ اسلام۔ (افاضات الیومیہ ج ۱۰ ص ۲۴)

دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن کہتے ہیں کہ

اپنے جہل یعنی لاعلمی کا علم ہو گیا۔ (افاضات الیومیہ ج ۹ ص ۴۱، قصص الاکابر ص ۲۲)

رشید احمد گنگوہی اپنے ہی بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی کے متعلق کہتے ہیں کہ

دنیا میں اس (نانوتوی) سے زیادہ ذلیل و خوار کوئی ہستی نہیں ہے۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲۵)

تھانوی اشرف علی کی اور سنیئے کہ

بگاڑنے کا ولی ہوں سنوارنے کا نہیں۔ (ارواح ثلاثہ ص ۳۳)

میں اقرار کرتا ہوں کہ میں جاہل بلکہ اجہل ہوں۔ (اشرف السوانح ج ۲ ص ۷)

علمائے دیوبند کے بانی مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی کہتے ہیں کہ

میں بے حیا ہوں (سوانح قاسمی ج ۱ ص ۱۵، قصص الاکابر ص ۱۵)

دیوبندی فتح محمد تھانوی کہتے ہیں کہ

میں بے حیا ہوں۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور)

اب یہ وہابیہ دیوبندیہ بتائیں کہ یہ اپنے ان اکابرین کو ذلیل بے حیا جاہل بیوقوف

وغیرہ تسلیم کر لیں گے۔

قارئین کرام آپ نے ملاحظہ کیا کہ آیات قرآنی سے ثابت ہو رہا ہے کہ کفار نے انبیاء کو اپنے جیسے بشر کہا۔ اپنے روحانی آباؤ اجداد کے طریقہ پر عمل کرتے وہابیہ دیوبندیہ نے حضور سید عالم ﷺ کو اپنے جیسا گردانتے ہوئے کیا کچھ کہہ دیا۔ دیوبندی وہابی مذہب کے امام اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ

یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا (انبیاء و اولیاء) ہو یا چھوٹا (ہم تم) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۵)

اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۳)

اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ کی تو اس (اللہ) کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۶)

کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو۔ جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۳)

بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی حیات بالذات کی طرح دجال بھی حیات بالذات ہے نعوذ باللہ اصل عبارت یہ ہے کہ جیسے رسول اللہ ﷺ بوجہ منشائیت ارواح مومنین جس کی تحقیق سے ہم فارغ ہو چکے ہیں متصف حیات بالذات ہوئے۔ ایسے ہی دجال بھی بوجہ منشائیت ارواح کفار جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں متصف حیات بالذات ہوگا۔ (آب حیات ص ۱۹۵، مطبوعہ ملتان)

دیوبندی انبیاء کو بھی معصوم نہیں سمجھتے۔ بلکہ گناہ گار کہتے ہیں نعوذ باللہ بانی دیوبند قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ

بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔

تصفیۃ العقائد ص ۳۱ مطبوعہ کراچی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ مکروہ تنزیہی کا صدور انبیاء سے بعد نبوت بھی اتفاقاً جائز رکھا گیا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۸) اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ یہ

ایک واقعہ کی تحقیق کی غلطی ہے جو علم و فضل با ولایت بلکہ نبوت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے۔

(بوادر النوا در ص ۱۹، امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۷، شرح فیصلہ مفت مسئلہ ۱۰۲)

حضور ﷺ کی صفات پر ان دیوبندی وہابیوں نے ڈاکہ ڈالنے کی کوششیں کیں چند ایک حوالہ جات درج ہیں مزید تحقیق کے شائق میری کتب ”دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف“ ”وہابیت کے بطلان کا انکشاف“ ”جماعت اسلامی کے بطلان کا انکشاف“ وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔

رحمۃ العلمین صفت خاصہ رسول ﷺ کی نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱۸)

اسی رشید احمد گنگوہی نے حاجی امداد اللہ کو رحمۃ العلمین قرار دیا۔

(قصص الاکابر ص ۱۱۱، افاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۶، اشرف السوانح ج ۳ ص ۱۵۵)

حضور ﷺ کے عمل کی بابت بانی دیوبند قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (تخذیر الناس ص ۵، مطبوعہ دیوبند)

حضور ﷺ کے علم کی توہین بھی کی دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچہ) مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۸، مطبوعہ دیوبند)

یعنی حضور ﷺ کو پاگلوں حیوانوں جیسا علم ہے معاذ اللہ۔

دیوبندیوں کے نزدیک حضور ﷺ سے شیطان کا علم زیادہ ہے نعوذ باللہ چنانچہ دیوبندی محدث خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں کہ

غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کے وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ (براہن قاطعہ ص ۵۵، مطبوعہ کراچی)

دیوبندی حسین احمد مدنی لکھتے ہیں کہ
ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی۔ اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔

(شہاب الثاقب ص ۱۱۳)

دیوبندیوں نے حضور ﷺ کی ختم نبوت کا انکار بھی کیا قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ
اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق
نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص ۲۸)

دیوبندیوں نے حضور ﷺ کی صفت خاتم النبیین ہونے کا بھی انکار کیا قاسم نانوتوی
لکھتے ہیں کہ

ہرزمن میں اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے۔ (تحذیر الناس ص ۳۵)
اور زمینوں کے خاتم النبیین بھی آپ سے اسی طرح مستفید و مستفیض ہیں۔

(تحذیر الناس ص ۳۶)

یہ چند ایک عبارات حاضر خدمت ہیں انصاف سے کہیے کیا ایسے عقائد کسی مسلمان
کے ہو سکتے ہیں۔ یہ اسی ضد کا انجام ہے۔
خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے۔

ہم آخر میں قل انما انا بشر مثلکم کا مفہوم دیوبندی قاری محمد طیب کی زبانی
نقل کر رہے ہیں کہ

آپ نے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ یا ابن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
کہ سینے پر ہاتھ لگتے ہی اتنا عظیم شرح صدر ہوا گویا آسمان میرے اوپر روشن ہو گئے۔ اور وہ
جو ریب و شک اور وساوس گزر رہے تھے۔ وہ قطعاً ختم ہو گئے۔

تو میں اور آپ کسی کے ہاتھ مار دیں تو چوٹ لگے گی اور پیٹھ پر ہاتھ مارا تو شرح
صدر کی دولت نصیب ہو گئی۔ تو انما انا بشر مثلکم بھی صحیح ہے لیکن یہ مماثلت نوعیت
کے اندر ہے۔ (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۳۵۳)

میرا (حاجی صاحب) کا ثانی کوئی دنیا میں نہیں۔ (ارواح ثلاثہ ص ۴۶۳)



باب چہارم

انصاف کیجئے

اہل اسلام حضور ﷺ کی ذات اطہر کو نور مانتے ہیں لیکن علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ یہ کفر و شرک والا عقیدہ ہے۔ لیکن علماء و دیوبند و نجد اپنے اکابرین کو نور عین مانتے ہیں۔ آئیے ہم آپ کو دیوبند و نجد قادیان کی اندھیر نگری کی سیر کراتے ہیں۔

اشرف علی تھانوی نور ہیں:

ایک دفعہ احقر حاضر خدمت تھا اور حضرت والا (تھانوی) مدرسہ ہی میں حوض سے جنوب کی طرف رات کو سویا کرتے تھے، اور احقر کی چار پائی بھی حضرت کی چار پائی کے برابر میں ہوتی تھی، جب تہجد کی نماز پڑھتے تو احقر کو محسوس ہوتا، کہ ایک نور مثل صبح صادق اوپر کواٹھتا ہے، اور سفید رنگ کے شعلے حضرت کے جسم سے بار بار اوپر کواڑتے تھے۔

(معمولات اشرفی ص ۲۱)

ایک روز احقر کسی ضرورت سے حضرت والا (تھانوی) سے بہت دور حوض کے شمال کی طرف سویا، آنکھ کھلی تو دیکھا، کہ وہ نور مثل صبح صادق موجود تو ہے مگر مقررہ جگہ سے ہٹا ہوا ہے، غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا، کہ سہ دری کے اندر ہے۔ احقر اس کی تحقیق کے لیے اٹھا، تو دیکھا، آج حضرت والا (تھانوی) سہ دری کے اندر تہجد پڑھ رہے ہیں۔

(معمولات اشرفی ص ۲۱ مطبوعہ لاہور)

اللہ کے نور سے مراد تھانوی صاحب ہیں:

اب بحمد اللہ ذرا آنکھیں کھلی ہیں گواہ بھی بہت لوگ آنکھ کھول کر پھر بند کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں مگر انشاء اللہ اب کھل کر ہی رہیں گی۔ یریدون لیطفؤ انور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون O یہ نور (تھانوی) تمام ہی ہو کر رہے۔

(افاضات الیومیہ ج ۶ ص ۲۳، مطبوعہ ملتان)

رشید احمد گنگوہی نور مجسم تھے:

دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن، گنگوہی کے متعلق لکھتے ہیں
چھپائے جامہ فانوس کیوں کہ شمع روشن کو
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہی عریانی

(مرثیہ ص ۱۲ مطبوعہ دیوبند)

دیوبندی عقیدت کے ساتھ گنگوہی صاحب کے بارے کہتے ہیں کہ
کیا وصف کروں اس کا ممتاز
انسان کی شکل میں فرشتہ دیکھا

(تذکرۃ الخلیل ص ۶۰ تذکرہ الرشید ج ۲ ص ۹۹)

قطب عالم غوث دوراں بے مثال
گنج عرفاں نور ایقاں خوشخصال

(تذکرہ الخلیل ص ۵۸)

اکابرین دیوبند کے پیرومرشد نور تھے:

حاجی صاحب بے شک چاند ہیں، کہ ان کے نور سے ہزار ہا آدمی مستفید ہوئے اور
ہوتے ہیں اور ہوں گے۔ (امداد المشاق ص ۱۱۲ از تھانوی)

میرا (حاجی صاحب) کا ثانی کوئی دنیا میں نہیں۔ (ارواح ثلاثہ ص ۳۶۳)

خلیل احمد انبیٹھوی نور تھے:

مولانا خلیل احمد صاحب تو نور ہی نور ہیں، ان میں نور کے سوا کچھ نہیں۔

(تذکرۃ الخلیل ص ۳۵۹)

مولانا خلیل احمد صاحب کی نرالی شان تھی چہرے سے انوار برستے تھے۔

(افاضات الیومیہ ج ۳ ص ۳)

مولانا خلیل احمد کے حرم شریف میں آنے سے حرم انوار سے بھر گیا۔

(فضائل ذکر ص ۴۲، فضائل اعمال ص ۴۱۲)

سید احمد نور تھے:

جس طرف دیکھتے وہ نور نظر آتا ہے۔ (سیرت سید احمد ج ۳ ص ۳۰)

قاسم نانوتوی نور تھے:

میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان نانوتوی کا دیکھا ہے۔ وہ شخص ایک فرشہ مقرب

تھا۔ جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۵۹، سوانح قاسمی ج ۱ ص ۱۳)

تبلیغی جماعت کے بانی نور تھے:

اے نور عین حضرت الیاس دہلوی۔ (حضرت جی کی یادگار تقریریں ص ۷۸)

محمد یوسف دیوبندی بے مثال تھے:

دورِ حاضر کا وہ یوسف بے مثال ولا جواب۔ (حضرت جی کی یادگار تقریریں ص ۷۷)

احمد علی لاہوری نور تھے:

اللہ کا نور ولی اللہ (احمد علی) میں چمکتا ہے۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۳ مئی ۱۹۶۲ء)

اکابرین دیوبند نور تھے:

ان کا ثانی اب کہیں تم پاسکو ممکن نہیں جو بھی ہیں وابستہ دارالعلوم دیوبند (مبشرات ص ۳)

ہمارے یہ سارے بزرگ آفتاب و ماہتاب تھے۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۶۲)

خدا یاد آئے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے۔ (اکابر علمائے دیوبند ص ۱۲)

اپنے بزرگ بحمد اللہ بے نظیر جامع کمالات تھے۔ (افاضات الیوسیہ ج ۳ ص ۱۳۵)

مر بی قرائن سے یا نور بصیرت سے معلوم کر لیتا ہے۔

(افاضات الیوسیہ ج ۲ ص ۱۱)

مرد حقانی کی پیشانی کا نور:

کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور۔ (افاضات الیوسیہ ج ۱ ص ۵۶)

دارالعلوم دیوبند خاک کے پتلوں کو نوری بناتا ہے:

”دارالعلوم دیوبند کے نام“ کی سرخی کے تحت لکھا ہے کہ خاک کے پتلوں کو بھی نوری

بنانے والے (ہفت روزہ خام الدین لاہور ۲۵ اپریل ۱۹۸۰ء)

مرزا قادیانی:

میں اللہ کے نوروں سے آخری نور ہوں۔ (کشتی نوح ص ۸)

آپ (مرزا قادیانی) کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا۔ اس میں ایک

نورانیت اور سرخی جھلک مارتی تھی۔ (ذکر حبیب ملاحظہ مطبوعہ ربوہ)

انصاف کیجئے:

قارئین کرام یہی وہ جماعت ہے کہ جو حضور ﷺ کی ذات اقدس کو مثل بشر قرار دیتے ہیں خلیل احمد اینٹھوی لکھتے ہیں کہ نفس بشریت میں مماثل آپ کے جملہ بنی آدم ہیں۔

(براہین قاطعہ ص ۷)

بعض صفات میں ہم اور حضور ﷺ مشترک ہیں۔ (اقاضات الیومیہ ۲۱ جولائی ۱۹۷۲ء)

انصاف کیجئے!

دوسری طرف یہی اپنے اکابر کو نور مانتے ہیں انصاف اس دنیا سے رخصت نہیں ہو گیا۔ فیصلہ کیجئے کہ ان کا اپنے اکابر کے بارے نور ہونے کا عقیدہ ہے۔ تو انبیاء و اولیاء کے بارے میں اسی عقیدے کے متعلق عرصہ دراز سے دیوبندی ہمارے ساتھ کیوں برسرِ پیکار ہیں۔ یہ رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے؟



قد جاءكم من الله نور كتاب مبين

مستند کتب کے حوالہ جات سے مزین عقائد اہل سنت
قرآن و حدیث کی روشنی میں
حصہ دوم

حضور سید عالم ﷺ
کی
نورانیت و حاکمیت

از قلم
مناظر اسلام ترجمان مسلک رضا
مولانا محمد کاشف اقبال مدنی قادری رضوی



حصہ دوم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم مابعد

عقیدہ:

اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کے اذن کے بغیر نہ کوئی نفع دے سکتا ہے نہ نقصان، خدا تعالیٰ کی عطا کے بغیر کوئی کسی چیز کا مختار نہیں، خدا تعالیٰ نے انبیاء اور اولیاء کو قوتیں اور طاقتیں اور اختیارات عطا کیے ہیں رب کریم نے نور مجسم شفیع معظم رحمت کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنا خلیفہ اعظم اور نائب اکبر بنایا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ کو مختار کل کہا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام الشاہ محمد احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں کہ

قادر کل کے نائب اکبر کن کارنگ دکھاتے یہ ہیں
ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے مالک کل کہلاتے یہ ہیں

سید عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب اکبر اور خلیفہ ہیں:

۱۔ قرآن مجید میں ارشاد بانی ہے کہ

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

جس نے اطاعت کی رسول کی اس نے اطاعت کی اللہ کی

اس آیت کے تحت وہابیہ کے عالم احمد حسن دہلوی لکھتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری فرمانبرداری عین اللہ کی فرمانبرداری ہے۔

(تفسیر احسن التفاسیر ج ۱ ص ۳۴۹، مطبوعہ لاہور)

اسی مفہوم کی حدیث دیکھئے۔

(صحیح بخاری ص ۷، رقم الحدیث ۷۱۳۷، صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۸۳۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۲۸۵۹، مسند امام احمد ج ۲ ص ۷۷)

خدا تعالیٰ خالق ہے اور قادر مطلق اور بے نیاز ہے اور حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ

والسلام مخلوق اور اس کے عبد خاص ہیں پھر کیوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کو خدا

تعالیٰ اپنی اطاعت قرار دے رہا ہے وہ کون سا منصب ہے۔ تو جواب یہی ہے کہ اس لیے کہ حضور ﷺ اللہ کے نائب ہیں۔

۲۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ وما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمی اور تو نے نہیں پھینکی تھی مٹھی خاک کی جس وقت کہ تو نے پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی۔ دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ

جب جنگ کی شدت ہوئی، تو حضور ﷺ نے ایک مٹھی کنکریاں لشکر کفار کی طرف پھینکیں اور تین مرتبہ شاہت الوجہ فرمایا خدا کی قدرت سے کنکریوں کے ریزے ہر کافر کی آنکھ میں پہنچے۔ وہ سب آنکھیں ملنے لگے، ادھر سے مسلمانوں نے فوراً دھاوا بول دیا۔ آخر بہت سے کافر کھیت رہے، اسی کو فرماتے ہیں کہ گو بظاہر کنکریاں تم نے اپنے ہاتھ سے پھینکی تھیں، لیکن کسی بشر کا یہ فعل عادتاً ایسا نہیں ہو سکتا کہ مٹھی بھر کنکریاں ہر سپاہی کی آنکھ میں پڑ کر ایک مسلح لشکر کی ہزیمت کا سبب بن جائیں۔ یہ صرف خدائی ہاتھ تھا۔ جس نے مٹھی بھر سنگریزوں سے فوجوں کے منہ پھیر دیئے۔ (تفسیر عثمانی ص ۲۳ مطبوعہ کراچی)

۳۔ ان الذين يبایعونك انبا يبایعون الله

بے شک جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔

قارئین کرام! سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کنکریاں پھینکنے کو خدا تعالیٰ اپنا پھینکنا قرار دیتا ہے پھر سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہاتھ پر کی گئی بیعت کو خدا اپنی بیعت فرما رہا ہے بتائیے وہ کون سا تعلق ہے۔ کہ جس کی بناء پر حضور ﷺ کے بارے خدا یہ ارشاد فرما رہا ہے تو جواب یہی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے نائب اکبر ہیں۔

وہابیہ کی گواہی:

وہابیہ دیوبندیہ کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ

وقد اقامه الله مقام نفسه في امره ونهه واخباره وبيانه

(الصارم المسلمو ص ۴۱)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ نبی خداوند ذوالجلال کا خلیفہ اور

نائب ہوتا ہے۔ (ماہنامہ انوار العلوم لاہور دسمبر ۱۹۵۵ء)

۲۔ وہابیہ دیوبندیہ کے امام اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ

ہم چنیں اصحاب ایں مراتب عالیہ وارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند ایں کبار اولی الایدی والابصار را میرسد کہ تمامی کلیات را بسوئی خود نسبت نمایند مثلاً ایشانرا میرسد کہ بگویند کہ از فرش تا فرش سلطنت ماست و معنی ایں کلام آنست کہ از عرش تا فرش سلطنت مولائی ماست (صراط مستقیم فارسی ص ۱۳۸ مطبوعہ لاہور دہلی)

اس طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون و مجاز ہوتے ہیں اور ان بزرگواروں کو پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف نسبت کریں مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے عرش تک ہماری سلطنت ہے معنی اس کلام کا یہ ہے کہ عرش سے فرش تک ہمارے مولیٰ کی سلطنت ہے۔

(صراط مستقیم ص ۱۳۸، ۱۳۹ مطبوعہ لاہور)

وہابیہ کے عمدۃ المفسرین اور سند المحدثین سید احمد حسن دہلوی لکھتے ہیں کہ پھر فرمایا اے رسول اللہ کہ ہم نے تو اپنا نائب اور رسول بنا کر تم کو دنیا میں بھیجا۔

(احسن التفاسیر ج ۱ ص ۳۴۹، مطبوعہ لاہور)

ثابت ہوا خدا تعالیٰ کے نائب اکبر ہمارے پیارے آقا و مولیٰ ﷺ ہیں۔ خدا کے نائب ہونے کی حیثیت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تشریحی و تکوینی اختیارات حاصل ہیں اختصار کے ساتھ دلائل ہدیہ قارئین کیے جاتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تشریحی اختیارات حاصل ہیں۔ کہ شریعت و احکامات آپ ﷺ کے سپرد تھے آپ ﷺ عمومی احکام سے جس فرد کو چاہیں خاص کر لیں ہم سب سے پہلے عقیدہ اہل سنت کی دلیل کے طور پر قرآن و حدیث اور اقوال آئمہ و محدثین پیش کریں گے۔ پھر اتمام حجت کے واسطے مخالفین کے اکابر کی عبارات ہدیہ قارئین کریں گے۔

قرآن مجید کی روشنی میں

۱۔ ارشادِ ربانی ہے کہ

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم
تو اے محبوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب
تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔

ثابت ہوا کہ حضور سید عالم علیہ السلام کا فیصلہ نہ ماننے والا مومن نہیں ہو سکتا۔
اسی آیت کی تفسیر میں آئمہ تفسیر نے بیان کیا کہ بشر نامی منافق نے حضور ﷺ کا فیصلہ
ماننے سے انکار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار سے اس کی گردن اڑادی یعنی اسے قتل کر دیا۔
(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۳۸، تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۱۷۹، الجامع الاحکام القرآن ج ۵ ص ۲۶۲، تفسیر روح المعانی ج ۵ ص ۶۷)

۲۔ ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبيث

اور (میرا محبوب ﷺ) ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا۔ اور گندی چیزیں
ان پر حرام کرے گا۔

واضح طور پر ثابت ہوا کہ حضور ﷺ پاکیزہ چیزیں حلال فرماتے ہیں اور گندی چیزیں
حرام قرار دیتے ہیں۔

نام نہاد جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ اس
آیت کے الفاظ اس امر میں بالکل صریح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو شرعی اختیارات
LEGISLATIVE POWERS عطا کیے ہیں اللہ کی طرف سے امر و نہی اور تحلیل
و تحریم صرف وہی نہیں ہے جو قرآن میں بیان ہوئی ہے بلکہ جو کچھ نبی ﷺ نے حرام یا
حلال قرار دیا ہے اور جس چیز کا حضور نے حکم دیا ہے یا جس سے منع کیا ہے وہ بھی اللہ کے
دیئے ہوئے اختیارات سے ہے اس لیے وہ بھی قانون خداوندی کا ایک حصہ ہے۔

(سنت کی آئینی حیثیت ص ۳۷ ص ۷۷)

۳۔ قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر ولا يحرمون ما حرم
الله ورسوله۔

لڑوان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے۔

ان دو آیتوں سے واضح ہو گیا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اشیاء کے حلال اور حرام کرنے کے اختیارات عطا کیے ہیں۔

۴۔ وما کان لمومن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امر ان یکون لہم

الخیرۃ من امر ہم ط ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضللاً مبیناً ۵

اور نہ کسی مومن مرد اور نہ کسی مومن عورت کو یہ حق ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول

ایک کام کا فیصلہ فرمادیں۔ تو ان کے لیے اپنے (اس) کام میں کوئی اختیار ہو اور جو نافرمانی

کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ بے شک کھلی گمراہی میں بہک گیا۔

اسی آیت کے تحت مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ

ابن عباس مجاہد قتادہ عکرمہ اور مقاتل بن حیان کہتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل

ہوئی تھی۔ جب نبی ﷺ نے حضرت زید کے لیے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا

تھا۔ اور حضرت زینب اور ان کے رشتہ داروں نے اسے نامنظور کر دیا تھا۔ ابن عباس کی

روایت ہے کہ جب حضور ﷺ نے یہ پیغام دیا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا انا خیر

منہ نسبا میں اس سے نسب میں بہتر ہوں، ابن سعد کا بیان ہے کہ انہوں نے جواب میں یہ

بھی کہا تھا لا ارضناہ لنفس وانا ایم قریش، میں اسے اپنے لیے پسند نہیں کرتی میں قریش

کی شریف زادی ہوں اسی طرح کا اظہار نارضا مندی اُن کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے

بھی کیا تھا۔ اس لیے کہ حضرت زید نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا

حضور ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ ان لوگوں کو یہ بات سخت

ناگوار تھی کہ اتنے اونچے گھرانے کی لڑکی اور وہ بھی کوئی غیر نہیں بلکہ حضور کی اپنی پھوپھی زاد

بہن ہے اور اس کا پیغام آپ اپنے آزاد کردہ غلام کے لیے دے رہے ہیں اس پر یہ آیت

نازل ہوئی۔ اور اسے سنتے ہی حضرت زینب اور ان کے سب خاندان والوں نے بلا تامل

سرا طاعت ختم کر لیا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے ان کا نکاح پڑھایا، اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی

طرف سے دس دینار اور ۶۰ درہم مہر ادا کیا، چڑھاوے کے کپڑے دیئے اور کچھ سامان خوراک کے خرچ کے لیے بھجوا دیا۔

یہ آیت اگرچہ ایک خاص موقع پر نازل ہوئی ہے مگر جو حکم اس میں بیان کیا گیا ہے وہ اسلامی آئین کا اصل الاصول ہے اور اس کا اطلاق پورے اسلامی نظام زندگی پر ہوتا ہے۔ اس کی رو سے کسی مسلمان فرد یا قوم یا ادارے یا عدالت یا پارلیمنٹ یا ریاست کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کوئی حکم ثابت ہو اس میں وہ خود اپنی آزاد رائے استعمال کرے مسلمان ہونے کے معنی ہیں خدا اور رسول کے آگے اپنے آزادانہ اختیار سے دستبردار ہو جانے کے ہیں کسی شخص یا قوم کا مسلمان بھی ہونا اور اپنے لیے اس اختیار کو محفوظ بھی رکھنا دونوں ایک دوسرے کی نفی بھی کرتے ہیں کوئی ذی عقل انسان ان دونوں رویوں کو جمع کرنے کا تصور نہیں کر سکتا۔ جسے مسلمان رہنا ہو اس کو لازماً حکم خدا اور رسول کے آگے جھک جانا ہوگا اور جسے نہ جھکنا ہو اس کو سیدھی طرح ماننا ہوگا کہ وہ مسلمان نہیں ہے نہ مانے گا تو چاہے اپنے مسلمان ہونے کا وہ کتنا ہی ڈھول پیٹے خدا اور خلق دونوں کی نگاہ میں وہ منافق ہی قرار پائے گا۔ (تفہیم القرآن ج ۳ ص ۹۸)

معلوم ہوا کہ جو حضور ﷺ کا حکم نہیں مانتا وہ مومن کامل نہ ہے پھر اور سوچئے دنیا کا کوئی مفتی اعظم رشتہ مانگے رشتہ نہ دینے پر انکار کرنے والا نہ کافر ہے نہ گناہگار بلکہ وہ حضور ﷺ کا ہی اختیار ہے۔

۵۔ وما اتکم الرسول فخذوه وما نہکم عنہ فانتہو

اور رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو، اور جس سے منع فرمائیں رک جاؤ ان آیات طیبات سے روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ کو خدا تعالیٰ نے تشریحی اختیارات عطا فرمائے ہیں۔

۶۔ حضرت عیسیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ

انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ و ابری الاکبہ والابرص و احی الموتی باذن اللہ۔

میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی مورت بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتا ہے اللہ کے حکم سے، اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے سوچئے، جب خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس قدر اختیارات دیئے ہیں۔ تو خدا کے محبوب علیہ السلام کے اختیارات کا عالم کیا ہوگا۔

۷۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام سے کہا کہ

انما انا رسول ربك لاهب لك غلما زكيا

میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں، کہ میں تجھے ایک پاک (ستھرا) بیٹا دوں۔ دیکھئے۔ اس آیت کریمہ میں جبریل امین نے بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔

۸۔ اذهبوا بقیصی هذا فالقوه على وجه ابی یات بصیرا

(حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا) میرا یہ کرتا لے جاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو، ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

۹۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کا تخت لانے کا حکم دیا تو ان کے ایک درباری آصف بن برخہ نے عرض کیا کہ

انا اتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک فلما راہ مستقرا عندہ

میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل جھپکنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس دیکھا۔

قارئین کرام یہ کتنی خداداد قوت و صلاحیت ہے کہ ایک لمحے میں ملک سبا سے ملکہ بلقیس کا تخت لا کر پیش کر دیا جس کی لمبائی اسی گز اور چوڑائی چالیس گز تھی۔

مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تبلیغ کے ساتھ ساتھ ملکہ اور اس کے درباریوں کو ایک معجزہ بھی دکھانا چاہتے تھے تاکہ اسے معلوم ہو کہ اللہ رب العالمین اپنے انبیاء کو کیسی غیر معمولی قدرتیں عطا فرماتا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳ ص ۵۷۵)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں کہ

اس تخت پر ملکہ بلقیس اجلاس کیا کرتی تھی وہ سونے اور قسم قسم کے موتیوں سے جڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں کناروں میں یاقوت اور زمرد مغزی کی طرح لگا ہوا تھا۔ منقش تھا۔ وہ تخت اسی گز لمبا اور چالیس گز چوڑا تھا۔ چھ سو عورت اس کی خدمت کے واسطے مقرر تھیں۔
(تفسیر ترجمان القرآن ص ۱۴۳)

۱۰۔ وما نقبوا الا ان اغنهم الله ورسوله من فضله
اور انہیں (منافقین کو) کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

۱۱۔ ولو انهم رضوا ما اتهم الله ورسوله
اور کیا اچھا ہوتا۔ اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا۔
مطلب واضح ہے کہ اللہ بھی دیتا ہے اور اس کے پیارے محبوب بھی دیتے ہیں۔

۱۲۔ یسئلونك عن الانفال قل الانفال لله والرسول
اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ و رسول ہیں۔
یہاں خدا کی ملکیت کا بھی ذکر ہے اور حضور ﷺ کی ملکیت کا بھی ذکر ہے۔

۱۳۔ فسخرنا له الريح تجري بامره رخاء حيث اصاب
ہم نے اس کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی تھی۔ جدھر وہ چاہتا تھا۔

نام نہاد جماعت اسلامی کے بانی مودودی نے لکھا کہ
تاہم اگر ہوا پر حضرت سلیمان کو حکم چلانے کا بھی کوئی اقتدار دیا گیا ہو۔ جیسا کہ تجری
بامرہ اس کے حکم سے چلتی تھی، کے ظاہر الفاظ سے مترشح ہوتا ہے۔ تو یہ اللہ کی قدرت سے
بعید نہیں ہے وہ اپنی مملکت کا آپ مالک ہے اپنے جس بندے کو جو اختیارات چاہے دے
سکتا ہے۔ جب وہ خود کسی کو کوئی اختیار دے تو ہمارا دل دکھنے کی کوئی وجہ نہیں۔

(تفہیم القرآن ج ۳ ص ۱۷)

۱۵۔ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے کہ

انا اعطینک الکوثر
بے شک ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ
کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں ہر قسم کی دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں
داخل ہیں۔ (تفسیر عثمانی ج ۸ ص ۷۸)

نام نہاد جماعت اسلامی کے بانی ابوہ لاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ کوثر کا لفظ یہاں جس
طرح استعمال کیا گیا ہے اس کا پورا مفہوم ہماری زبان میں تو درکنار شاید دنیا کی کسی زبان
میں بھی ایک لفظ سے ادا نہیں کیا جاسکتا۔ یہ کثرت سے مبالغہ کا صغیہ ہے جس کے لغوی معنی
تو بے انتہا کثرت کے ہیں مگر جس موقع پر اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے اس میں محض کثرت
کا نہیں بلکہ خیر اور بھلائی اور نعمتوں کی کثرت اور ایسی کثرت کا مفہوم نکلتا ہے۔ جو افراط اور
فراوانی کی حد کو پہنچی ہوئی ہو اس سے مراد کسی ایک خیر یا بھلائی یا نعمت کی نہیں۔ بلکہ بے شمار
بھلائیوں اور نعمتوں کی کثرت ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۶ ص ۳۹۲ مطبوعہ لاہور)

مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

انا اعطینک الکوثر	ساری کثرت پاتے یہ ہیں
اس کی بخشش ان کا صدقہ	دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
ان کا حکم جہاں میں نافذ	قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں

۱۶۔ فان اللہ ہو مولہ وجبریل و صالح المؤمنین (پ ۲۸ رکوع ۱۹۴)

اس کا ترجمہ ایک دیوبندی شیخ التفسیر احمد علی لاہوری نے جو کیا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

تو بے شک اللہ آپ کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک بخت ایمان والے بھی۔

(ترجمہ قرآن احمد علی لاہوری ص ۸۹۴)

اس ترجمہ قرآن پر ان دیوبندی علماء کی تصدیقات موجود ہیں۔ انور شاہ کشمیری، حسین
احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ دہلوی، سلیمان ندوی وغیرہ۔ اور دیوبندی امام الہدی عبید اللہ انور
کے قلمی دستخط موجود ہیں۔

ان آیات طیبات سے یہ بات واضح ہوگئی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو بے
شمار عظیم الشان اختیارات عطا کیے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

۱۔ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔

یہ حدیث الفاظ کے اختلاف کے ساتھ ان کتب میں موجود ہے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۴، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۲، مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۱۲، شرح السنۃ ج ۳ ص ۱۹۸،

مسند ابویعلیٰ ج ۶ ص ۶، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۹۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۴، جواہر البحار ج ۲ ص ۱۵۵، کتاب الشفاج ص ۱۰، نسیم

الریاض ج ۱ ص ۴، زجاجة المصابیح ج ۵ ص ۵، کنوز الحقائق ج ۱ ص ۱۰، جامع صغیر ج ۱ ص ۴، الفتح الکبیر ج ۴ ص ۴، کنز العمال ج ۶

ص ۱، فیض القدر ج ۱ ص ۱۲، سراج المنیر ج ۱ ص ۳۶، مجموع الاربعین ص ۹۰)

اختصار مانع ہے، وگرنہ بے شمار کتب کے حوالہ جات لکھ دیتا

اسی حدیث کو وہابیہ کے مجلۃ الدعوة کے مفتی مبشر احمد ربانی نے بھی تسلیم کیا ان کی ربانی

اسی حدیث کا ترجمہ سنئے کہ

اللہ کی قسم اس وقت میں اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی

چابیاں دی گئی ہیں اور اللہ کی قسم میں تمہارے (امت کے) متعلق اس بات سے نہیں ڈرتا،

کہ تم میرے بعد شرک کرو گے۔ (ماہنامہ الدعوة لاہور نومبر ۱۹۹۶ء ص ۳۳)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

آپ ﷺ کو تمام خزان روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں عالم کشف میں عطا

کی گئی تھیں۔ (نشر الطیب ص ۱۶۶ مطبوعہ تاج کمپنی)

اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مسیح اللہ نے بھی یہی لکھا ہے۔ (ذکر النبی ص ۸۲ مطبوعہ لاہور)

اشرف تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ لکھتے ہیں کہ

شاہ کر دیتے ہیں پیغمبر گدا کو دیکھ کر

بخش دیتے ہیں خزانے بے نوا کو دیکھ کر

(باغ جنت ص ۳۱۶)

۲۔ میرے حضور ﷺ نے انگلی کا اشارہ فرمایا تو چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔

(صحیح بخاری، ج ۱ ص ۱۰۴، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۷، جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۶۲، مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۲۲، مسند امام احمد

ج ۳ ص ۸۲، مستدرک ج ۲ ص ۴۷، مشکل الآثار ج ۳ ص ۲۰۳، مسند ابو داؤد ج ۳ ص ۳۸، دلائل النبوت ج ۲ ص ۲۲۲، لابی نعیم ج ۲ ص ۲۶۵، السبکی، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۷۷، الخصائص الکبریٰ ج ۵ ص ۵۲، زرقانی ج ۵ ص ۱۰۷، شفاع ص ۱۸۳، حجة اللہ علی العالمین ص ۹۶، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۹، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳، شرح مواقف ج ۲ ص ۴۲ (۴۲۵)

وہابیہ کے مولوی عبدالستار لکھتے ہیں کہ

جس دن چن لتھا آسمان کارن نبی لگانے
 راجہ بھوج ہنوداں اندر آہا اوس زمانے
 اس نے چن ڈٹھا اس راتیں دو ٹکڑے ہو جھڑیا
 دیر پچھوں خیر آسماناں پر مار اوڈاری چڑھیا
 دن چڑھیا ہر شخص نجومی سب نوں پیش بلایا
 جویں تماشہ قدرت والا سارا حال سنایا
 کیا موجب ہے ٹکڑے ہو کر چن آسمانوں آوے
 ہے کوئی صاحب علم تساتھیں سچ بیان سناوے
 کہن لگے سب وچ کتاباں خبر قدیموں آئی
 وچ اخیر زمانے ہوسی اک رسول الہی
 اُسدے نال مخالف ہوسن مشرک جاہل سارے
 سچا دین سکھاون کارن دھرتی چن اوتارے
 معلم ہوندا بے شک اس نے قدم مبارک پایا
 اوس مقبول الہی کارن چن سلامی آیا
 ایہہ گل اس نوں دل دے اندر لگی بہت پیاری
 ظاہر بول سنایا اس نے اندر مجلس ساری
 کہن لگا میں اس دے اوپر سچ ایماں لیاندا
 جس دے نوروں چانن ہووے نہیں چھپایا جاندا

(اکرام محمدی ص ۱۶۶)

۳۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۶، صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۳، مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۲۲، جامع صغیر ج ۱ ص ۱۰۲)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں کہ

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
۴۔ عہد طفولیت میں حضور ﷺ مبارک انگلی سے جدھر اشارہ فرماتے ادھر چاند ہو جایا کرتا۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۵۳، کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۵، زرقانی ج ۵ ص ۲۴، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۱۶، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۶۶، تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کشتہ عشق رسالت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا
اب عیسائیوں کی انجیل برنباس سے ایک حوالہ ملاحظہ کیجئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

ترجمہ: میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کے بچپن میں چاند اس کو لوریاں دے کر سلایا کرے گا۔ اور جب وہ بڑا ہوگا۔ تو چاند کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ لے گا۔ دنیا اس کو ٹھکرا دینے پر خبردار رہے۔ (انجیل برنباس ص ۴۱۳)

قارئین کرام، ایک مصری عالم خلیل سعادت مسیحی (عیسائی) نے انجیل برنباس کا عربی میں بھی ترجمہ کیا ہے اس میں بھی یہ عبارت موجود ہے۔

۵۔ حدیث قدسی میں ارشاد ربانی ہے اے محمد ﷺ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۳۵، تکمیل الایمان للشیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۳۲، تفسیر کبیر ج ۴ ص ۱۰، مکتوبات معصومیہ ص ۳)

امام نسفی کلیم اور حبیب کا فرق یوں بیان کرتے ہیں کلیم اپنے مولیٰ کی رضا پر عمل کرتا ہے اور اللہ جل مجدہ الکریم اپنے حبیب ﷺ کی رضا کو پورا کرتا ہے۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۳۵)

ملا علی قاری بھی تقریباً یہی لکھتے ہیں۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۳۶۹)

وہابیہ کے فضل احمد غزنوی لکھتے ہیں کہ

قرآن صاف فرما رہا ہے سید دو جہاں کی اپنی مرضی کعبۃ اللہ کو قبلہ بنانے کی تھی.....

رب اکبر اپنے رسول کی رضا کا خود طالب ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث سوہدردہ ۱۵ نومبر ۱۹۶۱ء)

اس حدیث قدسی کے متعلق دیوبندی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ

اس کی صحت و سند بندہ کو معلوم نہیں اور اس کے معنی آیت و لسوف یعطیک ربک

فترضی کے لئے جائیں تو معنی صحیح ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۱)

اکابرین دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی فرماتے ہیں کہ

محمدؐ کی مرضی ہے مرضی خدا کی خدا کی رضا ہے رضائے محمدؐ

(نالہ غریب امداد ص ۵ کلیات امدادیہ ص ۹)

۶۔ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ

بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا کہ میں اس کے ساتھ کیا کروں (اسی طرح تین دفعہ مشورہ طلب کیا)

(مسند امام احمد ج ۵ ص ۱۹۰، کنز العمال ج ۶ ص ۱۱۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱)

۷۔ حضرت قتادہ کی آنکھ نکل گئی، حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ لگنے سے درست ہو گئی۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۵ ص ۲۰۵، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۱۶، زرقانی ج ۱ ص ۱۸۶، دلائل النبوت ج ۲ ص ۴۸، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۴، مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۸۶، حجة اللہ علی العالمین ص ۴۲، شفا ج ۲ ص ۲۱۲)

۸۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی کے خلیفہ عنایت علی شاہ نے باغ جنت ص ۳۵، دیوبندی

مفتی محمد شفیع کراچی نے آداب النبی ص ۸۹ پر بھی یہی نقل کیا ہے۔

۸۔ حضور ﷺ نے حضرت ربیعہ سے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے عرض کیا آپ سے آپ کی

جنت کی رفاقت مانگتا ہوں۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۳، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۲۸، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۸، مشکوٰۃ المصابیح ص ۸۶، بلوغ المرام ص ۲۶)

یہی حدیث وہابی حکیم صادق سیالکوٹی نے بھی نقل کی ہے۔ (صلوۃ الرسول ص ۲۵)
ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ
کے سل مانگ فرمانے میں قید کوئی نہیں ہے بلکہ یہ کہ جو چاہے مانگ۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۳۲۲، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۲۵)

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی بھی یہی لکھتے ہیں۔ (فتح الملہم ج ۲ ص ۹۶)
وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی بھی یہی لکھتے ہیں۔ (مسک الختام ج ۱ ص ۵۲)
۹۔ حضور ﷺ نے ایک آدمی کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھ کر فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے
کھا اس نے تمسخر کرتے عرض کیا میں اس سے نہیں کھا سکتا۔ فرمایا تو اس ہاتھ سے نہ کھا سکے
گا چنانچہ ایسے ہی ہوا وہ دایاں ہاتھ مرتے دم تک اس کے منہ تک نہ جاسکا۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۱، مشکوٰۃ ص ۵۳۶، سنن داری ج ۱ ص ۴۵، مسند امام احمد ج ۳ ص ۴۹، صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۵۲)

۱۰۔ حضرت جابر نے بکری ذبح کی حضور ﷺ نے کھانا تناول فرمانے کے بعد بکری کی
ہڈیاں اکٹھی فرما کر اپنا مبارک ہاتھ ان پر رکھا اور کچھ پڑھا وہ بکری زندہ ہو گئی۔

(زرقاتی ج ۵ ص ۱۸۴، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۲، حجة اللہ علی العالمین ص ۴۲۱)

اب حضور ﷺ کے تشریحی اختیارات کا بیان و دلائل کا بیان کیا جاتا ہے۔
۱۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس چیز کو اللہ کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے وہ ایسے
ہی ہے جیسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ ص ۳، مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۹)
وہابیہ کے محدث و امام ناصر الدین البانی اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

(صحیح ابن ماجہ ص ۳)

حضور ﷺ کے تشریحی اختیارات

اللہ تعالیٰ نے سید عالم ﷺ کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ ﷺ عام احکام سے جس آدمی کو چاہیں خاص کریں۔

۱۱۔ روزہ کے کفارہ کو صدقہ کرنا واجب ہے۔ مگر ایک صحابی کے لیے روزے کا کفارہ خود ہی کھالینا جائز قرار دیا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۰، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۵، جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۵۴، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۳۲۵، سنن ابن ماجہ ص ۱۲۱، مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۱، مؤطا امام مالک ص ۱۵۲، سنن داری ج ۱ ص ۱۹۲، طحاوی ج ۲ ص ۸۴، دارقطنی ج ۱ ص ۲۵، زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸، ہدایہ ج ۲ ص ۲۰)

اسی حدیث کو وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے لکھا ہے۔

(مسک الختام ج ۲ ص ۴۲)

اب یہی حدیث وہابیہ کے ترجمان مجلۃ الدعوة کے مفتی مبشر احمد ربانی کی زبانی سن لیجئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

جو آدمی اپنی منکوحہ سے رمضان المبارک میں روزے کی حالت میں جماع کرے اس پر روزے کی قضا اور کفارہ لازم ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا تجھے کس چیز نے ہلاک کیا اس نے کہا میں رمضان المبارک میں اپنی بیوی پر واقع ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کیا تو ایک گردن کے آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس نے کہا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تو متواتر دو ماہ روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا بیٹھ جا، وہ بیٹھ گیا۔ رسول کریم ﷺ کے پاس ایک ٹوکرہ کھجوروں کا لایا گیا، آپ نے (اسے) فرمایا اسے صدقہ کر دو تو اس نے کہا کہ ان دو ٹیلوں کے درمیان مجھ سے زیادہ کوئی فقیر نہیں آپ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ آپ نے فرمایا اس کو پکڑ لے اور اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔ (ماہنامہ الدعوة لاہور جنوری ۱۹۹۸ء ص ۱۱)

۲۔ ہر مسلمان کے لیے روزہ طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے لیکن حضور سید عالم ﷺ نے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو طلوع آفتاب کے وقت روزہ رکھنے کی اجازت دے دی۔

(زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸)

۳۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں اس شرط پر اسلام قبول کروں گا کہ میں نمازیں پانچ نہیں دو پڑھوں گا حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو قبول فرمایا (یعنی تو اسلام قبول کر لے نمازیں دو ہی پڑھ لینا۔)

(مسند امام احمد ج ۵ ص ۲۵، مطبوعہ بیروت ج ۵ ص ۳۳۶، مطبوعہ گوجرانوالہ زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸)

نیز مسند امام احمد گوجرانوالہ سے وہابیہ کے شیخ الحدیث خالد گر جاکھی نے شائع کی ہے ضمناً وہابیہ کا جھوٹ ملاحظہ کر لیجئے۔ جس سے ان کے دعویٰ حدیث دانی کی قلعی بھی کھل جائے گی۔ وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی سے اس حدیث بالا کے بارے پوچھا گیا کہ یہ کسی کتاب میں ہے کہ نہیں؟ تو جواب میں لکھتے ہیں کہ

یہ حدیث بالکل جھوٹ ہے کسی کتاب میں نہیں ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ۱ ص ۳۹)

حالانکہ یہ حدیث مسند امام احمد میں موجود ہے۔

۴۔ اس طرح حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ میں مصروف ہوں پانچ نمازیں پڑھنے سے قاصر ہوں فرمایا دو نمازیں پڑھ لیا کرو۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۶)

وہابیہ کے محدث ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ (صحیح ابوداؤد ج ۱ ص ۸۶)

۵۔ ایک مسلمان کے لیے چار عورتوں سے نکاح بیک وقت جائز ہے۔ مگر آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ الزہرا کی مبارک زندگی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ابو جہل کی لڑکی سے شادی کرنے سے روک دیا۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۸۳)

بعض شیعہ سے سنا ہے کہ وہ اس حدیث کا انکار کرتے ہیں ضمناً بطور اتمام حجت کتب

شیعہ میں بھی موجود ہے۔ (انوار نعمانیہ ج ۳ ص ۷، امالی ص ۶، تاریخ التواتر ج ۱ ص ۱، جلاء العیون ج ۲ ص ۲۲)

۶۔ عام طور پر چھ ماہ کے بکرے کی قربانی جائز نہیں مگر حضور ﷺ نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو چھ ماہ کے بکرے کی اجازت دے دی۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳، صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۵، جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۷، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۰، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱،

مواہب اللدنیہ مع زرقانی ج ۵ ص ۳۲۵، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳، مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۷۳

۷۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی تنہا گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

(جامع مسانید الامام اعظم ص ۲، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۹، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۵۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳، مسند امام اعظم ص ۱۸۵، زرقانی مع مواہب ج ۵ ص ۳۲۲، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸۲)

۸۔ مسجد نبوی میں کسی کے گھر کے چھوٹے دروازہ کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے دروازہ رکھنے کی اجازت دی۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶)

۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لوگو تم پر حج فرض ہے لہذا حج کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج فرض ہے آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، اس نے تین دفعہ یہی عرض کیا پھر حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال (حج) واجب ہو جاتا۔

(صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۳۲، سنن نسائی ج ۲ ص ۵۰۸، دارقطنی ج ۲ ص ۲۸۱، سنن کبریٰ ج ۳ ص ۳۲۶، جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۶۸، سنن ماجہ ص ۲۱۳، مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۱۲، سنن دارمی ج ۲ ص ۴۶، صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۱۲۹، صحیح ابن حبان ج ۷ ص ۷، بلوغ المرام ص ۵)

۱۰۔ عام طور پر حرم مکہ کے درختوں کا کاٹنا منع ہے مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے عرض کرنے پر آخر کاٹنے کی اجازت دے دی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۲)

۱۱۔ مردوں کے لیے سونا حرام ہے مگر حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے کی اجازت دے دی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۸۱، زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸)

۱۲۔ حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونا منع ہے مگر حضور ﷺ نے اپنے علاوہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس کی اجازت دے دی۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۳۲۸، زرقانی ج ۵ ص ۳۲۸، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۱۵)

۱۳۔ ہر عورت کو شوہر کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن سوگ کرنا لازم ہے مگر حضور ﷺ نے حضرت اسماء بنت عمیس کو یہ سوگ معاف کر دیا۔ (زرقانی ج ۵ ص ۳۲۵، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳)

۱۴۔ جہاد کیے بغیر کسی شخص کو مال غنیمت سے حصہ نہیں ملتا۔ مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر میں عدم شرکت کے باوجود مال غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا ان کی عدم شرکت کی وجہ حضرت رقیہ کی عیادت تھی۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۳، زرقائی ج ۵ ص ۳۲۸)

۱۵۔ دو سال کی عمر کے بعد دودھ پینے سے عموماً رضاعت کا رشتہ ثابت نہیں ہوتا۔ مگر حضرت سالم کو جوانی میں سہلہ بنت سہیل کا دودھ پینے کی اجازت دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہلہ کو ان کی رضاعی ماں بنا دیا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۶۹، زرقائی ج ۵ ص ۳۲۸، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳)

۱۶۔ نوحہ کرنا منع ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو نوحہ کرنے کی اجازت دے دی۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۰۴، زرقائی ج ۵ ص ۳۲۲، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم الشان اختیارات عطا فرمائے ہیں اب چند ایک محدثین کی عبارات بھی اس مسئلہ پر ہدیہ قارئین کی جاتی ہیں۔

امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منصب عطا فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریعت میں جو چاہیں حکم مقرر کر دیں۔ (میزان الکبریٰ ج ۱ ص ۴۸)
یہی فرماتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ جس کے لیے جو حکم بھی چاہیں خاص فرمادیں۔ (کشف الغمہ ج ۲ ص ۵)

امام عبدالوہاب شعرانی کے بارے وہابیہ کے اکابر کی رائے بھی ملاحظہ لیجئے۔ وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

امام عبدالوہاب شعرانی عالم محدث صاحب کرامات کثیرہ و تالیفات نفیسہ، متبع سنت بدعت سے متنفر اور شریعت و طریقت کے مجمع البحرین تھے۔ (التاج المکمل ص ۳۶۱)

وہابیہ کے امام العصر محمد ابراہیم میرسیا لکوٹی لکھتے ہیں کہ

امام عبدالوہاب شعرانی مصر کے اولیاء اللہ سے تھے..... مجھ نابکار کو ان سے بہت

عقیدت ہے..... (میں نے) مصر میں ان کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی۔ اور ان کے مزار مقدس پر فاتحہ پڑھی۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۸۲ حاشیہ)

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ:

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

احکام کار جوع نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کی طرف ہوتا ہے بعض اوقات آپ ﷺ امت کے بعض افراد کو کسی حکم کے ساتھ خاص کر لیتے اور دوسروں کو اسی حکم سے منع فرما دیتے خواہ عذر نہ ہو۔ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۱۶)

حافظ ابن حجر عسقلانی کے متعلق وہابیہ کے مجتہد علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں کہ امام بخاری کے بعد ہمارے شیخ حافظ ابن حجر کا مرتبہ ہے شاید کوئی کتاب حدیث کی ایسی ہو جو ان کی نظر سے نہ گزری ہو۔ اور صحیح بخاری تو الحمد کی طرح ان کو حفظ تھی۔ یا اللہ ہم کو عالم برزخ میں امام بخاری اور ابن تیمیہ اور حافظ ابن حجر کی زیارت نصیب کر۔ (تیسیر الباری ج ۲ ص ۷۳)

امام نووی علیہ الرحمۃ:

ملا علی حنفی لکھتے ہیں کہ

ہمارے آئمہ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص سے اس چیز کو شمار کیا۔ کہ آپ ﷺ جس شخص کو چاہیں جس حکم کے ساتھ چاہیں خاص فرمائیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۳۲)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ:

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے الخصائص الکبریٰ میں ایک مستقل باب قائم فرمایا ہے باب اختصاصہ ﷺ بانہ تخص من شاہ بما شاء من الاحکام۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے بارے میں دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

حضرت شیخ جلال الدین سیوطیؒ بھی ان لوگوں میں سے تھے جن کو روز حضور ﷺ کی زیارت ہوتی تھی بعض ایسی احادیث کی یہ توثیق کرتے ہیں جن کی اور محدثین توثیق نہیں

کرتے، تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضور (ﷺ) سے دریافت کر لیتے ہیں اور بعض نے نقل کیا ہے کہ حضور (ﷺ) کے سامنے جب حدیث کا ذکر ہوا اور حضور (ﷺ) کا چہرہ انور بشارت ہوا تو یہ سمجھ جاتے تھے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ صحت کا فتویٰ لگا دیتے تھے۔ اور اگر ایسا نہ ہوا۔ تو ضعیف ہونے کا حکم کرتے۔ ان کو حضور (ﷺ) کی رویت بیداری میں بھی ہوتی تھی۔

(الکلام الحسن ج ۲ ص ۱۷۵)

تقریباً اسی مفہوم کی عبارت کے لیے تھانوی صاحب کا قول موجود ہے۔

(اناضات الیومیہ ج ۷ ص ۱۲۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام رسالت مآب ﷺ کے سپرد ہیں۔ جس کو چاہیں جو چاہیں حکم فرمائیں ایک ہی کام کسی پر حرام قرار دیں۔ اور وہی کام دوسرے کے لیے جائز قرار دیں۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۸۳)

شیخ نے اپنی دوسری کتاب میں بھی یہی بیان کیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۱۲۳)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی خدمات حدیث کی بہت تعریف کی ہے۔ (الخطہ ص ۱۶)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے متعلق دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

چونکہ شیخ عبدالحق رحمہ اللہ بڑے محدث ہیں۔ اس لیے انہوں نے جو یہ دس قسمیں شفاعت کی لکھی ہیں۔ کسی حدیث سے معلوم کر کے لکھی ہوں گی۔ گو ہم کو وہ حدیث نہیں ملی۔ مگر چونکہ شیخ کی نظر حدیث میں بہت وسیع ہے۔ اس لیے ان کا یہ قول قابل تسلیم ہے۔

(اشرف الجواب ج ۳ ص ۵۶)

تھانوی صاحب نے مزید کہا ہے کہ

بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو

دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔ اور صاحب حضوری تھے۔ (اقاضات الیومیہ ج ۹ ص ۱۰۸)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بہت بڑے شیخ ہیں ظاہر کے بھی اور باطن کے بھی۔

(اقاضات الیومیہ ج ۵ ص ۳۶۵)

وہابیہ کے امام العصر محمد ابراہیم میرسیالکوٹ نے شیخ موصوف کے بارے لکھا کہ مجھ عاجز کو آپ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) کے علم و فضل اور خدمتِ علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں۔ جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔

(تاریخ اہل حدیث ص ۲۷)

۱۷۔ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ

ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے اور دو وزیر زمین والوں سے ہوتے ہیں۔ تو آسمان والوں سے میرے دو وزیر جبرائیل و میکائیل ہیں۔ اور زمین والوں سے ابوبکر و عمر ہیں۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸، مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۶)

معلوم ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ دو جہاں کے بادشاہ ہیں اس لیے کہ وزیر تو بادشاہ کے ہوا کرتے ہیں۔

۱۸۔ مزید ارشاد فرمایا کہ

جس نے میرے کسی امتی کی حاجت کو پورا کیا۔ اور اس کی حاجت پوری کر کے اس کو خوش کرنا چاہتا ہے یقیناً اس نے مجھے خوش کیا۔ اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۲۵)

۱۹۔ مزید ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ بندے کی امداد فرماتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی امداد کرتا

ہے۔ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۴، مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲)

۲۰۔ مزید ارشاد فرمایا کہ

میں بہت زیادہ مدد کرنے والا ہوں اس شخص کی جو مجھ پر زیادہ درود بھیجے۔

(تنبیہ الغافلین ص ۱۹)

۲۱۔ جس نے اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کی اسے اتنا ثواب ملے گا گویا اس نے حج اور عمرہ کیا۔ (جامع صغیر ج ۲ ص ۵۳۹)

۲۲۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو لوگوں کی حاجتوں کو اس کی طرف پھیر دیتا ہے۔ (جامع صغیر ج ۲ ص ۲۹)

۲۳۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

جس نے غمگین کی مدد کی اللہ اس کے لیے تہتر (۷۳) بخشش لکھ دے گا۔ ان میں سے ایک یہ ہے، کہ اس کے تمام کام سنور جائیں گے۔ اور بہتر مغفرتیں اسے قیامت والے دن درجات کی صورت میں ملیں گی۔ (جامع صغیر ج ۲ ص ۵۱)

۲۴۔ مزید ارشاد فرمایا کہ

من كنت مولاة فعلى مولاہ

جس کا میں مددگار ہوں اس کے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مددگار ہیں۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۲، سنن ابن ماجہ ص ۱۲، مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۶۲، مسند امام احمد ج ۵ ص ۳۵۹، کنوز الحقائق ج ۲ ص ۱۱، تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۲۹۳، الریاض النضرہ ج ۳ ص ۱۲۶، صواعق المحرقہ ص ۱۲، صحیح ابن حبان ج ۱۰ ص ۴۲، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۰۴، کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۳، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۷۸، شفا ج ۱ ص ۱۵)

۲۵۔ بے شک اللہ کے کچھ بندے ہیں اللہ نے انہیں لوگوں کی حاجتوں کے لیے مخصوص کیا ہے لوگ اپنی حاجتوں کے لیے ان کے پاس جاتے ہیں وہ اللہ کے عذاب سے امن میں ہوتے ہیں۔ (جامع صغیر ج ۲ ص ۱۳۱)

۲۶۔ جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتے ہو اللہ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے۔

(جامع صغیر ج ۲ ص ۵۴۶)

۲۷۔ اگر مدد لینا چاہے تو کہے اے اللہ کے بند و میری مدد کرو (تین بار) (حصن حصین ص ۱۶۳)

یہی حدیث وہابیہ کے قاضی شوکانی نے تحفۃ الزاکرین ص ۱۸۲، وہابیہ کے مجدد نواب

صدیق حسن بھوپالی نے نزل الابرار ص ۳۳۵، وہابیہ کے مجتہد وحید الزماں حیدر آبادی نے ہدیۃ المہدی ص ۲۴ پر نقل کی ہے۔

یہی حدیث مختلف الفاظ سے ان کتب میں موجود ہے۔ مختلف صحابہ سے مروی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ (ج ۱۰ ص ۳۹۰ عمل الیوم واللیلہ ابن سنی ص ۱۶۲)

(کشف الاستار عن زوائد البر ارج ۳ ص ۳۴، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۳۲)

امام نووی علیہ الرحمۃ - ملا علی قاری علیہ الرحمۃ

امام نووی یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

مجھ سے میرے بعض بزرگوں (اساتذہ) نے بیان کیا۔ جو بہت بڑے عالم تھے کہ ایک مرتبہ ریگستان میں ان کی سواری بھاگ گئی ان کو اس حدیث کا علم تھا انہوں نے یہ کلمات کہے اے اللہ کے بند روک لو۔ اللہ تعالیٰ نے اس سواری کو اسی وقت روک دیا ایک مرتبہ میں (امام نووی) ایک جماعت کے ساتھ سفر میں تھا۔ اس جماعت کی ایک سواری بھاگ گئی۔ وہ اس کو روکنے سے عاجز آ گئے، میں نے یہ کلمات کہے۔ تو بغیر کسی اور سبب کے ان کلمات کی وجہ سے وہ سواری فوراً رک گئی۔ (کتاب الاذکار ص ۲۰)

امام نووی کی یہ عبارت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے بھی نقل کی ہے۔ (الحرزالشمین ص ۳۷۸) اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ اے اللہ کے بندو، اس سے مراد فرشتے ہیں یا مسلمان جن، یا مردان غیب مراد ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں۔ یعنی اولیاء (الحرزالشمین ص ۳۷۸)

ملا علی قاری اسے مشائخ کا مجرب عمل بتاتے ہیں۔ (الحرزالشمین ص ۳۷۹)

امام الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالی

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں کہ

اخرج البزار من حدیث ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان لله ملائكة في الارض سوى الحفظة يكتبون ما سقط من

ورق الشجر فاذا اصاب احدكم شئ بارض فلاة فلينادوا عینونی یا عباد اللہ
 قال فی مجمع الزوائد ورجاله ثقات قال شارح العدة و فی الحدیث دلیل
 علی جواز الاستعانة بمن لا یراهم الانسان من عباد اللہ سبحانہ من
 الملائكة وصالحي الجن و لیس فی ذلك باس کما یجوز للانسان ان یرتفع
 ببني آدم اذا عثرت دابته او نفلت انتھی۔ قلت کنت مرة فی سفر من بلدة
 مرزا پور الی جبلپور من بلاد الهند فوقع المركب الذی وکان هذا
 الحدیث علی ذکر من فقلت هذا الکلام فوقف المركب فی الحال علی
 مجارة عظيمة کانت فی ذلك الجدول بعد ان سال علی موج الماء و
 نجوت من الفرق واللہ الحمد۔ (نزل الابرار ص ۳۳، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ
 نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے کچھ فرشتے محافظین کے علاوہ ایسے بھی ہیں جو درختوں سے گرنے
 والے پتوں (تک) کو لکھتے رہتے ہیں پھر جب کسی کو بیابان میں کوئی تکلیف پہنچے تو اسے
 یہ پکارنا چاہیے عینونی یا عباد اللہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، مجمع الزوائد میں
 کہا ہے کہ اس کے سارے راوی ثقہ ہیں شارح عدۃ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اس
 بات کی دلیل موجود ہے کہ اس سے بھی مدد مانگنا جائز ہے جن کو انسان دیکھ نہیں سکتا۔ اللہ
 سبحانہ کے نیک بندوں سے خواہ وہ فرشتے ہوں یا نیک جن، اور اس میں کوئی حرج نہیں
 جیسے کہ سواری کے چھوٹ جانے یا پھسل جانے پر بنی آدمی سے مدد مانگنا جائز ہے۔ انتہی،
 میں (نواب صدیق حسن بھوپالی) کہتا ہوں۔ کہ ایک مرتبہ میں ہندوستان کے شہر مرزا پور
 سے جبلپور کی طرف سفر کر رہا تھا۔ کہ میری سواری ندی میں گر گئی، اور اس وقت وہ ندی
 طغیانی کی زد میں تھی۔ قریب تھا کہ میں سواری کے ساتھ غرق ہو جاتا یہ حدیث مجھے یاد تھی
 میں نے فوراً یہ کلام (عینونی یا عباد اللہ) کہا۔ میری سواری فوراً ایک بہت بڑے
 پتھر پر جو کہ اس ندی میں پانی کی موجوں پر بہتا آ رہا تھا۔ جا کر ٹھہر گئی اور میں غرق ہونے
 سے بچ گیا، فللہ الحمد۔

لگے ہاتھوں نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی کا ایک اور حوالہ ملاحظہ کیجئے۔ نواب صدیق حسن لکھتے ہیں کہ

قلیلین فی العدد فانهم كثيرون بسبب انهم ذريعة للبدد فی كل البدد
(التاج المکمل ص ۸)

یہ (بزرگان دین) کمیت میں کم ہیں۔ تاہم کیفیت میں بہت زیادہ ہیں اسی لیے کہ یہی لوگ کامل مدد کا ذریعہ ہیں۔

امام الوہابیہ قاضی شوکانی

وہابیہ کے مجتہد قاضی شوکانی لکھتے ہیں کہ

قال فی مجمع الزوائد رجاله ثقات و فی الحديث دليل على جواز الاستعانه بمن لا يراهم الانسان من عباد الله من الملائكة وصالحى الجن وليس فى ذلك باس كما يجوز الانسان ان يستعين ببني آدم اذ عثرت دابته او انفلتت (تختہ الزاكرين ص ۲۰۲)

مجمع الزوائد میں کہا کہ اس حدیث کے سارے راوی ثقہ ہیں اس حدیث ان سے مدد حاصل کرنے پر دلیل ہے جو انسان کو نظر نہیں آتے۔ جیسے فرشتے اور نیک جن اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ جب سواری چھوٹ جائے یا بھاگ جائے تو بنی آدم سے مدد حاصل کرنا جائز ہے۔

حافظ حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی

ایک دیوبندی عالم حافظ حبیب اللہ ڈیروی لکھتے ہیں کہ
اعینونی یا عباد اللہ صحیح ہے اہل بدعت کی گھڑی ہوئی نہیں۔

(ہدایہ علماء کی عدالت میں ص ۳۱)

رشید احمد گنگوہی دیوبندی

دیوبندی قطب العالم رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

اور بعض روایات میں جو آیا ہے اعینونی یا عباد اللہ یعنی اے اللہ کے بند و میری مدد کرو، تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں، ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۹ ص ۹۹)

حاجی امداد اللہ مہاجر کی

اکابرین دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی لکھتے ہیں کہ جو ندانص میں وارد ہے مثلاً یا عباد اللہ اعینونی وہ بالاتفاق جائز ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۳۳، کلیات امدادیہ ص ۸۴)

۲۸۔ امام طبرانی معجم صغیر میں حدیث لکھتے ہیں وہابیہ دیوبند کے امام محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بیٹے عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی کی زبانی حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں کہ

و فی معجم الطبرانی الصغیر عن میمونة انبا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی متوضئة لیلا لیک لیک (ثلاثا) نصرت نصرت (ثلاثا) فلما خرج قلت یا رسول اللہ سمعتک تقول فی متوضئک لیک لیک ثلاثا نصرت نصرت ثلاثاً کانک تکلم انسانا فهل کان معک احد؟ فقال هذا راجز بنی کعب و یستصرخنی و یزعم ان قریشا اعانت علیہم بنی بکر ثم خرج علیہ السلام فامر (الی ان قالت) قالت فاقبنا ثلاثا ثم صلی الصبح بالناس قسعت الراجز ینشده (مختصر سید الرسول ص ۳ مطبوعہ ریاض)

اس عبارت کا ترجمہ وہابیہ کے شیخ الحدیث حافظ محمد اسحاق کی زبانی ملاحظہ کیجئے کہ معجم صغیر طبرانی میں حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک رات وضو کرنے کی جگہ میں آنحضرت ﷺ کو تین بار لیک لیک میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ اور تین دفعہ نصرت نصرت تیری مدد ضرور ہوگی تیری مدد ضرور ہوگی کہتے سنا جب باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے آپ کو اپنی وضو کی جگہ میں تین دفعہ لیک لیک اور تین دفعہ نصرت نصرت فرماتے سنا ہے۔ یوں لگتا تھا جیسے آپ کسی سے باتیں کر رہے ہیں

کیا وہاں آپ ﷺ کے پاس کوئی آدمی تھا؟ آپ نے فرمایا ہاں! بنو کعب کا ایک راجز شاعر مجھے مدد کے لیے بلا رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ قریش نے بد عہدی کی ہے اور لڑائی میں ہمارے خلاف اپنے حلیف بنو بکر کی امداد کی ہے اس کے بعد آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے.....

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں تین دن کے بعد جب آپ ﷺ نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی، تو ایک راجز نے کھڑے ہو کر کہا۔ (مختصر سیرۃ الرسول مترجم ۵۲۸ مطبوعہ لاہور) یہی حدیث معجم طبرانی صغیر ص ۲۰ پر موجود ہے اور سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۷۱-۷۲ یہ بھی صحابی ہیں جنہوں نے تین دن کی مسافت سے سید عالم ﷺ کو مدد کے لیے پکارا اور حضور ﷺ نے اتنے فاصلے سے اس کی فریاد کو سنا، اس صحابی نے جو اشعار مدد کے لیے حضور ﷺ کی بادگاہ اقدس سے امداد کے لیے عرض کیے ان میں صرف ایک شعر ہدیہ قارئین ہے۔

وزعموا ان لست ادعوا احدا

فانصر هداك الله نصرا ايدا

(مختصر سیرۃ الرسول ص ۷۲)

اس کا ترجمہ وہابیہ کے شیخ الحدیث کی زبانی ملاحظہ کیجئے کہ اور اس زعم میں (قریش کافر) مبتلا ہیں کہ میں اپنی مدد کے لیے کسی کو نہیں بلا سکتا اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے، آپ ہماری جاندار مدد فرمائیں۔ (مختصر سیرۃ الرسول ص ۵۲۹)

۲۹۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو تیرے جی میں آئے مانگ لے، اس نے ایک سواری کے لیے اونٹ اور زاد راہ مانگا فرمایا عطا ہوا۔ پھر نور مجسم منبج جو دو کرم ﷺ نے فرمایا کہ کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی بوڑھی عورت کی مانگ میں، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا پار کرنے کا حکم ہوا تو دریا کے قریب پہنچے، تو سوار یوں کے رخ مڑ گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے عرض کی الہی یہ کیا حال ہے رب تعالیٰ

۱۔ حدیث میں ہاں یعنی نعم کا لفظ نہیں ہے یہ وہابیہ کی بددیانتی ہے۔

نے فرمایا کہ تم قبر یوسف علیہ السلام کے قریب ہو ان کا مبارک جسم ساتھ لے لو، آپ نے لوگوں سے اس کا پتہ پوچھا۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ شاید بنی اسرائیل کی بوڑھی عورت کو علم ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آدمی بھیجا جس نے اس بوڑھی عورت سے قبر یوسف علیہ السلام کا پتہ پوچھا، تو اس بوڑھی عورت نے کہا کہ ہاں پتہ ہے۔ اسی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی۔ کہ خدا کی قسم نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ آپ سے جو کچھ میں مانگوں اور آپ مجھے عطا فرمادیں فرمایا مانگ لے۔ اس بوڑھی عورت نے عرض کی جنت میں آپ کے ساتھ رہوں اس درجے میں جس میں آپ ہوں گے، فرمایا صرف جنت مانگ لے، تیرے لیے یہی کافی ہے اس نے عرض کی کہ خدا کی قسم نہ مانوں گی۔ مگر یہ کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے یہی رد و بدل کرتے رہے خدا تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ علیہ السلام تم سے جو مانگتی ہے عطا فرمائیں آپ کا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے چنانچہ آپ نے اسے اپنی جنت میں رفاقت عطا فرمادی تو اس نے قبر کا پتہ دے دیا۔

(طبرانی المعجم الاوسط ج ۸ ص ۳۷۷-۳۷۸، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۷۰، کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۱۷، صحیح ابن حبان ج ۲

ص ۳۳۲، مستدرک ج ۲ ص ۵۷۲-۵۷۳ تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۳۰۳-۳۰۴)

قارئین کرام، بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے سید عالم ﷺ کے اختیارات کے دلائل قرآن و حدیث سے درج کر دیئے ہیں نیز ضمناً انبیاء و اولیاء سے امداد کا مسئلہ بھی مع دلائل ثابت کر دیا ہے اب بھی اگر کوئی نہ مانے اور انبیاء و اولیاء کو بے اختیار گردانے معاذ اللہ تو یہ اس کی شقاوت قلبی نہیں تو کیا اور پھر ہم نے اتمام حجت کے واسطے دیوبندیوں و ہابیوں کے حوالہ جات بھی درج کر دیئے ہیں اب تو ان لوگوں کو شرم کرنی چاہیے۔ اور ضد تعصب کو چھوڑ کر اپنے مزعومہ گندے مذہب سے تائب ہو کر مسلک حق اہل سنت قبول کر لینا چاہیے اب ہم گفتگو کو سمیٹ رہے ہیں چند ایک اور حوالہ جات ملاحظہ کر لیجئے۔

۳۰۔ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا مبارک سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز

عصر کے لیے ڈوبا سورج عصر کے وقت پر آ گیا۔ (الحاوی للفتاویٰ ج ۵ ص ۵۷، جذب القلوب ص ۲۰)

(شرح مسلم نووی ج ۸ ص ۸، کنز العمال ج ۲ ص ۲۷، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸، مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۰۹، تفسیر

خازن ج ۲ ص ۳، تفسیر معالم التنزیل ج ۲ ص ۳، شواہد النبوت ص ۲۹ حجتہ علی العالمین ص ۳۹، مشکل الآثار ج ۲ ص ۱۱، تفسیر روح

المعانی ج ۳۲ ص ۹۵، الجامع احکام القرآن ج ۵ ص ۱۹۵، فتح الباری ج ۲ ص ۲۲۱، عمدة القاری ج ۵ ص ۳۳، نسیم الریاض ج ۳ ص ۱۱-۱۲، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۵۸، توارخ حبیب اللہ ص ۱۷۱، تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۳۳۲، الصواعق المحرقة ص ۱۲۸، موضوعات کبیر ج ۲ ص ۸۹، شفا ج ۱ ص ۱۸، شرح شفا ج ۱ ص ۵۸، فتاویٰ شامی ج ۲ ص ۳۲، ازالة الخفا ج ۳ ص ۳۳۳، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۶۸، المقاصد الحسنہ ص ۲۲۶، زرقانی ج ۵ ص ۱۱۶، تفسیر صاوی ج ۲ ص ۲۶۲، نور الانوار ص ۴۹، قمر الاقمار ص ۴۹، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴، جلالین ص ۹۸، نامی شرح حسامی ص ۹۳)

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کے ثبوت میں کشف اللبس عن حدیث رد الشمس نامی کتاب لکھی۔

اس حدیث کو دیوبندی عالم بدر عالم میرٹھی نے ترجمان السنۃ ج ۳ ص ۱۵۴، دیوبندی شیخ التفسیر اور لیس کاندھلوی نے سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۲۳۹، وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے اشامة العنبر یہ ص ۶۸ دیوبندی محدث انور شاہ کشمیری نے انوار الباری ج ۶ ص ۲۲۰، فیض الباری ج ۳ ص ۶۳۳ میں درج ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام الشاہ محمد احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا کہ

سورج الٹے پاؤں پلٹے جاندا اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی۔

۳۱۔ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو چادر میں قوت حافظہ عطا فرمائی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۲، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۵۲)

۳۲۔ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دور سے ایک سوار دیکھا فرمایا ابو ذر ہو جاوہ ابو ذر ہو گیا۔ (جوہر البحار ج ۱ ص ۲۶)

اسی طرح صحیح مسلم میں ایک اور صحابی کے متعلق مذکور ہیں۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۶۱)

اعلیٰ حضرت بریلوی نے فرمایا کہ

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کن فیکون کی صفت خدا تعالیٰ اپنے خواص

اولیاء و انبیاء کو بھی عطا فرمادیتا ہے۔ (فتوح الغیب علی حاشیہ الاسرار ص ۱۰۹ شرح فتوح الغیب ص ۸)
 ۳۳۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے رب کو نہیں دیکھتی مگر آپ کی خواہش جلد پوری کرتا ہوا۔
 (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۰، ج ۲ ص ۶۶، صحیح مسلم ج ۳ ص ۴۷، سنن نسائی ج ۲ ص ۵۵، مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۲۸، سنن ابن ماجہ ص ۱۴۴)
 قارئین کرام اختصار مانع ہے ورنہ کثیر احادیث موجود ہیں اب چند اکابر محدثین کی عبارات حاضر خدمت ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ

امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ارض دنیا و جنت کے مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۲، جواہر البحار ج ۳ ص ۳۳۸، زرقانی ج ۵ ص ۲۴۲، کشف الغمہ ج ۲ ص ۵)

امام بوصیری رضی اللہ عنہ

حضرت امام بوصیری رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں کہ

فان من جودك الدنيا و ضررتها
 و من علومك علم اللوح والقلم
 يا اكرم الخلق مالي من الودبه
 سواك عند حلول الحادث العمم
 ان اشعار کا ترجمہ دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن کے والد مولوی ذوالفقار دیوبی کے قلم سے ملاحظہ ہو۔

- ۱۔ مجھ سے محتاج کی شفاعت آپ کو اس لیے دشوار نہیں ہے کہ بے شک دنیا اور اس کی سہولت جس کا دنیا کے ساتھ جمع ہونا محال ہے من جملہ آپ کی عطا کے ہے۔ الخ
- ۲۔ اے بزرگ ترین مخلوقات یا اے بہترین رسل بوقت نزولِ حادثہ عظیم و عام کے، آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے۔ جس کی پناہ میں میں آؤں، صرف آپ ہی کا بھروسہ ہے۔

(عطر الواردہ ص ۸۵)

امام قسطلانی و امام زرقانی

لکھتے ہیں کہ کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور ﷺ کی سرکار سے۔

(فیض القدیر ج ۱ ص ۵۶۴، مواہب اللدنیہ مع زرقانی ج ۱ ص ۲۸، فتوہات مکیہ ص ۱۸۵، جواہر البحار ج ۲ ص ۴۰۳)

امام ابن حجر مکی رضی اللہ عنہ

لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ خدا کے خلیفہ ہیں اللہ نے اپنے کرم کے خزانے اور نعمتوں کے انبار حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ میں دیئے اور آپ ﷺ کے زیر ارادہ و اختیار کر دیئے کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں جسے چاہیں نہ دیں۔ (الجواہر العظیم ص ۴۲ مطبوعہ لاہور)

امام عبدالرؤف مناوی رضی اللہ عنہ

لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کو آسمانوں کے خزانوں میں تصرف ملا جیسے غروب سورج کو واپس پلٹانا، چاند کو ٹکڑوں میں کرنا رجم نجوم آسمانوں کو چیرنا، بارش روکنا، اور برسانا، ہوائیں چلانا اور ان کا روکنا بادل کا سایہ کرنا اور اس کے علاوہ بھی خوارق ہیں۔

(فیض القدیر ج ۱ ص ۱۴۸، سراج المنیر ج ۱ ص ۴۶)

امام صاوی علیہ الرحمۃ

لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی چابیاں حضور ﷺ کو عطا فرمائیں۔ جس نے یہ گمان کیا کہ حضور ﷺ عام لوگوں کی طرح ہیں کسی چیز کے مالک نہیں، آپ ﷺ سے کوئی نفع نہیں نہ ظاہری نہ باطنی تو وہ کافر ہے۔ اس کے لیے دنیا و آخرت میں خسارہ ہے۔

(تفسیر صاوی ج ۱ ص ۱۵۸)

امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ

لان کل ما فی الدنیا ملک لہ بالاصالة و جمیع الخلق یا کلون من رزقہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (لطائف المنن ج ۱ ص ۱۷۸)

البتہ تحقیق وہ تمام کچھ جو دنیا میں ہے آپ ﷺ کی ملکیت ہے اور تمام مخلوق سید عالم ﷺ کا رزق کھاتی ہے۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

لکھتے ہیں کہ

اس مقام پر پہنچ کر پھر تمہیں تکوینی نظام سونپ دیا جائے گا..... اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتب میں فرمایا کہ اے اولاد آدم میں ہی وہ اللہ ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جب میں کسی چیز کے متعلق کہہ دیتا ہوں کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے لہذا میری اطاعت کرو میں تمہیں کن فیکون کا مظہر بنادوں گا۔ جب تم کسی چیز کو کہو گے کہ ہو جا وہ ہو جائے گی اور تحقیق بہت سے انبیاء و اولیاء اور اولاد آدم سے خاص افراد کو میں نے یہ طاقت عطا فرمائی ہے۔ (فتوح الغیب ۳۸، ۳۹)

اس (ولی کامل کی خیر و برکت سے رزق میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کی برکت سے آلام و مصائب دور کر دیئے جاتے ہیں۔ (فتوح الغیب ۱۲)

دیوبندی عالم احتشام الحسن کاندھلوی لکھتے ہیں کہ جب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر کوئی صدمہ یا حادثہ پیش آتا تو آپ حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوتے، اور اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھتے تھے نماز کے بعد سومرتبہ درود شریف پڑھتے تھے اور کہتے تھے۔

اغثنی یا رسول اللہ علیک الصلوۃ والسلام

پھر سرور کائنات ﷺ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر دل ہی دل میں آہستہ سے یہ دو شعر پڑھتے تھے۔

ایدر کنی ضیم وانت ذخیرتی
والظم فی الدنیا وانت نصیرنی
وعار علی راعی الحسی دھوفی الغبی
اذا ضاع فی البیداء بعیری

یعنی کیا مجھے بھی کوئی آفت پہنچ سکتی ہے۔ جب آپ کا تعلق میرے لیے ذخیرہ آخرت ہے اور کیا میں بھی دنیا میں ظلم و ستم کیا جاؤں گا جب کہ آپ میرے معین و مددگار ہیں یہ امر تو گلہ بان کے لیے باعث عار ہے کہ اس کے گلہ میں ہوتے ہوئے اس جنگل میں میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے۔..... اس عمل کی برکت سے آپ پر سے اللہ تعالیٰ اس صدمہ اور آفت کو دور فرما دیتا تھا آپ اپنے مریدین کو بھی مصیبت اور آفت کے وقت اس عمل کی تلقین فرماتے تھے۔ (غوث اعظم ص ۳۳ مطبوعہ لاہور)

یہ بھی یاد رہے کہ غوث اعظم کا مطلب ”سب سے بڑا فریادرس“ حضور غوث پاک کے لیے یہی لفظ و لقب ”غوث اعظم“ دیوبندی وہابی علماء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے چند ایک حوالہ جات حاضر خدمت ہیں۔

۱۔ حضرت غوث اعظم، صراط مستقیم ص ۷۱۸ از اسماعیل دہلوی دیوبندی وہابی

۲۔ غوث الاعظم، فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۱۱۳ از نذیر حسین دہلوی وہابی

۳۔ حضرت غوث اعظم، امداد المشتاق ص ۴۳ از اشرف علی تھانوی دیوبندی

حضرت غوث اعظم، افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۳۳۲ از اشرف علی تھانوی دیوبندی

حضرت غوث اعظم، سفرنامہ لاہور و لکھنؤ ص ۲۵۳ از اشرف علی تھانوی دیوبندی

حضرت غوث اعظم، اشرف الجواب ج ۲ ص ۸۳ از اشرف علی تھانوی دیوبندی

حضرت غوث اعظم، تعلیم الدین ص ۱۱۱ از اشرف علی تھانوی دیوبندی

غوث الثقلین، تعلیم الدین ص ۱۱۲ از اشرف علی تھانوی دیوبندی

غوث الثقلین، اصلاحی نصاب ص ۵۶ از اشرف علی تھانوی دیوبندی

قارئین کرام اس طرح حوالہ جات کثیر ہیں مگر اختصار مانع ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ

اقدس میں یوں عرض کرتے ہیں کہ

ومعتصم الکروب فی کل غدرۃ ومتجہ الغفران من کل تائب
(قصیدہ الطیب النغم)

اس کا ترجمہ دیوبندی عالم یوسف لدھیانوی کی زبانی ملاحظہ فرمائے کہ ایسی پریشانی کے عالم میں مجھے کوئی سہارا نظر نہیں آتا۔ سوائے آنحضرت ﷺ کے، جو ہر سختی اور مصیبت میں غمزدہ کے چنگل مارنے کی جگہ ہیں۔ اور جو ہر توبہ کرنے والے کے لئے مغفرت طلب کرنے کی جگہ ہیں۔ (اطیب النعم ۲۹، مطبوعہ کراچی)

اذا مساحل خطب مسد لهم فانك الحصن من كل البلاء
اس وقت کہ کوئی ہولناک حادثہ جو نہایت تاریکی میں ہوا پیش آئے تو آپ ﷺ ہی ہر بلا سے پناہ ہیں۔ (اطیب النعم ۱۲۵)
مزید مذکور قصیدہ کا مطالعہ فرمائیں۔

یاد رہے کہ یہ وہی شاہ ولی اللہ صاحب ہیں جن کے متعلق وہابیہ دیوبندیہ کے امام اسماعیل دہلوی نے لکھا کہ

قطب المحققين فخر العرفاء المکملين اعلم بالله حضرت شيخ ولي
الله قدس سره (صراط مستقیم ص ۴)

مزید وہابیہ کے اکابر موصوف کی تعریف میں رطب اللسان ہیں چند ایک کتب کے حوالہ جات درج ہیں۔

(اتحاف النبلاء ص ۴۳، آثار القیامہ ص ۱۳۹، تاریخ التقليد ص ۱۵، ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۱۴، تاریخ اہل حدیث ص ۲۸۴، فضائل درود ص ۵، قصص الاکابر ص ۱۳)

قارئین کرام۔ بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے اپنے موقف کے ثبوت میں قرآن و حدیث کے دلائل پیش کر دیئے ہیں پھر اکابرین امت اولیائے کرام کے اقوال بھی درج کر دیئے ہیں وہابی مذہب کے مجتہد عبد اللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ اہل حدیث تو قرآن و حدیث کے بعد اقوال سلف کو لیتے تھے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ج ۵ ص ۷۷)

ایاک نعبد وایاک نستعین کا مفہوم و مطلب:
وہابیہ دیوبندیہ عموماً اس آیت کریمہ کو پیش کرتے ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا صحیح مفہوم و مطلب بیان کر دیا جائے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اگر التفات محض بجانب حق ست و اور ایکے از مظاہر عون دانستہ و نظر و بکار خانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ در اں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفاں نخواہد بود و در شرع نیز جائز و رواست و انبیاء و الیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت حضرت حق ست لا غیر۔ (تفسیر عزیزی ص ۸)

اگر توجہ خاص حق تعالیٰ کی طرف ہو اور مقرب بندے کو امداد الہی کا مظہر جان کر اور اللہ تعالیٰ کے کارخانہ اسباب و حکمت پر نظر کر کے ظاہر طور پر غیر سے مدد مانگے تو یہ راہ معرفت سے دور نہ ہوگا اور شرع میں بھی جائز و روا ہے اور انبیاء و اولیاء نے بھی غیر سے اس طرح کی امداد طلب کی ہے اور حقیقت میں اس طرح مدد مانگنا غیر سے نہیں بلکہ حق تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا ہے۔

یاد رہے کہ شاہ صاحب وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک بھی مسلمہ شخصیت ہیں۔ وہابیہ دیوبندیہ کے امام اسماعیل دہلوی نے شاہ عبدالعزیز کے متعلق یہ القاب لکھے ہیں۔

جناب ہدایت مآب قدوہ ارباب صدق و صفا زیدہ اصحاب فنا و بقا
سید العلماء سند الاولیاء رحمت اللہ علی العالمین وارث الانبیاء
والمرسلین مرجع ہر ذلیل و عزیز مولانا و مرشدنا الشیخ عبد العزیز
متع اللہ المسلمین بطول بقائه و اعزنا و سائر المسلمین ببجده و علائہ

(صراط مستقیم ص ۲۲، ص ۲۲۱)

وہابیہ کے امام العصر محمد ابراہیم میرسیا لکوٹی لکھتے ہیں کہ
پرانے اہل دہلی میں تو یہ بھی مشہور تھا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو حضور کی
حضور کی کا مرتبہ حاصل تھا۔ (سراج منیر صفحہ ۳ حاشیہ)

وہابیہ کے اکابر شاہ عبدالعزیز صاحب کے بڑی مداح ہیں۔

(واضح البیان ص ۲۶ تاریخ التقليد ص ۲۵ ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۱۶)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ جاڑا بخار چڑھا ہوا تھا۔ نماز کا وقت آ گیا۔ آپ نے لکڑی پر نظر کی وہ بخار اس پر منتقل ہو گیا۔ وہ کھڑی کھڑی کانپ رہی تھی۔ (اقاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۵۸)

وہابی اکابر قاضی شوکانی و حیدر الزماں:

وہابیہ کے مجتہد علامہ و حیدر الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ

قال الشوکانی من اصحابنا لا خلاف فی جواز الاستعانة بالخلق فی ما یقدر علیہ اماما لا یقدر علیہ الا اللہ فلا یتعان ولا یتغاث فیہ الایۃ وهو المراد فی قوله ایاک نستعین و بهذا اظهر ان من اصحابنا من زعم ان مطلق الاستعانة والاستثناء بغير اللہ شرك فقد غلاء تجاوز الحد نعوذ باللہ من الغلو والافراط۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۹ مطبوعہ دہلی)

ہمارے اصحاب میں سے قاضی شوکانی نے کہا کہ جو چیز مخلوق کی قدرت میں ہو اس میں استعانت (مدد) کے جائز ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور جس چیز پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قادر نہیں اس میں صرف اسی سے امداد طلب کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ایاک نستعین سے بھی یہی مراد ہے۔ بے شک اس سے ظاہر ہو گیا کہ ہمارے اصحاب میں سے جس نے بھی کہا ہے کہ غیر اللہ سے امداد مطلقاً شرک ہے اس نے غلو سے کام لیا ہے اور حد سے تجاوز کیا ہے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں غلو اور افراط سے۔

دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن:

نے بھی اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۲ مطبوعہ کراچی)

عقیدہ اہل سنت کی تائید مخالفین کے اکابر سے:

اکابرین دیوبند

اکابرین دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بارگاہ رسالت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ

یا رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
آپ کی امداد ہو میرا یا نبی حال ابتر ہوا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(نالہ غریب امداد ص ۴، کلیات امداد یہ ص ۹۰، ۹۱)

اچھا ہوں یا برا ہوں غرض جو کچھ ہوں سو ہوں
پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یا رسول
کریئے نہ میرے فعل بروں پر نگاہ تم
کچھ نظر کرم کی بس اک بار یا رسول
تم نے بھی گر نہ لی خبر اس حال زار کی
اب جا کہاں بتاؤ نا چار یا رسول
کیا ڈر ہے اس کو لشکر جرم و عصیان سے
تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یا رسول
گھیرا ہے ہر طرف سے مجھے درد و غم نے آہ
اب زندگی بھی ہو گئی دشوار یا رسول
ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبین
اور اں سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسول

(گلزار معرفت ص ۵، کلیات امداد یہ ص ۲۰۵)

ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بے کساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑوا یا رسول اللہ

(گلزار معرفت ص ۶، کلیات امدادیہ ص ۲۰۵)

اپنے شجرہ میں لکھتے ہیں کہ

ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے۔ (ارشاد مرشد ص ۱۲، کلیات امدادیہ ص ۱۰۳)

دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ تمام کائنات کے مالک ہیں۔ (ادلہ کاملہ ص ۱۳۴ مطبوعہ ملتان)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی بارگاہ رسالت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ

یا شفیع العباد خذ بیدی	انت فی الاضطرار معتبدی
دستگیری کیجئے میرے نبی	کشکش میں تم ہی ہو میرے نبی
غشنی الدھر یا ابن عبد اللہ	مسنی الضر سیدی سندی
ابن عمید اللہ زمانہ ہے خلاف	اے میرے مولا خبر لیجئے میری
یا رسول الالہ بابک لی	من غمام الغوم ملتحدی
میں ہوں بس اور آپ کا دریا رسول	ابرغم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

(نشر الطیب ص ۱۹۴، مطبوعہ تاج کمپنی)

مطلع نور حق و دفع حرج معنی البصر مفتاح الخرج
نور حق کے آپ مطلع ہیں یعنی نور حق آپ میں روشن ہے اور آپ حرج و تنگی کے دفع
اور دور کرنے کے سبب ہیں۔ آپ الصبر مفتاح الفرج کے معنی ہیں۔ الخ
اے لقائے تو جواب ہر سوال مشکل از تو حل شود بے قیل و قال
آپ ﷺ ایسے بابرکت ہیں کہ آپ کے دیدار ہی سے ہر سوال حل ہو جاتا ہے اور ہر
مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

ترجمان ہر چہ مار اور دل است دست گیر ہر کہ پالیش در گل است
جو بات ہمارے دل میں ہے آپ اس کے بیان کرنے والے ہیں اور کسی مصیبت
میں مبتلا ہو آپ ﷺ اس کے دستگیر ہیں۔ (حیات المسلمین ص ۱۱، اصلاحی نصاب ص ۳، مطبوعہ ملتان)
تھانوی نے نشر الطیب میں جو بارگاہ رسالت میں جو استغاثہ کیا ہے اس سے ملتے جلتے
اشعار اپنی دوسری کتاب میں بھی لکھے ہیں۔ (ضمان التکمیل ص ۲۷، مطبوعہ دہلی)

اغثنی یا رسول اللہ انی نعبون وقنطنی الغطام
اے خدا کے رسول آپ میری فریاد درسی فرمائیے کہ میں نقصان رسیدہ ہوں اور بڑی
بڑے درباروں سے مایوس ہو کر واپس ہوا ہوں۔

(مناجات مقبول قربات عند اللہ و صلوات الرسول ص ۲۳، مطبوعہ دہلی)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ
بعض اولیاء اللہ سے بعد انتقال کے بھی تصرفات و خوارق سرزد ہوتے ہیں اور یہ امر
معنی حد تو اتر تک پہنچ گیا ہے۔

(ماہنامہ النور ربیع ۱۳۴۰ اور ربیع الاول، الكشف ص ۱۱، مطبوعہ کراچی، بوادر النواذر ص ۸، مطبوعہ لاہور)

جملہ تصرفات کو اسباب کی طرف منسوب کرے۔ (الکلام الحسن ج ۲ ص ۱۹۸)
تھانوی اشرف علی نے حضور داتا گنج بخش علی ہجویری کے مزار مبارک پر حاضری دی اور
کہا کہ

حضرت داتا گنج بخشؒ بہت بڑی شخصیت ہیں عجیب رعب ہے وفات کے بعد بھی

سلطنت کر رہے ہیں۔ (تھانوی کی حالات زندگی ملحقہ حفظ الایمان صفحہ ۶۳، سفرنامہ لاہور و لکھنؤ ص ۵۰)
تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ

حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسی امداد کسی بزرگ کی صورت سے کرتے ہیں۔

(قصص الاکابر ص ۸۷)

بانی دیوبندی قاسم نانوتوی حسین احمد مدنی ابوالاوصاف رومی دیوبندی:

بانی دیوبندی قاسم نانوتوی نے بارگاہ رسالت میں یوں عرض کیا کہ

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا

بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

(قصائد قاسمی ص ۸ مطبوعہ ملتان)

نانوتوی کے یہی اشعار دیوبندی شیخ الاسلام حسین احمد مدنی نے بھی نقل کیے ہیں۔

(شہاب الثاقب ص ۳۸، ۶۶، مطبوعہ دیوبند ص ۲۲ مطبوعہ لاہور)

دیوبندی عالم ابوالاوصاف رومی دیوبندی نے قاری طیب دیوبندی کی تصدیق کی

جانے والی کتاب میں یہی نانوتوی کے اشعار نقل کیے ہیں۔

(دیوبند سے بریلی تک ص ۶۲ مطبوعہ لاہور)

الطاف حسین حالی دیوبندی:

الطاف حسین حالی دیوبندی بھی بارگاہ رسالت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے

امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

(مسدس حالی ص ۱۰۹)

فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہبان
بیڑہ یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
اے چشمہ رحمت بابی انت و امی
دنیا پہ تیرا لطف سدا عام رہا ہے

(مسدس حالی ص ۱۱۱)

نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی:

نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی نے بارگاہ رسالت میں یوں فریاد کی ہے کہ
از تو میخوایم رسول اللہ مراد خویش را چشم امیدم نغمے گرد و بروئے غیر باز
(فتح الطیب ص ۲۱)

اے اللہ کے رسول میں اپنی مراد آپ سے پورا کرانے کا خواہش مند ہوں مجھے امید
ہے کہ مجھے اپنی حاجت کسی غیر کے پاس لے جانا نہ پڑے گی۔

یا سیدی یا عدوتی و وسیلتی یا عدة و شدۃ و رخاء
اے میرے سردار اے میرے سہارے اور میرے وسیلے اور اے میرے سختی اور نرمی کی
حالت ساز و سامان۔

شفعت جاک ضارعا متدلا مالی و راء ک صارف الضراء
میں نے نہایت عاجزی سے آپ ﷺ کی عزت و جاہ کو شفیع بنایا۔ کیوں کہ میرے
لیے آپ ﷺ کے سوا تکلیف کو کوئی دور کرنے والا نہیں۔

انت البغیث برحمة کرامة فی غمة و غوابل و بلاء
آپ ﷺ اپنی رحمت اور کرامت کے ساتھ ہر سختی اور مشکلات اور مصیبت میں
مددگار ہیں۔

انبح صراصی یا کریم کرائم انت القدیر علی نفاذ رجائی
اے کریم بزرگیوں والے میرے مقاصد پورا فرمائیے آپ ﷺ میری امید کے پورا
کرنے پر قادر ہیں۔

مالی وراءك مستغاث فارحسن يا رحمة اللعین بكائی
 آپ ﷺ کے علاوہ میرا کوئی فریاد درس نہیں اے رحمة اللعین میری گریہ وزاری کو
 دیکھئے اور مجھ پر رحم کیجئے۔ (فتح الطیب ص ۷۱، ماثر صدیقی ج ۲ ص ۳۱، حاشیہ ہدیہ المہدی ص ۲۰)

ارحم فقیرا جاء بابك راجیا انت الضمین بحرمة الفقراء
 رحم فرمائیے، امیدوار آپ ﷺ کے دروازے پر آیا ہے آپ ﷺ فقراء کے عزت
 کے ضامن ہیں۔

واحسن الی عبد بحبك الائد اوی الیک منخافة الاعداء
 احسان کیجئے بندے پر اپنی گہری محبت سے، دشمنوں کے خوف سے آپ کی طرف پناہ
 لی ہے۔

کن انت للمحزون جاراجنة من هذه البلوی وذی اللواء
 آپ ﷺ ہی پریشان حال کی ڈھال ہیں اور ان مصائب اور تکلیف میں فریادری
 کرنے والے ہیں۔

ورجاء عبدك من جنابك سیّدی نیل الشفاعة زبدة الالاء
 آپ ﷺ کا بندہ تو اب آپ ﷺ کے دربار اقدس میں اے میرے سید امید لے کر
 حاضر ہے تمام نعمتوں کے مرکز شفاعت حاصل کرنے کے لیے۔

وعظیم رجوی ان تكون مشفعی فی عفوزلاتی بیوم جزاء
 مجھ کو بڑی امید ہے کہ آپ ﷺ میرے وسیلہ ہوں گے قیامت کے دن میری
 لغزشوں کی معافی کی لیے۔

وسواك مالی فی القيامة شافع انت المخلص لی من البساء
 قیامت کے دن آپ ﷺ میرا کوئی سفارشی نہیں قیامت کی تکالیف سے آپ ﷺ
 ہی مجھے چھڑانے والے ہیں۔ (فتح الطیب ص ۷۱، ماثر صدیقی ج ۲ ص ۳۱)

قارئین کرام نواب صاحب کے طویل قصیدۃ العنبر یہ سے ہم نے اختصاراً چند اشعار
 نقل کیے ہیں اگر ہم اہل سنت و جماعت حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امداد طلب

کریں تو وہابی ہیں مشرک کہتے ہیں اب ان سے یہ تو پوچھیئے کہ نواب صدیق تمہارے بڑے پر کیا فتویٰ ہے۔

اکابرین دیوبند کی معتبر کتاب

اکابر علمائے دیوبند کی معتبر کتاب المہند میں ہے کہ

فہو صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ الشریف یتصرف فی الکون
باذن اللہ تعالیٰ کیف یشاء

حضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خدا تعالیٰ کون (جہاں) میں جو

چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔ (المہند ص ۶۹ مطبوعہ دیوبند ص ۱۲۶ مطبوعہ لاہور)

رشید احمد گنگوہی دیوبندی

۱۔ کسی نے سوال کیا کہ نعت میں بعض جگہ یہ اشعار بھی پڑھے جاتے ہیں کہ

یا رسول اللہ انظر حالنا یا نبی اللہ اسمع قالنا

اننی فی بحرہم معزق خذیدی سہل لنا اشکالنا

یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا پڑھنا۔

یا اکرم الخلق مالی من الودبہ سواک عند حلول الحادث العمم

یہ اشعار پڑھنا کیسا ہے ملخصاً

اس کا جواب دیوبندی قطب رشید احمد گنگوہی یوں دیتے ہیں کہ یہ خود معلوم آپ کو ہے

کہ نذاغیر اللہ تعالیٰ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ

کرے ورنہ شرک نہیں۔ (تالیفات رشیدیہ ص ۵۵، فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۴)

۲۔ اسی طرح کسی نے سوال کیا کہ

ورد وظیفہ ان اشعار ذیل کا اگر کوئی کرے تو کیا حکم ہوگا جائز ہے یا منع اور صغیرہ یا کبیرہ اور

شرک کیا ہوگا؟ جیسے ورد یا رسول اللہ انظر حالنا یا رسول اللہ اسمع قالنا انشی فی

بحرہم مغرق خذیدی سہل لنا اشکالنا یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا ورد کرنا

یا اکرم الخلق مالی من الودبه سواك عند حلول الحادث العمم یا اور کوئی شعریا
نثر میں اور اسماء مخلوق بطور وظیفہ کرنا اس کے جواب میں رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے
ایسے کلمات کو نظم ہو یا نثر و رد کرنا مکروہ تنزیہی ہے کفر و فسق نہیں۔

(تالیفات رشید ۱۷۷، فتاویٰ رشید یہ ۱۷۹)

۳۔ کسی نے سوال کیا کہ اشعار اس مضمون کے پڑھنے۔

یا رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفیٰ میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے
کیسے ہیں؟

دیوبندی عالم رشید احمد گنگوہی جواب میں لکھتے ہیں کہ

ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالیٰ آپ کی ذات کو مطلع
فرما دیوے یا محض محبت سے بلا کسی خیال کے جائز ہیں۔ (فتاویٰ رشید یہ ۲۱، تالیفات رشید یہ ۱۰۳)
۴۔ سوال سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کو جو شخص بغیر حاضر و ناظر جانے پکارے اور مثلاً اس قسم کے
اشعار پڑھے۔

ترحم یا نبی اللہ ترحم زمہجوری برآمد جان عالم
جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے اشعار میں شرک تو نہیں ہے..... بایں خیال پڑھے کہ حق تعالیٰ میری اس
عرض کو فخر عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کر دیوے۔ (فتاویٰ رشید یہ ۲۱۶، تالیفات رشید یہ ۱۰۳)

قارئین کرام گنگوہی کی عبارات سے ہمارا مدعا صرف حضور رحمۃ اللہ علیہ سے استمداد و فریاد کا
جواز ہے باقی جہاں تک مسئلہ حاضر و ناظر کا تعلق ہے۔ وہ ایک علیحدہ بحث ہے اس مسئلہ پر
تحقیق کے شائق جاء الحق اور تسکین الجواطر کا مطالعہ فرمائیں۔

۵۔ یہ عقیدہ ایمان ہے کہ حق تعالیٰ جس وقت چاہے ان کو علم و تصرف دیوے اور عین
حالت تصرف میں حق تعالیٰ ہی متصرف ہے اولیاء ظاہر متصرف معلوم ہوتے ہیں۔

(فتاویٰ رشید یہ ۱۶۵، تالیفات رشید یہ ۶۵)

۶۔ رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے مزید یہ بھی لکھا ہے۔

پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما از روحانیت او دور نیست چوں اس امر محکم و اند ہر وقت شیخ را بید و وارد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود و چوں مرید و رحل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ او را القاء خواہد کرد مگر ربط تام شرط است

(امداد السلوک ص ۱، شہاب الثاقب ص ۶۲، ۶۱ مطبوعہ دیوبند)

اس عبارت کا ترجمہ بھی دیوبندی عالم عاشق الہی میرٹھی کی زبانی ملاحظہ کیجئے کہ مرید کو یقین کے ساتھ یہ جاننا چاہیے کہ شیخ کی روح کسی خاص جگہ میں مقید و محدود نہیں ہے پس مرید جہاں بھی ہو گا خواہ قریب ہو یا بعید تو شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں جب اس مضمون کو پختگی سے جانے رہے گا۔ اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے گا، تو ربط قلب پیدا ہو جائے گا اور ہر دم استفادہ ہوتا رہے گا اور مرید کو جب کسی واقعہ کے کھولنے میں شیخ کی حاجت پیش آئے گی تو شیخ کو اپنے قلب میں حاضر مان کر بزبان حال سوال کرے گا اور ضرور شیخ کی روح باذن خداوندی اس کو القاء کر دے گی۔ البتہ ربط تام شرط ہے۔ (امداد السلوک ص ۶۷-۶۸ مطبوعہ لاہور)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی:

دیوبندی شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ سید الانبیاء (ﷺ) صلعم جو علوم اولین و آخرین کے حامل اور خزائن ارضی کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے۔ (تفسیر عثمانی ص ۲۵ مطبوعہ کراچی)

مفتی عزیز الرحمن دیوبندی:

دیوبند کے مفتی اعظم مفتی عزیز الرحمن اولیاء کرام کے بارے لکھتے ہیں کہ ہر چیز ان کی مطیع و منقاد ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۱۲۵)

مفتی ظفر احمد عثمانی دیوبندی:

لکھتے ہیں کہ

بعض (ارواح) کوزمین میں تصرف سیر کا بھی اختیار دیا جاتا ہے۔

(امداد الاحکام ج ۸ ص ۸۱ مطبوعہ کراچی)

مفتی عبدالستار دیوبندی مفتی خیر المدارس ملتان:

ملتان کے مشہور دیوبندی مرکز خیر المدارس کے مفتی عبدالستار نے لکھا کہ حضور سرور کائنات ﷺ کو بایں معنی دافع البلاء کہنا کہ آپ کے ذریعہ سے بلا دفع ہوتی ہے درست ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۸ ص ۳۳، مطبوعہ ملتان)

لگے ہاتھوں اشرف علی تھانوی کا بھی ایک اور حوالہ ملاحظہ کیجئے لکھتے ہیں کہ جو استعانت..... باعتبار علم و قدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو۔ جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۶، مطبوعہ کراچی)

امام الوہابیہ اسمائیل دہلوی:

دیوبندی وہابی مذہب کے امام اسمائیل دہلوی لکھتے ہیں کہ (انبیاء) افسران املاک قدس بتفویض مناصب عظیمہ لائق اند و در سر انجام مہمات خیمہ فائق (منصب امامت فارسی ص ۳۲ مطبوعہ دہلی)

(انبیاء کرام) قدوس کے املاک کے افسر ہیں درجات عظیمہ کا عطیہ انہی کی ذات با برکات کوزیبا اور مہمات کا سر انجام انہی کی ذات کے لیے موزوں ہے۔

(منصب امامت مترجم ص ۹ مطبوعہ لاہور)

۲۔ در حل مشکلات فہم ممتاز دارند و در سر انجام مہمات ہمت بلند پرواز۔

(منصب امامت فارسی ص ۷)

(انبیاء کرام) دشواریوں کے حل کرنے میں ممتاز اور مہمات کے سر انجام دینے میں

عالی ہمت ہیں۔ (منصب امامت مترجم ص ۱۴)

نیز اسمائیل دہلوی کی ایک طویل عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ اولیائے کرام کو ملائکہ اور

مدبرات الامر پر قیاس کرنا چاہیے۔ (منصب امامت فارسی ص ۵۱-۵۲ اردو ص ۱۰۲)۔

مناظر احسن گیلانی دیوبندی:

مناظر احسن گیلانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

حقیقت یہ ہے، کہ وفات یافتہ بزرگوں کی روحوں سے امداد کے مسئلہ میں علماء دیوبند کا خیال بھی وہی ہے جو عام اہل السنّت والجماعت کا ہے، آخر جب ملائکہ جیسی روحانی ہستیوں سے خود قرآن ہی میں ہے۔ کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی امداد کرتے ہیں۔ صحیح حدیثوں میں ہے کہ واقعہ معراج میں رسول اللہ ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تحفیف صلوٰت کے مسئلہ میں امداد ملی اور دوسرے انبیاء علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں بشارتیں ملیں تو اس قسم کی ارواح طیبہ سے کسی مصیبت زدہ مومن کی امداد کا کام قدرت اکر لے، تو قرآن کی کس آیت یا کس حدیث سے اس کی تردید ہوتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ آدمی کو عام طور پر جو امداد بھی مل رہی ہے حق تعالیٰ اپنی مخلوقات ہی سے تو یہ امدادیں پہنچا رہے ہیں، روشنی آفتاب سے ملتی ہے۔ دودھ ہمیں گائے اور بھینس سے ملتا ہے۔..... پس بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں ہیں۔ (سوانح قاسمی ج ۳ ص ۳۳ حاشیہ)

عنایت علی شاہ دیوبندی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ آف گوجرانوالہ لکھتے

ہیں کہ

حق نے پیدا کر دیئے احمد رسائی کے لیے
ہو گئے ظاہر جہاں میں مشکل کشائی کے لیے

(باغ جنت ص ۳۳)

گزشتہ اوراق میں حاجی امداد اللہ مہاجر کی کے اشعار ”یا رسول اللہ“ والے جو نقل کیے

گئے ان میں سے بعض اس تھانوی کے خلیفہ نے بھی نقل کیے ہیں۔ (باغ جنت ص ۴)

اشرف علی تھانوی، قاضی زاہد الحسنی، سید گل بادشاہ:

دیوبندیوں کے شیخ النفسیر احمد علی لاہوری کے خلیفہ قاضی زاہد الحسنی لکھتے ہیں کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں مجھ سے عہد لیا گیا ہے کہ جب بھی تقریر کریں تو پہلے یہ کہیں کہ یا رسول اللہ ہم اجازت چاہتے ہیں۔ اے اصحاب وقت ہم اجازت چاہتے ہیں کہ آپ کی نیابت میں ہم کچھ بیان کریں یہ اس لیے تا کہ رسول اللہ ﷺ اور اولیاء وقت ہماری امداد کریں ہمارے بیان میں لغزش یا رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

(عقائد از قاضی زاہد الحسنی دیوبندی ص ۴)

نوٹ: اس رسالہ پر دیوبند کے شیخ الفقہ اعزاز علی کی تصدیق ہے (۲) سید گل بادشاہ فاضل دیوبند نے بھی یہی بیان کیا ہے مگر اس میں صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امداد کا ذکر ہے۔ (دعوت الحق ص ۲۹)

وحید الزماں حیدر آبادی وہابی:

وہابیہ کے مجتہد اور مترجم صحاح ستہ (سوا جامع ترمذی) علامہ وحید الزماں حیدر آبادی نے مسئلہ استمداد پر تفصیلی گفتگو کی ہے چند ایک عبارات ہدیہ قارئین ہیں وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں کہ

وضابطہ ان الامور التي كانت تطلب من الانبياء والصلحاء حال كونهم احياء مثل الدعاء والاستشفاع فطلبها منهم بعد موتهم لا يكون شركاً اكبر والامور التي هي مختصة بالله وكانت لا تطلب منهم وهم احياء فطلبها منهم بعد ان ماتوا يكون شركاً كما كان طلبها عنهم وهم احياء شركاً الا ان يكون الاسناد مجازياً كما في قول عيسى واحي الموتى باذن الله صرح بذلك شيخ الاسلام في بعض فتاواه۔

(ہدیہ المہدی ص ۱۸-۱۹ طبع دہلی)

اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جو امور انبیاء و اولیاء سے ان کی حیات میں طلب کیے جاتے

تھے۔ مثلاً دعا اور شفاعت، وہ ان کے وصال کے بعد بھی ان سے طلب کرنا شرک اکبر نہیں ہوگا۔ اور وہ امور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔ اور ان انبیاء و اولیاء کی حیات میں ان سے طلب نہیں کیے جاتے تھے۔ ایسے امور کا ان سے ان کے وصال کے بعد طلب کرنا شرک ہے جیسے ان امور کا ان کی زندگی میں طلب کرنا شرک ہے۔ البتہ مجازاً نسبت ہو سکتی ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں، شیخ الاسلام نے اپنے بعض فتاویٰ میں اس کی تصریح کی ہے۔

۲۔ کما فی قوله تعالیٰ 'واذ تخلق من الطین وتبرئ الاکبہ والابرص باذن فاسد الخلق والابرء الی عیسیٰ مجازاً فلو طلب احد من عیسیٰ روح اللہ ان تحیی میتا باذن اللہ فلا یکون شرکا اکبر وكذلك لو طلب احد من ولی حی او من روح نبی او صالح ان یهب له الاولاد او لیشفیہ من مرض او یدفع عنه سوء باذن اللہ واصره فهذا لا یکون شرکا اکبر

(حدیۃ المہدی ص ۱۹ حاشیہ)

اور جیسے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد واذ تخلق من الطین میں پیدا کرنے اور شفا دینے کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف مجازاً کی گئی ہے۔ پس اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے عرض کرے کہ وہ اللہ کے حکم سے مردے کو زندہ کریں تو یہ شرک اکبر نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص زندہ ولی یا نبی اور ولی کی روح سے یہ طلب کرے عرض کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے اولاد دیں یا اس کی بیماری دور کر دیں تو یہ شرک اکبر نہ ہوگا۔

۳۔ فعلم بداهة ان النداء او التوجه او الاستغاثة فی امور یقدر علیہا المخلوق واعتقاد النفع والضرر لغير اللہ باذن اللہ وحکمہ و ارادته لیس بشرک اکبر (حدیۃ المہدی ص ۲۰)

واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ جو امور مخلوق کی قدرت میں ہیں ان میں پکارنا متوجہ ہونا و مرد مانگنا یا غیر اللہ کے لیے اللہ کے حکم اور ارادہ سے نفع و نقصان کا عقیدہ رکھنا شرک اکبر نہیں ہے۔

۴۔ والا عجب من الاعجب ما فرق بعض اخواننا فی هذا بین الاحیاء

والاموات وظن ان الانتصار و الاستغاثة بالاحياء في امور يقدر عليها العباد ليس بشرك، وهو شرك بالاموات في نفس تلك الامور وهل هذا الا سفسطة ظاهرة فان الحي والبيت سيات في كونها غير الله فخاية ما في الباب ان الاستنصار بالاموات شرك بالاحياء لا شرك بالله تعالى۔

(هدية المہدی ص ۱۸)

عجیب ترین بات یہ ہے کہ ہمارے بعض بھائیوں نے امداد طلب کرنے میں زندوں اور مردوں میں فرق کیا ہے اور خیال یہ کیا ہے کہ جو امور بندوں کی قدرت میں ہیں ان میں زندوں سے مدد مانگنا شرک نہیں اور انہی امور میں مردوں سے مدد مانگنا شرک ہے حالانکہ یہ کھلا مغالطہ ہے کیوں کہ غیر اللہ ہونے میں زندہ و مردہ برابر ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مردوں سے مدد مانگنا انہیں زندوں کا شریک بنانا ہے نہ کہ اللہ کا شریک۔

۵۔ یہی وہابی عالم وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں کہ

عبداللہ بن عمرؓ کا پاؤں سن ہو گیا۔ لوگوں نے پوچھا تمہارے پاؤں کو کیا ہوا، انہوں نے کہا، کہ اس کے پٹھے جڑ گئے، لوگوں نے کہا تم کو جو شخص سب لوگوں میں زیادہ محبوب ہے۔ اس کو یاد کرو، انہوں نے کہا یا محمد اسی وقت پاؤں پھیلا دیا، پاؤں کھل گیا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ غائب کی ندامت مطلقاً منع نہیں ہے۔ نہ وہ شرک ہے جب کہ بعض تشدد والے کہتے ہیں..... دوسری روایت میں ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کا پاؤں سن ہوا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ۔ (لغات الحدیث ج ۱ ص ۱۹ کتاب خ)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی روایت بالا امام بخاری نے بھی نقل کی ہے۔

(الادب المفرد ص ۱۳۲)

اور ان کتب میں بھی موجود ہے۔

(کتاب الاذکار ص ۲۶، شفا ج ۱ ص ۱۸، نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۵، شرح شفا ج ۳ ص ۲۵)

یہی روایت وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے نزل الابرار طبع بیروت ج ۳ ص ۳۷، وحید الزماں حیدر آبادی وہابی نے ہدیۃ المہدی ج ۲ ص ۲۳ طبع دہلی وہابیہ کے محدث

قاضی شوکانی نے تحفۃ الزا کرین ص ۲۶ طبع بیروت پر نقل کی ہے۔
یہی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کرنے سے پہلے امام بخاری نے الادب المفرد اور امام
نووی نے کتاب الاذکار اور امام ابن سنی نے عمل الیوم واللیلہ میں باب باندھا ہے۔

ما یقول اذا خدرت رجلہ

جب کسی کا پاؤں سن ہو جائے تو کیا کہے۔

گویا امام بخاری اور دیگر جلیل القدر محدثین نے ان دنیا والوں کو بتا دیا جب بھی کسی کا پاؤں
قیامت تک لوگوں میں سے سن ہو جائے۔ تو وہ یوں ہی سید عالم ﷺ سے امداد طلب کریں۔

محدث دیوبند اصغر حسین:

محدث دیوبند اصغر حسین لکھتے ہیں کہ (حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ)

ایک دن کسی حلاج (دہنا ندف) کی دکان پر جا کر اس کو اپنے کسی کام کے لیے بھیج دیا
آپ وہاں بیٹھ گئے پھر خیال آیا کہ غریب حلاج کی روزی میں نقصان آیا اور اس کے کام
میں ہرج ہوا آپ نے انگلی سے اشارہ کرنا شروع کیا۔ خود بخود روئی سے بنولے علیحدہ ہو کر
گرنے لگے۔ اور روئی صاف ہو کر ایک طرف ہو گئی۔ حلاج نے آ کر دیکھا تو حیران رہ
گیا۔ (سوانح مولانا روم ص ۶۲ مطبوعہ لاہور)

مولوی اصغر حسین دیوبندی نے مولانا جلال الدین رومی کے آسمانوں پر اڑنے کا بھی ذکر کیا
ہے۔ (سوانح مولانا روم ص ۵۱)

عبدالماجد دریا آبادی، مفتی ولی حسن ٹونگی دیوبندی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عبدالماجد دریا آبادی اور ایک اور دیو
بندی عالم مفتی ولی حسن نے حضور سیدنا خواجہ معین الدین اجمیری کا حضور داتا گنج بخش علی
ہجویری رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ شعر نقل کیا ہے، کہ

گنج بخش ہر دو عالم مظہر نور خدا

کاملاں را پیر کامل ناقصاں را رہنما

(تصوف اسلام ص ۳۴ طبع لاہور، از دریا آبادی) (اولیائے پاک و ہند ص ۳۴ از مفتی ولی حسن طبع لاہور)

نجم الدین احيائی دیوبندی:

نجم الدین احيائی دیوبندی لکھتے ہیں کہ

علمائے دیوبند ہرگز یہ نہیں کہتے کہ اللہ کے علاوہ غیب کی کوئی بات کسی کو بھی معلوم نہیں ہو سکتی اسی طرح وہ اس بات کے بھی قائل نہیں ہیں۔ کہ انسان اپنی زندگی میں یا مرنے کے بعد سرے سے کوئی تصرف نہیں کر سکتا..... جب تک (اللہ کی) اجازت ہے تب تک عالم برزخ سے بھی کچھ روچیں آ کر دنیا والوں کی مدد کرتیں ہیں۔ (زلزلہ در زلزله ص ۱۰۲ طبع کراچی)

ہفت روزہ الاعتصام ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث:

ہفت روزہ الاعتصام ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث میں ہے کہ مرزائیوں کے بارے میں واضح اور دو ٹوک عقیدہ رکھنے کے باوجود ایک دفعہ آپ (حکیم عبدالرحمن خلیق آف بدولی) اس وجہ سے پریشان تھے کہ اگر خدا نخواستہ حیات مسیح کے بارے میں ہمارا عقیدہ غلط ہوا تو قیامت کے دن ہم مجرم نہ بن جائیں۔ آپ پریشانی کی حالت میں آنکھیں بند کیے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے کہ کشف کی حالت طاری ہوئی اور ایک نورانی چہرہ سامنے آیا اور آپ سے کہا کہ حیات مسیح کے بارے میں تمہارا عقیدہ درست ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے وجدان نے مجھے بتایا کہ اس قدر بارعب نورانی شخصیت نبی آخر الزماں ﷺ کے علاوہ کسی کی نہیں ہو سکتی۔ آپ ساری زندگی اس واقعہ پر خوش ہوتے رہے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۰ جون ۱۹۹۷ء ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور ۲۵ جولائی ۱۹۹۷ء)

اسماعیل غزنوی:

اسماعیل غزنوی وہابی کے بیٹے ابراہیم غزنوی نے لکھا ہے

بابا غلام رسول صاحب نے بتایا کہ ان کی خواہش تھی۔ کہ اپنی تمام زندگی رسول پاک ﷺ کے مزار مقدس کو صاف کرتے اور جھاڑتے ہوئے گزار دوں اس خواہش کی تکمیل کے لیے عبادات کے علاوہ دن رات درود شریف پڑھتا رہا، آخر ایک رات حضرت رسول پاک کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا اسماعیل غزنوی سے کہو کہ وہ تمہیں میرے پاس لے آئے ہیں

نے یہ قصہ آپ کے والد محترم مولانا اسماعیل کو سنایا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔
 کہا کہ حضرت رسول پاک ﷺ نے اپنے عاشق کو اپنے پاس بلانے کے لیے مجھ گناہ گار کو
 رابطہ بنایا۔ الخ۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۲ جولائی ۱۹۹۸ء)

خلاصہ کلام

حضور سید عالم ﷺ انبیاء و اولیاء کے اختیارات اور ان سے استمداد کے متعلق قرآن
 و حدیث سے دلائل پیش کر دیئے ہیں۔ اور آخر میں اتمام حجت کے واسطے اکابرین دیوبند و
 نجد کی عبارات سے ہم نے اپنا موقف ثابت کر دیا ہے۔ (الحمد للہ علی ذلک)
 کوئی بھی منصف مزاج ہمارے ان دلائل کو پڑھنے کے بعد ضرور اس نتیجہ پر پہنچے گا۔
 کہ اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کا انبیاء و اولیاء کے بارے تصرف و اختیار اور ان سے
 استمداد کا عقیدہ کسی مولوی کی ایجاد نہیں ہے۔ بلکہ حضور سید عالم ﷺ کے صحابہ سے لے کر
 آج تک امت مسلمہ کا یہی عقیدہ رہا ہے اور یہ اعتراف تو وہابیہ کے اکابر نے بھی کیا ہے،
 کہ ہمارے اہل سنت کے عقائد نئے نہیں بلکہ تمام امت مسلمہ کے آج تک وہی عقائد
 رہے جو آج اہل سنت و جماعت بریلوی کے ہیں۔

چنانچہ وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری بھی لکھتے ہیں کہ امرتسری میں مسلم آبادی غیر
 مسلم آبادی ہندو سکھ وغیرہ کے مساوی ہے اسی سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے
 تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔ (شمع توحید ص ۵۳ طبع لاہور)

قارئین: لگے ہاتھوں وہابیہ کی بددیانتی اور خیانت بھی ملاحظہ کیجئے۔ ہمارے پاس شمع
 توحید کے تین نسخے موجود ہیں۔ حوالہ بالا کی شمع توحید مکتبہ عزیز یہ جامع مسجد قدس اہل
 حدیث لاہور کی شائع ہے جب کہ مکتبہ قدوسیہ لاہور اور اہل حدیث ٹرسٹ کراچی سے
 شائع ہونے والی شمع توحید سے یہ عبارت نکال لی گئی ہے۔

قارئین کرام بجز اللہ ہمارے عقائد و نظریات وہی ہیں جو صحابہ کرام محدثین اولیائے
 کرام کے تھے۔ دوسری طرف وہابیہ دیوبندیہ کا ان مسائل میں اہل سنت پر کفر و شرک کا
 فتویٰ غلط ہے اور بے بنیاد

وہابیہ دیوبندیہ کی حضور ﷺ سے عداوت

اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ انبیاء کرام اولیاء کرام کو عظیم الشان اختیارات عطا کیے ہیں۔ اور وہ خدا کے اذن سے مخلوق کی دستگیری اور حاجت روائی کرتے ہیں مگر دیوبندی وہابی مذہب کے اکابر و اصاغر کا کہنا ہے۔ کہ انبیاء و اولیاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے۔

اگر وہابیہ دیوبندیہ کا یہ عقیدہ ان کے بقول قرآن و حدیث کے مطابق تھا۔ تو انہیں ہر صورت میں اس پر گامزن و قائم رہنا چاہیے تھا۔ کہ جو عقیدہ ان کے نزدیک انبیاء و اولیاء کے بارے میں شرک تھا۔ وہ انہیں تمام مخلوق میں ہر ایک کے ساتھ رکھے جانے کو شرک سمجھنا چاہیے تھا مگر یہی ان کی دورخی و اسلام دشمنی ہے کہ تصرف و اختیار و استمداد کا جو عقیدہ ان کے نزدیک انبیاء و اولیاء کے بارے میں شرک تھا۔ یہ وہی عقیدہ تصرف و اختیار کا اپنے بڑے مولویوں اکابر کے لیے ثابت کرنے کو دین و ایمان سمجھتے ہیں۔ یہاں تصویر کے دور رخ پیش کر رہے ہیں پہلی تصویر کے رخ میں وہابی دیوبندی اکابر کی کتب معتبرہ سے یہ ثابت کریں گے، کہ ان کے نزدیک انبیاء و اولیاء کے بارے میں تصرف و اختیار اور استمداد کا عقیدہ کفر و شرک ہے۔ اور تصویر کے دوسرے رخ میں وہابیہ دیوبندیہ کی معتبر کتب سے یہ ثابت کریں کہ تصرف و اختیار اور استمداد اپنے اکابر کے لیے ثابت کرتے نہیں تھکتے اور پھر فیصلہ قارئین پر چھوڑیں گے، کہ انصاف اس دنیا سے رخصت نہیں ہو گیا۔ اپنے ضمیر سے پوچھ کر غیرت ایمانی سے فیصلہ کیجئے، کہ ایک ہی عقیدہ و نظریہ ان وہابی دیوبندی مذہب کے نزدیک انبیاء و اولیاء کے لیے کفر بھی ہے اور شرک بھی ہے اور وہی نظریہ اپنے ان اکابر و اصاغر کے بارے میں ایمان کس طرح بن گیا ہے۔ اب تصویر کے دونوں رخ ملاحظہ کیجئے۔

تصویر کا پہلا رخ

۱۔ وہابیہ دیوبندیہ کے امام محمد بن عبد الوہاب نجدی لکھتے ہیں کہ

ان محمدا لا یبذلک لنفسہ نفعاً ولا ضراً فضلاً عن عبد القادر

(کشف الشبہات ص ۱)

رسول مکرم ﷺ اپنی ذات کے لیے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ کا تو ذکر ہی کیا۔ (کشف الشہات ماحقہ الجامع الفرید ص ۲۱ طبع لاہور، گلشن توحید ص ۲۱)

۲۔ یہی محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتے ہیں کہ

وہ لوگ جو فرشتوں نبیوں یا ولیوں کا قصد کرتے ہیں وہ صرف ان کی سفارش کے ذریعہ قرب خداوندی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اسی عقیدہ کی رو سے ان کا مال مباح اور ان کو قتل کرنا حلال ٹھہرا۔ (الجامع الفرید ص ۱۵، گلشن توحید ص ۱۲)

غیر اللہ کو پکارنا شرک اکبر ہے۔ (کتاب التوحید مترجم ص ۲۹ طبع لاہور)

وہابی دیوبندی مذہب کے امام اسماعیل دہلوی رقمطراز ہیں۔

سو جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے، اور دور و نزدیک سے پکارے..... یا اس کی صورت کا خیال باندھے، اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری تندرستی کشائش و تنگی مرنا جینا غم و خوشی سب کی ہر وقت اسے خبر ہے۔ اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے۔ وہ سب سن لیتا ہے۔ اور جو خیال وہم میرے دل میں گزرتا ہے۔ وہ سب سے واقف ہے۔ سوان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں..... خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر شہید سے خواہ امام و امام زادہ سے خواہ بھوت پری سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۹-۱۰ طبع دہلی)

سوانہوں نے بیان کر دیا (حضور ﷺ) مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ تو دوسرے کا تو کیا کر سکو۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۴)

اللہ سے زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں (انبیاء و اولیاء) کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے، محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے

ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۲)

سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

(تقویۃ الایمان ص ۵۸)

اب ضمناً ہم محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی کے متعلق علمائے دیوبند کی رائے نقل کر رہے ہیں۔

دیوبندی قطب العالم رشید احمد گنگوہی محمد بن عبد الوہاب کے متعلق لکھتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب (نجدی) کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۶۶ تالیفات رشیدیہ ص ۲۳۱)

مشہور دیوبندی مناظر منظور نعمانی اور شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق نامی کتاب میں نجدی کی کھل کر وکالت کی اس کتاب پر قاری طیب اور دیوبندی شیخ محمد زکریا کی تصدیق ہے۔

کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں کہ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لا جواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب امر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹۲، تالیفات رشیدیہ ص ۸۳)

تصرف و اختیار اور استمداد پر دیوبندی وہابی مذہب کی چند ایک عبارات ہم نے نقل کی ہیں اختصار مانع ہے وگرنہ ایسی سینکڑوں عبارات پیش کی جاسکتی ہیں یہ ان کا بنیادی مذہب اور ان کے عقائد ہیں ان عبارات سے ایک خالی الذہن آدمی بھی اس نتیجہ پر پہنچے گا نبی مکرم ﷺ اور دیگر انبیاء و اولیاء کے متعلق تصرف و اختیار کا عقیدہ کفر و شرک اور منافی توحید ہے وہابی دیوبندی مذہب کے نزدیک۔

دیوبندی حکیم الامت تھانوی کی حضرت خواجہ اجمیری سے عداوت
اور بت پرستی کے فوائد سے آشنائی:

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے ملفوظات میں ہے کہ ایک انگریز نے لکھا
ہے، کہ ہندوستان میں سب سے زیادہ حیرت انگیز بات میں نے یہ دیکھی کہ اجمیر میں ایک
مردہ کو دیکھا کہ اجمیر میں پڑا ہوا سارے ہندوستان پر سلطنت کر رہا ہے واقعی خواجہ صاحب
کے ساتھ لوگوں کو بالخصوص ریاست کے امراء کو بہت ہی عقیدت ہے ان حضرات نے اللہ
کی اطاعت کی تھی پھر دیکھئے کیا رنگ ظاہر ہو رہا ہے حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب نے
عرض کیا کہ جب فائدہ ہوتا ہوگا تب ہی تو اس قدر عقیدت ہے (تھانوی اشرف علی نے)
فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جیسا ظن ہو ویسا ہی معاملہ فرماتے ہیں اس طرح تو بت پرستوں کو
بت پرستی میں بھی فائدہ ہوتا ہے۔ (ملفوظات کمالات اشرفیہ ص ۳۸۳، طبع ملتان)

اندازہ کیجئے۔ تھانوی نے حضرت خواجہ اجمیری کے سنگ درکارشتہ بت خانے کی دہلیز
کے ساتھ جوڑ دیا اور یہ بھی قابل غور بات ہے کہ ایک منکر اسلام انگریزی کی نظر میں حضرت
خواجہ کی عظمت اور دوسری طرف تھانوی کی ہفوات، اور پھر یہ بھی غور کیجئے۔ تھانوی صاحب
کے نزدیک بت پرستی میں بھی فائدہ ہوتا ہے

تصویر کا دوسرا رخ:

دیوبندی وہابی مذہب میں حضور سید عالم ﷺ اور دیگر انبیاء و اولیاء کے متعلق تصرف و
اختیار اور اسماء ادا کا عقیدہ کفر و شرک ہے۔

دیوبند و نجد کی اندھیر نگری:

وہی عقیدہ جو وہابی دیوبندی انبیاء و اولیاء کے متعلق کفر و شرک بتاتے ہیں وہی عقیدہ
اپنے اکابرین دیوبند و نجد کے لیے جائز بلکہ واقع بتاتے ہیں آئیے ہم آپ کو دیوبند و نجد کی
اندھیر نگری کی سیر کراتے ہیں۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے آگبوٹ کو تباہی سے بچا لیا:

۱۔ حاجی صاحب موصوف کے ایک مرید بحری جہاز میں سفر کر رہے تھے کہ جہاز ایک تلاطم خیز طوفان سے ٹکرا گیا اب تفصیل مرید صاحب کی زبانی سنئے، آگبوٹ نے چلتے چلتے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غرق ہو جائے یا دوبارہ ٹکڑا کر پاش پاش ہو جائے، انہوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) کی طرف خیال کیا اور عرض کیا کہ اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت امداد کا ہوگا اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر و کارساز مطلق ہے اسی وقت ان کا آگبوٹ غرق سے نکل گیا۔ اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔ ادھر تو یہ قصہ پیش آیا ادھر اگلے روز مخدوم جہاں (حاجی امداد اللہ) اپنے خادم سے بولے، ذرا میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے۔ خادم نے کمر دباتے دباتے پیرا ہن مبارک جو اٹھایا تو دیکھا۔ کہ کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اتر گئی ہے پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیوں کر چھلی فرمایا کچھ نہیں پھر پوچھا آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے، فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا۔ اس میں ایک تمہارا دینی سلسلے کا بھائی تھا اس کی گریہ وزاری نے مجھے بے چین کر دیا آگبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اوپر کواٹھا لیا جب آگے چلا اور بندگان خدا کو نجات ملی اسی سے چھل گئی ہوگی۔

(کرامات امدادیہ ص ۸ طبع کتب خانہ ہادی دیوبند)

حاجی صاحب خود بیان کرتے ہیں کہ

خدا جانے لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں اور میں کیا ہوں محبوب علی نقاش نے آکر بیان کیا۔ کہ ہمارا آگبوٹ تباہی میں تھا۔ میں مراقب ہو کر آپ سے ملتی ہوا آپ نے مجھے تسکین دی، اور آگبوٹ کو تباہی سے نکال دیا۔

(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ص ۳ طبع جامعہ اشرفیہ لاہور شائع امدادیہ ص ۸ طبع ملتان، امداد المشتاق ص ۱۲ طبع لاہور)

اسی کے متعلق فرماتے ہیں کہ

فاعل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجب کہ صحیح ہو۔ دوسروں کے لباس میں آکر خود مشکل

آسان کر دیتا ہے نام ہمارا تمہارا ہوتا ہے۔

(شائم امدادیہ ص ۱۰ امداد المشتاق ص ۱۴، حاجی امداد اللہ مہاجر کی ص ۳۵)

اسی طرح کا ایک واقعہ اشرف علی تھانوی دیوبندی بھی بیان کرتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۱۰ ص ۲۲۲)

لگے ہاتھوں تھانوی صاحب کی سن لیجئے کہ

ارواح کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں۔ بعض کو تصرف عطا ہوتا ہے۔ (افاضات الیومیہ ج ۱۰ ص ۱۱۴)

مرید نے دور سے فریاد کی پیر صاحب نے فریاد سن کر وہاں پہنچ کر جہاز کو تباہی سے بچا لیا۔

یہ عقیدہ تو اپنے گھر کے بزرگ کے لیے بغیر کسی ہچکچاہٹ سے مان لیا مگر رسول کائنات ﷺ اور دیگر انبیاء و اولیاء کے بارے میں جب بات آتی ہے تو کفر و شرک کے فتوے تیار ملتے ہیں پھر یہ فتویٰ ملتا ہے کہ

یہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا

حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو، کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر

یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی، بلکہ دعا

کرائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ گو مانگنے کی راہ شرک ثابت نہیں ہوا۔ لیکن

پکارنے کی راہ سے (شرک) ثابت ہو جاتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۳ طبع دہلی)

وہی نظریہ جو انبیاء و اولیاء کے متعلق کفر و شرک ہے اپنے گھر کے بزرگوں کے بارے

میں عین ایمان کیسے بن گیا انصاف سے کہیے یہ رسول دشمن نہیں تو کیا ہے۔

بانی دیوبند محمد قاسم نانوتوی:

دیوبندی حکیم الاسلام قاری محمد طیب بیان کرتے ہیں کہ جس دور میں مولوی رفیع

الدین مدرسہ کے متہمم تھے۔ مدرسہ کے صدر مدرسین کے درمیان کچھ اختلافات جھگڑے کی

صورت اختیار کر گئے پھر مولوی محمود الحسن صاحب بھی اس میں شریک ہو گئے اور یہ جھگڑا

طول پکڑ گیا۔ پھر بعد میں کیا ہوا قاری محمد طیب دیوبندی کی زبانی سنئے کہ

ایک دن علی الصباح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا

محمود حسن صاحب کو اپنے حجرے میں بلایا (جو دارالعلوم دیوبند میں ہے) مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرے کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے موسم سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر تھا۔ اور خوب بھیگ رہا تھا۔ فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور میرا لبادہ تر بتر ہو گیا۔ اور یہ فرمایا کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے پس میں نے یہ کہنے کے لیے بلایا ہے کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۶ طبع لاہور)

اس واقعہ پر حاشیہ چڑھاتے ہوئے دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ روح کا تمثیل تھا۔ اور اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ جسد مثالی تھا۔ مگر مشابہ جسد عنصری کے دوسری صورت یہ کہ روح نے خود عناصر میں تصرف کر کے جسد عنصری تیار کر لیا ہو۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۶ طبع لاہور)

اولاً: تو یہ سوچئے کہ نانوتوی کو قبر میں ہوتے ہوئے مدرسہ کے ان حالات کی خبر کیسے ہو گئی۔ تو ان لوگوں نے اپنے مولوی کے لیے غیبی قدرت و علم غیب ثابت کر دیا۔
دوم: پھر نانوتوی صاحب جسد عنصری کے ساتھ مدرسہ میں مشکل حل کرنے کے لیے مرنے کے بعد کیسے آ گئے۔

سوم: تھانوی صاحب نے تو حد کر دی کہ نانوتوی کو جسم انسانی کا خالق ہی قرار دے دیا اور ایسی قوت تصرف نانوتوی کے لیے ثابت کر دی اور پھر مولوی رفیع الدین مولوی محمود الحسن مولوی اشرف علی تھانوی قاری طیب دیوبندی آنکھیں بند کر کے اس پر ایمان لے آئے۔
نہ وہاں کوئی قرآنی آیت یاد آئی، نہ کوئی حدیث؟

انصاف سے کہیے وہی قوت و طاقت اور اختیار و علم غیب رسول کائنات ﷺ کے لیے بیان کیا جائے، تو سارا قرآن اس کے مخالف پڑھ کر سنانے کی کوشش ہوتی ہے۔ احادیث بھی اس پر منطبق کی جاتی ہیں کفر و شرک کے فتوے بھی تیار ہوتے ہیں مگر وہی سب کچھ اپنے

مولوی اکابر کے لیے بغیر چوں چرا بغیر ہچکچاہٹ کے لیے تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ پھر کفر و شرک کی بجائے وہی ایمان بن جاتا ہے آخر کیوں؟ یہ ظلم نہیں تو کیا ہے اسے اگر رسول دشمنی اسلام دشمنی قرآن دشمنی نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔

۲۔ دیوبندی عالم مناظر احسن گیلانی نے ایک واقعہ نقل کیا۔ جو طویل ہے صرف اس کو مفہوم کے طور پر نقل کیا جاتا ہے۔ کسی علاقے میں ایک مولوی صاحب دیوبندی جو کم پڑھے ہوئے تھے چلے گئے، وہاں انہوں نے ایک مسجد کی امامت شروع کر دی، لوگ ان سے مانوس ہو گئے۔ عرصہ بیت گیا۔ ایک دن ایک اور مولوی صاحب وہاں آ گئے وعظ و تقریر کی۔ لوگ ان کے بڑے معتقد ہوئے پھر ان مولوی صاحب نے لوگوں سے پوچھا تمہارا امام مسجد کون ہے کہا گیا۔ کہ دیوبند کے پڑھے ہوئے ہیں یہ سنتے ہی مولوی صاحب آگ بگولہ ہو گئے۔ اور فتوے بازی شروع کر دی دیوبندی یہ وہ ہوتے ہیں گستاخ رسول اسلام دشمن ہوتے ہیں تمہاری ساری نمازیں جو اس کے پیچھے پڑھیں برباد ہوں، قصبے کے لوگ پریشان ہو کر دیوبندی امام کے پاس آئے، کہنے لگے واعظ مولانا صاحب کی باتوں کا جواب دیجئے یا بتائیے کہ آپ کا کیا علاج کیا جائے۔ کہ آپ پر روپے بھی خرچ کئے نمازیں بھی برباد ہوں دیوبندی امام کے پاس اتنے عملی مواد تو نہ تھے جان بھی غریب کی خطرے میں آ گئی۔ سوچا کہ واعظ صاحب نہ جانے کتنے بڑے عالم ہیں ڈرتے ڈرتے مناظرہ طے کیا۔ وقت پر ڈرتے ڈرتے پہنچے واعظ صاحب کتابیں لئے پہنچ گئے، مناظرہ شروع ہونے سے پہلے ایک ہستی شخصیت بزرگ نمودار ہوئے۔ اور دیوبندی امام کے پاس آ کر بیٹھ کر اسے تسلی دیتے ہیں دیوبندی امام کہتے ہیں پھر کیا ہوا میرے منہ سے جو الفاظ نکل رہے تھے معلوم نہ تھا کچھ دیر کے بعد وہ واعظ صاحب دیوبندی امام کے قدموں پر سر رکھ کر ان کی فتح اپنی شکست کا اعلان کرتے ہیں پھر وہ نمودار ہونے والی شخصیت غائب ہو گئی۔ ملخصاً (سوانح قاسمی ج ۳، ۳۳۰، ۳۳۱)

پھر دیوبندی محمود الحسن نے کبھی اس دیوبندی امام سے نمودار ہونے والی شخصیت کا حلیہ پوچھا تو اس نے بتایا تو کہا ارے یہ تو حلیہ ہمارے مولانا قاسم نانوتوی کا تھا۔ یہ تو حق

تعالیٰ کی طرف سے تمہاری امداد کے لیے ظاہر ہوئے تھے۔ (سوانح قاسمی ج ۳ ص ۳۳۲)

دیکھ لیجئے غیب و تصرف امداد سب کچھ اپنے مولانا کے لیے مان لیا یہاں کفر و شرک نہیں ایمان ہے اسلام ہے۔ اس لیے کہ علم غیب تصرف و اختیار استمداد ثابت نہیں تو صرف انبیاء و اولیاء کے لیے نہیں مولوی کے لیے سب کچھ ثابت ہے۔

مولوی صاحب کو قبر میں بیٹھے یہ بھی پتہ چل گیا کہ ہمارا ایک دیوبندی فلاں جگہ اس طرح پریشان ہے اس لیے ہم اس کی امداد کو جاتے ہیں پھر یہ کہ وہ جسم کے ساتھ قبر سے نکل کر مدد کے لیے میدان مناظرہ میں بھی پہنچ گئے پھر مرنے کے بعد بھی مولوی صاحب امداد کر سکتے ہیں اگرچہ انبیاء و اولیاء وصال کے بعد امداد نہیں کر سکتے انصاف سے کہیے کہ ہم اسے رسول و شہنشاہ کی بجائے کیا کہیں۔

۳۔ پھر انہی گیلانی صاحب کے بیان کردہ ایک اور واقعہ کو مفہوم کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ شیعہ نے قاسم نانوتوی کا مذاق اڑانے کے لیے ایک آدمی زندہ کو میت کی صورت میں چار پائی پر لٹا کر جنازہ کے لیے نانوتوی صاحب کو عرض کیا۔ کہ نانوتوی صاحب کو حقیقت کا علم نہیں تھا۔ نانوتوی نے پہلے تو انکار کیا پھر ان شیعہ کے اصرار کی وجہ سے قبول کر کے جنازہ پڑھانے کے لیے آگے بڑھے شیعہ کا پروگرام یہ تھا کہ نانوتوی صاحب پہلی تکبیر کہیں گے۔ تو آدمی کھڑا ہو جائے گا۔ تو خوب نانوتوی کی تذلیل ہوگی۔ اب آگے گیلانی صاحب کی زبانی ہی سن لیجئے کہ حضرت نے ان کے اصرار پر منظور فرمالیا۔ اور جنازہ پر پہنچ گئے مجمع تھا۔ حضرت ایک طرف کھڑے ہوئے تھے۔ کہ چہرہ پر غصے کے آثار دیکھے گئے آنکھیں سرخ تھیں اور اور انقباض چہرے سے ظاہر تھا۔ نماز کے لیے عرض کیا گیا، آگے بڑھے اور نماز شروع کی۔ دو تکبیریں کہنے پر جب طے شدہ کے مطابق جنازہ میں حرکت نہ ہوئی۔ تو پیچھے سے کسی نے ہونٹھ کے ساتھ صاحب جنازہ کو اٹھ کھڑے ہونے کی سسکار دی مگر وہ نہ اٹھا، حضرت نے تکبیرات اربعہ پوری کر کے اُسی غصہ کے لہجہ میں فرمایا کہ اب یہ قیامت کی صبح سے پہلے نہیں اٹھ سکتا۔ دیکھا گیا تو مردہ تھا شیعوں میں رونا پیٹنا پڑ گیا۔ (حاشیہ سوانح قاسمی ج ۳ ص ۳۳۲ طح لاہور)

جنازہ پڑھانے کے وقت غصے سے آنکھیں سرخ ہونا بتلاتا ہے کہ ان کو غیبی طور پر

حقیقت کا علم ہو گیا اور نانوتوی کی قوت تصرف سے بندہ مر گیا۔ اور پھر اس کو اس بات کا علم بھی ہو گیا۔ مولوی صاحب کے لیے تو یہ سب کچھ ثابت ہے۔ مگر رسول کائنات ﷺ کے بارے کچھ بھی ثابت نہیں بلکہ یہ عقیدہ رکھنا کفر و شرک ہے فیا العجب۔

رشید احمد گنگوہی دیوبندی

دیوبندی مولوی عاشق الہی میرٹھی لکھتے ہیں کہ

مولوی عبد السبحان صاحب انسپکٹر پولیس ضلع گوالیار فرماتے ہیں کہ مولوی محمد قاسم صاحب کمشنر بندوبست ریاست گوالیار ایک بار پریشانی میں مبتلا ہوئے اور ریاست کی طرف سے تین لاکھ روپے کا مطالبہ ہوا۔ ان کے بھائی یہ خبر پا کر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گنج مراد پونچھ حضرت مولانا نے وطن دریافت فرمایا انہوں نے عرض کیا دیوبند مولانا نے تعجب کے ساتھ فرمایا گنگوہ حضرت مولانا (رشید احمد گنگوہی) کی خدمت میں قریب تر کیوں نہ گئے، اتنا دراز سفر کیوں اختیار کیا انہوں نے عرض کیا، حضرت یہاں مجھے عقیدت لائی ہے مولانا نے ارشاد فرمایا تم گنگوہی جاؤ۔ تمہاری مشکل کشائی حضرت مولانا رشید احمد صاحب ہی کی دعا پر موقوف ہے میں اور تمام روئے زمین کے اولیاء بھی اگر دعا کریں گے تو نفع نہ ہوگا۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۱۵ طبع لاہور)

اب بات اپنے بڑے کی ہے تو مشکل کشائی بھی اور غیب کا راز سب کچھ مان لیا۔ مگر انبیاء و اولیاء کے متعلق اگر ایسا عقیدہ ہو کفر و شرک سب کچھ ہے۔

۲۔ دیوبندی عاشق الہی میرٹھی نے گنگوہی کے ایک مرید کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ حاجی صاحب مرحوم کی اہلیہ ایک مرتبہ سخت علیل ہوئیں فم معدہ میں اس شدت سے درد ہوتا تھا۔ کہ ٹرپتی اور لوٹتی تھیں۔ آخر غش آ جاتا۔ اور بے ہوش ہو کر دم رک رک جاتا تھا۔ اس درد کے اثر دورے تقریباً دو ماہ تک ہوتے رہے۔ آخر ایک دورہ ایسا سخت پڑا۔ بیتیسی بند ہو گئی۔ ہاتھ پاؤں کی نبضیں چھوٹ گئیں غشی طاری ہو گئی اور تمام جسم ٹھنڈا پڑ گیا۔ حاجی صاحب کو اہلیہ سے محبت زیادہ تھی۔ بے قرار ہو گئے پاس آ کر دیکھا تو حالت غیر تھی صرف

سینہ میں سانس چلتا محسوس ہوتا تھا۔ زندگی سے مایوس ہو گئے۔ رونے لگے اور سر ہانے بیٹھ کر یسین شریف پڑھنی شروع کر دی چند لمحے گزرے تھے کہ دفعۃً مریضہ نے آنکھ کھولی اور ایک لمبا سانس لے کر پھر آنکھ بند کر لی۔ سب نے سمجھ لیا کہ اب وقت اخیر ہے۔ حاجی دوست محمد خان اس حسرت ناک نظارہ کو دیکھ نہ سکے۔ بے اختیار وہاں سے اٹھے، اور مراقب ہو کر حضرت امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) کی طرف متوجہ ہوئے کہ وقت آ گیا ہو، تو خاتمہ بالخیر ہو اور زندگی باقی ہے تو یہ تکلیف جو متواتر تین دن سے ہو رہی ہے دفع ہو جائے۔ مراقبہ کرنا تھا۔ کہ مریضہ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور باتیں کرنی شروع کر دیں۔ نبضیں اپنے ٹھکانے آ لگیں اور افاقہ ہو گیا دو تین دن میں قوت بھی آ گئی۔ اور بالکل تندرست ہو گئیں اس کے بعد کبھی درد نہیں اٹھا، حاجی صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ جس وقت میں مراقب ہوا حضرت کو اپنے سامنے پایا اور پھر تو یہ حال ہوا کہ جس طرح نگاہ کرتا حضرت امام ربانی (رشید گنگوہی) کو ہیت اصلہ موجود دیکھتا تھا۔ تین شبانہ روز یہی حالت رہی۔ جب مریضہ بالکل تندرست ہو گئیں اس وقت یہ حالت بھی رفع ہو گئی۔

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۲۱-۲۲۰)

اب تو گنگوہی صاحب کو امداد کے لیے فریاد کرنا پھر انہیں اس کی خبر ہونا تصور شیخ سب کچھ دین ایمان ہے۔ مگر اس رسول دشمنی کا کیا کیا جائے۔ یہی عقائد اگر انبیاء و اولیاء کے متعلق ہوں یہی سب کچھ شرک اور کفر ہے۔ لگے ہاتھوں اسی تصور شیخ کے متعلق رشید احمد گنگوہی کا خود فتویٰ اپنا پڑھ لیجئے کہ سوال ہوا۔ تصور کرنا اولیاء اللہ کا مراقبہ میں کیسا ہے اور یہ جاننا کہ جب ہم ان کا تصور باندھتے ہیں تو وہ ہمارے پاس موجود ہو جاتے ہیں اور ہم کو معلوم ہو جاتے ہیں ایسا اعتقاد کرنا کیسا ہے؟

اس کا جواب رشید احمد گنگوہی دیوبندی کی زبانی سینے کہ

جواب: ایسا تصور درست نہیں اس میں اندیشہ شرک کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۰ طبع کراچی)

سوال تو یہ ہے اولیاء کے بارے یہ فتویٰ ہے۔ اپنے بڑے کے لیے واقعہ ثابت ہے جائز ہے ایمان ہے۔ ایک ہی چیز ایک جگہ شرک وہی چیز دوسری جگہ ایمان کس طرح بن گئی مسئلہ

صرف یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ سے دشمنی ہے۔ دیگر انبیاء و اولیاء سے چڑ ہے۔ دیکھئے حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ رب دیتا ہے میں بانٹتا ہوں۔ (بخاری ج ۱، مسلمہ ج ۳، مشکوٰۃ ص ۳۲)

دیوبندی قاسم نانوتوی نے اسے اپنے اوپر فٹ کیا۔ سنئے نانوتوی نے سفر حج کیا ”راستہ میں جو کچھ بھی ملتا، وہ سب ان لوگوں کو دے دیتے اور ساتھیوں نے کہا کہ حضرت آپ تو سب ہی دیدیتے ہیں کچھ تو اپنے پاس رکھئے تو فرمایا ”انا انا قاسم واللہ يعطی“ (ارواح ثلاثہ ص ۳۱۵)

یہاں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ سنی حنفی بریلویوں کے لیے قاسم حضور سید عالم ﷺ ہیں۔ جبکہ دیوبندی حضور ﷺ کو ماننے کی بجائے مولوی قاسم نانوتوی کو اپنا قاسم مانتے ہیں انصاف سے کہیے کیا یہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں جسارت نہیں ہے؟

اشرف علی تھانوی:

دیوبندی خواجہ عزیز الحسن تھانوی صاحب کے متعلق رقمطراز ہیں کہ عرصہ دراز ہوا ایک صاحب نے خود احقر سے یہیں خانقاہ میں بایں عنوان اپنا واقعہ بیان کیا۔ کہ دیکھنے میں تو حضرت والا (تھانوی اشرف علی) یہاں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن کیا خبر اس وقت کہاں پر ہوں۔ کیوں کہ میں ایک بار خود حضرت والا کو باوجود تھانہ بھون میں ہونے کے علی گڑھ میں دیکھ چکا ہوں۔ جبکہ وہاں نمائش تھی۔ اور اس کے اندر سخت آگ لگی تھی۔ میں بھی اس نمائش میں اپنی دوکان لے گیا تھا۔ جس روز آگ لگنے والی تھی۔ اسی روز خلاف معمول عصر ہی کے وقت سے میرے قلب کے اندر ایک وحشت سی پیدا ہونے لگی۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ باوجود اس کے کہ اصل بکری کا وقت وہی تھا لیکن میں نے اپنی دوکان کا ساز و سامان قبل از وقت ہی سمیٹ سمیٹ کر بکسوں میں بھرنا شروع کر دیا جب بعد مغرب آگ لگنے کا غل شور ہوا۔ تو چونکہ میں اکیلا تھا۔ اور بکس بھاری بھاری تھے۔ اس لیے میں سخت پریشان ہوا کہ یا اللہ دوکان سے باہر کیوں کر لے جاؤں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ دفعۃً حضرت والا (تھانوی) نمودار ہوئے۔ اور بکسوں میں سے ایک ایک بکس کے پاس تشریف لے جا کر فرمایا کہ جلدی سے اٹھاؤ چنانچہ ایک طرف سے تو اس بکس کو خود اٹھایا اور

دوسری طرف سے میں نے اٹھایا اسی طرح تھوڑی دیر میں ایک ایک کر کے سارے بکس باہر رکھوا دیئے۔ اس آگ سے اور دوکانداروں کا بہت نقصان ہوا لیکن بفضلہ تعالیٰ میرا سب سامان بچ گیا۔ (اشرف السوانح ج ۳ ص ۷۳-۷۴ طبع ملتان)

محافل میلاد میں حضور سید عالم ﷺ اور دیگر انبیاء و اولیاء کی متعدد مقامات پر جلو گری پر قرآن و حدیث سے دلائل طلب کرنے والوں دیوبندیوں نے اپنے تھانوی کے لیے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے مان لیا۔ اب نہ کوئی دلیل یاد آئی نہ کچھ اور، دیوبندی محمود الحسن کسی شاگرد کی نزع کے وقت وہاں موجود نہ ہونے کے باوجود روحانی تصرف سے امداد کرتے ہیں۔

(مر ۲۵۵ حیات شیخ الہند طبع لاہور)

قارئین کرام: دیوبندی مذہب کے کثیر حوالہ جات موجود ہیں مگر خوف طوالت کی وجہ سے ان ہی حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں مزید تحقیق کے شائق رئیس التحریر حضرت مولانا محمد ارشد قادری صاحب کی کتب 'زلزلہ اور زیر و زبر' کا مطالعہ فرمائیں، اب وہابیہ کے چند ایک حوالہ جات اسی رسول دشمنی کے پیش خدمت ہیں۔

وہابی مولوی میں بیٹا دینے کی طاقت:

وہابیہ کے عبد المجید سوہدروی تلمیذ وہابیہ کے امام العصر محمد ابراہیم میرسیا لکوٹی اپنے ایک عالم کی کرامات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

موضع لکھو کی سے کچھ فاصلہ پر ایک جمیل نامی گاؤں تھا۔ جہاں کا سردار جلال الدین عرف جلو بہت بڑا زمیندار اور کئی گاؤں کا مالک تھا۔ جلو کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس نے کئی بیویاں کر رکھی تھیں، مگر پھر بھی وہ اولاد سے محروم تھا۔ پنجاب میں یہ رواج ہے کہ جب کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو، تو وہ پیروں فقیروں جو گیوں مست قلندروں خانقاہوں اور مقبروں کی طرف رجوع کرتا ہے اور ان سے اولاد چاہتا ہے جلو بھی اسی خیال کا آدمی تھا۔ اور جہاں کسی فقیر کا پتہ چلتا تھا۔ وہیں اٹھ دوڑتا تھا ایک بار اسے پتہ چلا، کہ فیروز پور شہر میں ایک مستانہ ہے جو مجذوب ہے۔ اور بالکل ننگ دھڑنگ رہتا ہے۔ وہ اس کے پاس گیا اور اس سے بیٹا مانگا۔ مجذوب بولا، نالائق اگر بیٹا لینا ہے تو لکھو کی جا، جلو نے دل میں کہا کہ

وہاں تو سب وہابی ہی وہابی ہیں بھلا وہاں بیٹا کیسے ملے گا۔ مجذوب نے کہا نالائق جاتا نہیں تجھے بیٹا یہاں سے نہیں۔ وہاں ہی سے ملے گا۔ جلو اس مستانہ کے ارشاد پر لکھو کی پہنچا اور مولانا عبدالرحمن صاحب (وہابی) سے سارا واقعہ بیان کر دیا:..... آپ نے دعا فرمائی، خدا کی قدرت اگلے ہی سال اس کے ہاں فرزند تولد ہوا۔

(سوانح عمری مولوی عبداللہ عزیزی ص ۷۷، ۷۸ طبع منڈی بہاء الدین کرامات اہل حدیث ص ۱۱، الطبع سیالکوٹ)

دیکھ لیجئے۔ بیٹا کہاں سے ملے گا لکھو کی وہابی مولوی سے اب نہ خدا یاد آیا نہ کوئی قرآن کی آیت نہ کوئی حدیث کیوں اس لیے کہ مسئلہ اپنے بڑے کا ہے۔ اگر یہی عقیدہ رسول کائنات ﷺ یا دیگر انبیاء و اولیاء کے متعلق کوئی سنی حنفی بریلوی رکھے، تو جناب فتویٰ کفر و شرک سارا قرآن مخالف احادیث کا انبار اس کے مخالف لگانے کی کوشش کر دی جاتی ہے۔ انصاف سے بتائیے۔ ایک ہی مسئلہ انبیاء و اولیاء کے متعلق کفر و شرک ہے۔ وہی اپنے مولوی کے لیے عین ایمان کیسے بن گیا۔ یہ رسول دشمن نہیں۔ تو کیا ہے۔

۲۔ اپنے مولوی کی کرامات بیان کرتے ہوئے مزید لکھا کہ

جب آپ (قاضی سلیمان منصور پوری) حج کو جا رہے تھے تو فرمایا کہ عبدالعزیز کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا،..... چنانچہ ایسا ہی ہوا سوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی ص ۹۵ کرامات اہل حدیث ص ۲۳، نام نہاد اہل حدیث یہی علم غیب و اختیار حضور سید عالم ﷺ کے لیے نہیں مانتے مگر ان کی رسول دشمنی کا اندازہ لگائیے کہ اپنے مولوی کے لیے مانتے ہیں۔
مولوی کا کہنا تو گویا یہی ہے:

نعوذ باللہ لکھتے ہیں کہ

فضل دین زمیندار سکنہ مان کا بیان ہے۔ کہ میرے پاس کوئی گائے بھینس نہ تھی کہ گھر والوں کو دودھ گھی مل سکتا۔ پاس کوئی رقم بھی نہ تھی کہ گائے بھینس خریدی جاسکتی۔ ایک بوڑھی سی بھینس تھی۔ جس سے ہم مایوس ہو چکے تھے کہ وہ اب گائے بھینس نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ بہت بوڑھی اور کمزور ہو چکی ہے۔ میں نے مولانا (غلام رسول قلعوی) سے عرض کیا۔ کہ دعا کریں کہ خدا کوئی دودھ گھی کا انتظام کر دے آپ نے فرمایا کہ تمہاری وہی بھینس گا بھن ہو

چکی ہے اور عنقریب بچہ دینے والی ہے۔ وہ مدت تک دودھ دیتی رہے گی، تم فکر نہ کرو، فضل الدین کا بیان ہے کہ سچ مچ تھوڑے ہی دنوں میں وہ بھینس دودھ دینے لگی، اور قریباً گیارہ دفعہ اس کے بعد سوئی (بچہ دیا) اور مدت دراز تک دودھ دیتی رہی۔ (سوانح حیات مولانا غلام رسول

قلعوی ص ۱۲۹ طبع گوجرانوالہ۔ سوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی ص ۸۳، کرامات اہل حدیث ص ۱۴)

وہ بھینس جس سے وہ آدمی خود مایوس ہے کہ بہت بوڑھی ہو چکی ہے مگر مولوی صاحب کی نظر کرم سے گا بھن ہو جاتی ہے۔ پھر مولوی صاحب کو علم غیب ہو جاتا ہے کہ وہ خوشخبری دیتے ہیں یہ بچہ جنم دینے والی ہے اور مدت دراز دودھ دیتی رہے گی۔ یہ سب کچھ ثابت ہو گیا مگر جب رسول محترم ﷺ اور غوث اعظم اور داتا گنج بخش رحمہ اللہ کے متعلق یہ سب کچھ ماننا شرک ہو جائے گا آخر کیوں؟ وہی سب کچھ مولوی کے لیے تو جائز بلکہ واقعہ مگر انبیاء و اولیاء کے لیے شرک ہے کفر ہے بتائیے یہ اسلام دشمنی رسول دشمنی نہیں تو کیا ہے؟

مولوی کا علم غیب اور قوت تصرف:

مولوی غلام رسول وہابی کی کرامات میں لکھتے ہیں کہ

ایک بار قلعہ میاں سنگھ میں ایک حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا۔ کہ اس نے یہ شکایت کی۔ کہ حضور میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے جس کا ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ کہاں ہے۔ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ بس ایک ہی بیٹا تھا اس کے فکر میں ہم تو مرے جا رہے ہیں آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا میاں وہ تو گھر بیٹھا ہے اور روٹی کھا رہا ہے۔ جاؤ بے شک جا کر دیکھ لو۔ حجام گھر گیا۔ تو سچ مچ بیٹا آیا ہوا تھا۔ اور کھانا کھا رہا تھا۔ بیٹے سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں سکھر سندھ میں تھا معلوم نہیں مجھے کیا ہوا اور کیوں کہ طرفۃ العین میں یہاں پہنچ گیا۔ (مولانا غلام رسول، ص ۱۰۷، کرامات اہل حدیث ص ۱۲، ۱۳، طبع سیالکوٹ، بسوانح عمری

مولوی عبداللہ الغزنوی ص ۸ طبع منڈی بہاء الدین)

دیکھ لیجئے۔ اپنے مولوی کے لیے کس فراخ دلی سے علم غیب قدرت و اختیار سب کچھ تسلیم کر لیا۔ اور خود مان رہے ہیں کہ مولوی صاحب کو گھر بیٹھے علم ہے کہ اس کا بیٹا کہاں ہے صرف ہمیں نہیں بلکہ دفعۃً وہاں سے اپنی روحانی قوت و طاقت سے بغیر سواری بیٹے کو قلعہ

میاں سنگھ بھی پہنچا دیا۔ پھر مولوی صاحب نے وہیں بیٹھ کر حجام کے گھر کی خبر بھی دے دی اور بیٹے کے روٹی کھانے کا بھی بتا دیا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مولوی صاحب نے یہ نہیں کہا کہ میں خدا سے دعا کرتا ہوں خدا ایسا کر دے گا وغیرہ نہیں۔ نہ انشاء اللہ کہا۔ نہ بفضلہ تعالیٰ کہا۔ مولوی کا قلعہ میں بیٹھے سکھریک تصرف و قوت کام کر رہا ہے۔ مگر یہی کچھ اگر انبیاء بالخصوص حضور سرور عالم ﷺ اور اولیاء بالخصوص غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے ماننا ان لوگوں و ہابیوں کے نزدیک شرک اکبر ہے۔ وہی کچھ مولوی کے لیے جائز بلکہ واقع۔ مگر سرور عالم ﷺ کے لیے شرک اکبر آخر کیوں؟

مجھے کہنے دیجئے یہ لوگ رسول کائنات ﷺ اور دیگر محبوبان خدا سے عداوت و بغض رکھتے ہیں بظاہر قرآن و حدیث کا نام لینے والے قرآن و حدیث کے دشمن ہیں اور ان سے کوسوں دور ہیں۔ وہابی مولوی گنج بخش بھی اور گنج سلب بھی:

مولوی غلام رسول قلعوں کی کرامات میں ہی لکھا ہے کہ

قلعہ میاں سنگھ میں ایک بڈھانامی کشمیری تھا۔ جو بہت عیالدار مگر مفلس اور غریب تھا۔ اس نے حاضر ہو کر اپنی ناداری کی شکایت کی۔ دعا کے لیے التجا کی آپ نے فرمایا میاں بڈھا بعد نماز صبح ایک بار سورۃ یسین پڑھ لیا کرو۔ انشاء اللہ کسی نہ کسی صورت تمہیں ایک روپیہ روزانہ مل جایا کرے گا، میاں بڈھانے یہ عمل شروع کر دیا اور سچ مچ اسے ایک روپیہ روزانہ ملنے لگا، کبھی کسی بہانہ ملتا، کبھی کسی بہانہ، مگر ایک روپیہ روز ضرور مل جاتا۔ اس نے دل میں خیال کیا کہ اگر دو بار سورۃ یسین پڑھوں، تو شاید دو روپیہ ملا کریں چنانچہ اس نے دو بار روزانہ پڑھنی شروع کر دی۔ تو سچ مچ دو روپیہ ملنے لگے۔ پھر اس نے تین بار شروع کر دی۔ تو تین روپیہ ہو گئے پھر چار بار پڑھی، تو چار روپیہ ملے، پھر وہ پانچ بار پڑھنے لگے، تو پانچ روپیہ ملنے شروع ہو گئے۔ اسی اثناء میں ایک دن مولوی صاحب آ گئے۔ فرمایا کہ میاں بڈھا اب تم بہت لالچی ہو گئے ہو۔ اب سورۃ یسین سے تمہیں کچھ نہیں مل سکتا۔ بڈھا کہتا ہے کہ اس کے بعد میں ہزار بار بھی یسین پڑھتا رہا مگر پھر ایک روپیہ بھی نہ ملا۔

(سوانح حیات مولانا غلام رسول ص ۱۴ طبع گوجرانوالہ بسوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی ص ۸۴، کرامات اہل حدیث ص ۱۶)

یہاں اپنے مولوی کے لیے گنج بخش ہونا ثابت کر دیا ہے، پھر مولوی نے اپنی روحانی قوت سے سورۃ یٰسین سے تاثیر ختم کر دی۔ مگر یہی کچھ انبیاء و اولیاء کے لیے وہابیوں کے نزدیک شرک ہے۔

وہابی مولوی نے مشکل کشائی کر دی:

مولوی غلام رسول کی کرامات میں مزید لکھا ہے کہ
 فضل الدین نمبردار سکنہ مآں ضلع گوجرانوالہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک ساہوکار سے بارہ سو روپیہ قرض لیا تھا اور وہ مجھے بہت تنگ کر رہا تھا۔ چنانچہ ایک بار تو اس نے مجھے نوٹس دے دیا اور قریب تھا کہ دعویٰ کر کے مجھے ذلیل کرتا میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی غربت اور ناداری کا ذکر کیا اور دعا کی فرمائش کی آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں جاؤ۔ چار آدمی ساتھ لے کر اس سے حساب کرو، صرف بائیس روپیہ نکلیں گے وہ ادا کر دینا فضل الدین حیران ہوا کہ میں نے ابھی تک اسے دیا لیا تو کچھ ہے نہیں، بھلا بائیس روپیہ کیوں کر نکلیں گے وہ چند دوستوں کو ساتھ لے کر گیا اور ساہوکار سے کہا کہ بھئی کھاتہ لاؤ۔ اور میرا حساب صاف کر لو۔ ساہوکار نے بھی نکالی تو دیکھا کہ اس حساب میں کہیں لکھا ہے فلاں تاریخ کو اتنی گندم لی۔ اتنا تمباکو وصول ہوا، اتنی کپاس آئی علیٰ ہذا القیاس سارا حساب جو لگایا تو بتایا صرف بائیس روپے نکلے ساہوکار بھی حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور فضل الدین بھی حیران تھا مگر یہی کھاتہ کے مطابق بائیس روپے دے کر حساب صاف کر دیا گیا۔

(سوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی ص ۸۲، کرامات الہیہ حدیث ص ۱۳، سوانح حیات مولانا غلام رسول ص ۱۲۸)

اگر کسی نبی یا ولی کے متعلق ایسا واقعہ ہوتا تو صاحب نہ جانے کیا کیا فتوے لگتے۔ کفر و شرک سے نیچے تو کچھ نہ ہوتا مگر صاحب خاموش رہے مسئلہ رسول کائنات ﷺ یا دیگر انبیاء و اولیاء کا نہیں بلکہ اپنے ان کے وہابی مولوی کی مشکل کشائی کا ہے۔ وہ نہ صرف جائز بلکہ واقعہ اور تقاضائے ایمان اور عین اسلام ہے اپنے ضمیر کا فیصلہ دیجئے وہی سب کچھ جو انبیاء و اولیاء کے متعلق عقیدہ رکھنا شرک ہے وہی سب کچھ اپنے بڑوں مولویوں کے لیے امر واقع اسے رسول دشمنی نہ کہیے تو کیا کہے؟

لگے ہاتھوں وہاں ہوں کے بقول ان کے مولوی کی مشکل کشائی کا واقعہ سنئے کہ ایک بار ایک شخص..... نے حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور میں نے مجاہدین کو ایک چٹھی بھیجی تھی جو راستہ میں پکڑ لی گئی۔ چونکہ میں سرکاری ملازم ہوں اور وہ چٹھی میرے افسروں کے پاس پہنچ گئی ہے اس لیے اب مجھ پر مقدمہ چلے گا، اور نہ صرف ملازمت ہی سے برطرف کر دیا جاؤں گا، بلکہ سخت سزا بھی دی جائے گی، خدا کے لیے دعا کیجئے، اور مجھے اس مصیبت سے بچائیے۔ راوی کا بیان ہے کہ میرے سامنے عبداللہ (غزنوی) نے مراقبہ کیا اور کچھ عرصہ کے بعد سر اٹھایا اور اپنی بغل سے وہ چٹھی نکال کر اس شخص کو دی اور پوچھا کیا یہی ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں حضور یہی ہے جس کی بناء پر مقدمہ چل سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے جلا دو، اب مقدمہ نہیں چل سکے گا چنانچہ جب مقدمہ پیش ہوا اور وہ افسر میری چٹھی پیش نہ کر سکا تو مجھے بری کر دیا گیا۔

کرامات اہل حدیث ص ۲، بسوانح عمری مولوی عبداللہ الغزنوی ص ۶۹۔ ۷۰ مولوی صاحب نے مشکل کشائی کردی مگر نور مجسم حبیب خدا ﷺ اپنی ذات کے بھی نفع و نقصان کے مالک نہیں نعوذ باللہ

مولوی نذیر حسین وہابی کا علم و اختیار:

وہابی عالم فضل حسین بہاری میاں نذیر حسین دہلوی کی ایک کرامت یوں بیان کرتے ہیں کہ کسی آدمی کا ایک خادم شیخ (نذیر حسین) کے ساتھ دل میں عداوت رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ شیخ اس آدمی کی دعوت میں دسترخوان پر بیٹھے تھے۔ کہ اس خادم نے آپ کے کھانے میں خنزیر کا گوشت ملا دیا۔ جب کھانا میاں نذیر حسین صاحب کے سامنے حاضر کیا گیا۔ تو آپ نے قے کرنا شروع کیا۔ کچھ کھائے بغیر آپ وہاں سے اٹھ کر چل دیئے۔ اور جہاں سے گئے تھے وہیں سے واپس آ گئے۔ اس کے بعد اس خادم کے پیٹ میں ایسا درد اٹھا، کہ قریب المرگ ہو گیا۔ وہ آدمی اپنے خادم کو شیخ کے پاس لے کر آیا، پورا قصہ آپ کے سامنے بیان کر دیا اور خادم کو معاف کرنے کی آپ سے درخواست کی آپ نے اس کو معاف کر کے اس کے لیے دعا فرمائی، تب درد جاتا رہا۔ (ملخص الحیات بعد الممات ص ۱۳ طبع سانگلہ مل)

مولوی کو خادم کے کیے کی بھی غیبی طور پر خبر ہوئی، اور خادم کے پیٹ میں سخت درد اٹھنا پھر مولوی کی دعا سے درد دور ہونا سب امر واقعہ ہے مگر انبیاء و اولیاء کے لیے یہ سب ماننا شرک ہے یہ ان لوگوں کی توحید ہے پھر یہی بیان کرتے ہیں کہ مولوی صاحب نے کسی کو خط میں لکھا کہ خدا تمہیں صالح اولاد عطا فرمائے گا جو تعداد میں زیادہ ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(ملخص الحیات بعد المات ص ۱۸)

ابن تیمیہ مشکل کشا ہے

بسا اوقات آپ (ابن تیمیہ) کی توجہ سے مشکلات حل ہو جاتیں۔

(سیرت امام ابن تیمیہ ص ۹۹ طبع لاہور)

ہمیں ایک ایسی فتح نصیب ہوئی ہے جس کا گمان تک نہ تھا۔ ہمارے اعداء کو یقین تھا۔ کہ ہم زدہ نہیں لوٹیں گے۔ لیکن اس مشکل کشا نے ہماری مشکلوں کو یوں حل کیا کہ دنیا حیرت زندہ ہو گئی۔ (سیرت امام ابن تیمیہ ص ۱۱۶)

حضور سید عالم ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہنے والے تو ان نام نہاد موحدین کے نزدیک مشرک ہیں مگر اپنے بڑے کو مشکل کشا کہنا عین ایمان ہے۔ یہ رسول دشمن کی وجہ سے ہے۔

ابن تیمیہ کی قبر کی مٹی بھی مشکل کشا ہے:

علی بن عبد الکریم بغدادی کی لڑکی کو مرضِ رمڈ (فتور نظر) لاحق ہو گیا اسے خیال آیا کہ ابن تیمیہ کی خاک تربت (قبر کی مٹی) لڑکی کی آنکھوں میں ڈالے چنانچہ وہ قبر پر گیا۔ وہاں ایک اور بغدادی اسی مقصد کے لیے خاک جمع کر رہا تھا۔ علی بن عبد الکریم کی عقیدت اور بڑھ گئی اس نے خاک لی بچی کی آنکھوں میں ڈالی۔ اور لڑکی دوسری صبح کو تندرست ہو کر اٹھی۔

(ابن تیمیہ ص ۹۹)

اللہ اکبر دیکھ رہے ہیں، مولوی صاحب کی ذات تو بہت دور کی بات ان کی قبر کی مٹی بھی شفا دیتی ہے۔ مشکل کشائی کرتی ہے۔ مگر رسول محترم حبیب اعظم ﷺ کے متعلق تو ان کی

زبان پر یوں ہوتا ہے کہ محمد ﷺ اپنی ذات کے لیے بھی نفع و نقصان کے بھی مالک نہیں۔
نعوذ باللہ رسول کائنات ﷺ سے دشمنی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔

نتیجہ کلام:

قارئین کرام! وہابیوں دیوبندیوں نے جو رسول کائنات حبیب خدا تعالیٰ ﷺ اور دیگر انبیاء و اولیاء سے اس قدر دشمنی عداوت بغض اور بے وفائی کا ثبوت دیا ہے کہ آج تک کسی علانیہ کافر نے ایسا نہ کیا ہوگا ان کے اتنے کثیر حوالہ جات فقیر کے ذہن میں مستحضر ہیں اگر میں لکھتا جاؤں اور صرف ان کی رسول دشمنی ہی موضوع ہو تو کئی جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ مگر اختصار مانع ہے مزید تحقیق کے شائق فقیر کے ساتھ خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

ضمیمہ کا فیصلہ:

وہابیہ دیوبندیہ کے ان واقعات کے اختتام پر میں آپ کے ضمیمہ کا ایک کھلا ہوا فیصلہ چاہتا ہوں جو انصاف و حقیقت پر مبنی ہو اور غیر جانبداری سے ہو۔ گزشتہ صفحات میں وہابیہ دیوبندیہ کے اکابر علماء کے جو واقعات آپ نے پڑھے، اس کے راوی بھی وہابی دیوبندی علماء ہی ہیں جو ان کے نزدیک قابل اعتماد اور انہی کے اکابر میں شمار ہوتے ہیں۔ اس لیے اب یہ الزام ناقابل تردید ہو گیا۔ کہ جن عقائد کو یہی وہابی دیوبندی محبوب خدا اور مجسم ﷺ اور دیگر انبیاء و اولیاء کے متعلق شرک کہتے ہیں اور اسے کفر قرار دیتے ہیں انہی عقائد کو اپنے اکابر علماء کے حق میں کیوں کر عین ایمان ٹھہرا لیا ہے۔

اور وہ بھی صرف ایک دو کے بارے میں ہمیں اسی طرح کی روایت ملتی۔ تو ہم اسے سوء اتفاق یا الغرض قلم پر محمول کر لیتے، مگر اتنے سارے وہابی دیوبندی اکابر کے متعلق ایک ہی طرح کے واقعات کا تسلسل کیا ہمیں یہ سوچنے پر مجبور نہیں کرتا۔ کہ جس طرح انبیاء و اولیاء کے متعلق انہی عقائد کے انکار و نفی کے سوال پر سب وہابی دیوبندی متفق بالکل اسی طرح اپنے وہابی دیوبندی اکابر کے حق میں انہی نظریات کے اقرار و اثبات کے سوال پر بھی نسب متحد ہیں متفق ہیں۔ یعنی یوں سمجھ لیجئے کہ ایک ہی طرح کے عقائد و نظریات کو انبیاء و

اولیاء کے حق میں وہابیہ دیوبندیہ نے کفر و شرک قرار دیا، انہی عقائد و نظریات کو اپنے اکابرین دیوبند و نجد کے حق میں امر واقعہ مانا اور عین ایمان ٹھہرایا۔

اگر واقعی وہ عقائد و نظریات اور صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص نہیں تھے۔ اور کسی مخلوق کے لیے ماننا کفر و شرک نہ تھا۔ تو انبیاء و اولیاء کے حق میں شرک کا حکم کیوں صادر کیا۔ اگر وہ عقائد و نظریات اور کمالات خدا کے ساتھ مخصوص تھے اور کسی مخلوق کے حق میں ماننا کفر و شرک تھا۔ تو پھر انہی عقائد و نظریات کو اپنے اکابرین و دیوبند و نجد کے لیے مان کر عین ایمان کیوں ٹھہرایا۔

انہی سوالات کے جوابات کے لیے میں آپ کے ضمیر کا فیصلہ چاہتا ہوں اس کے علاوہ بھی اگر کوئی جواب ہو سکتا ہے۔ تو بتائیے کہ جسے اپنا سمجھا، اس کے فضائل و کمالات کے اعتراف کے لیے کوئی جگہ نہیں بھی تھی تو بھی بنالی گئی۔ اور جسے بیگانہ سمجھا اس کے فضائل و کمالات کے کروڑوں شواہد و دلائل کے ہوتے ہوئے بھی ان کو چھپانے کی اور نہ ماننے کی بیماری کی وجہ سے ماننے پر کفر و شرک کے فتوے صادر کیے۔

فیصلہ دیتے وقت اس بات کو سوچ لیجئے گا۔ کہ خدا دیکھ رہا ہے اور قبر و حشر میں آپ کو اپنے فیصلہ پر پچھتا نا نہ پڑے۔



سیرت

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ

حضرت عائشہ صدیقہ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا



مُرتَّب:

مولانا محمد عبد القادر قادری



زَآوِی پبلشرز

C-8، (محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ، لاہور

فون: 042-7248657

موبائل: 0300-4505466 - 0300-9467047

Email: zaviapublishers@yahoo.com

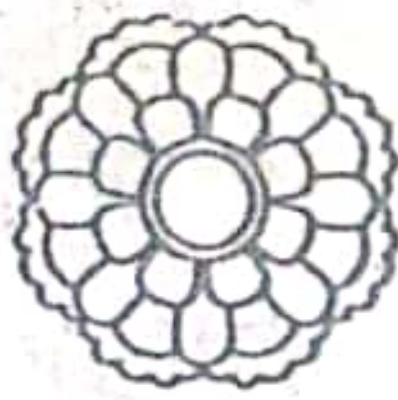
قرآن و سنت کی روشنی میں

فضیلت کی آیں



تحقیق و ترتیب:

مولانا محمد عبدالاحد قادری



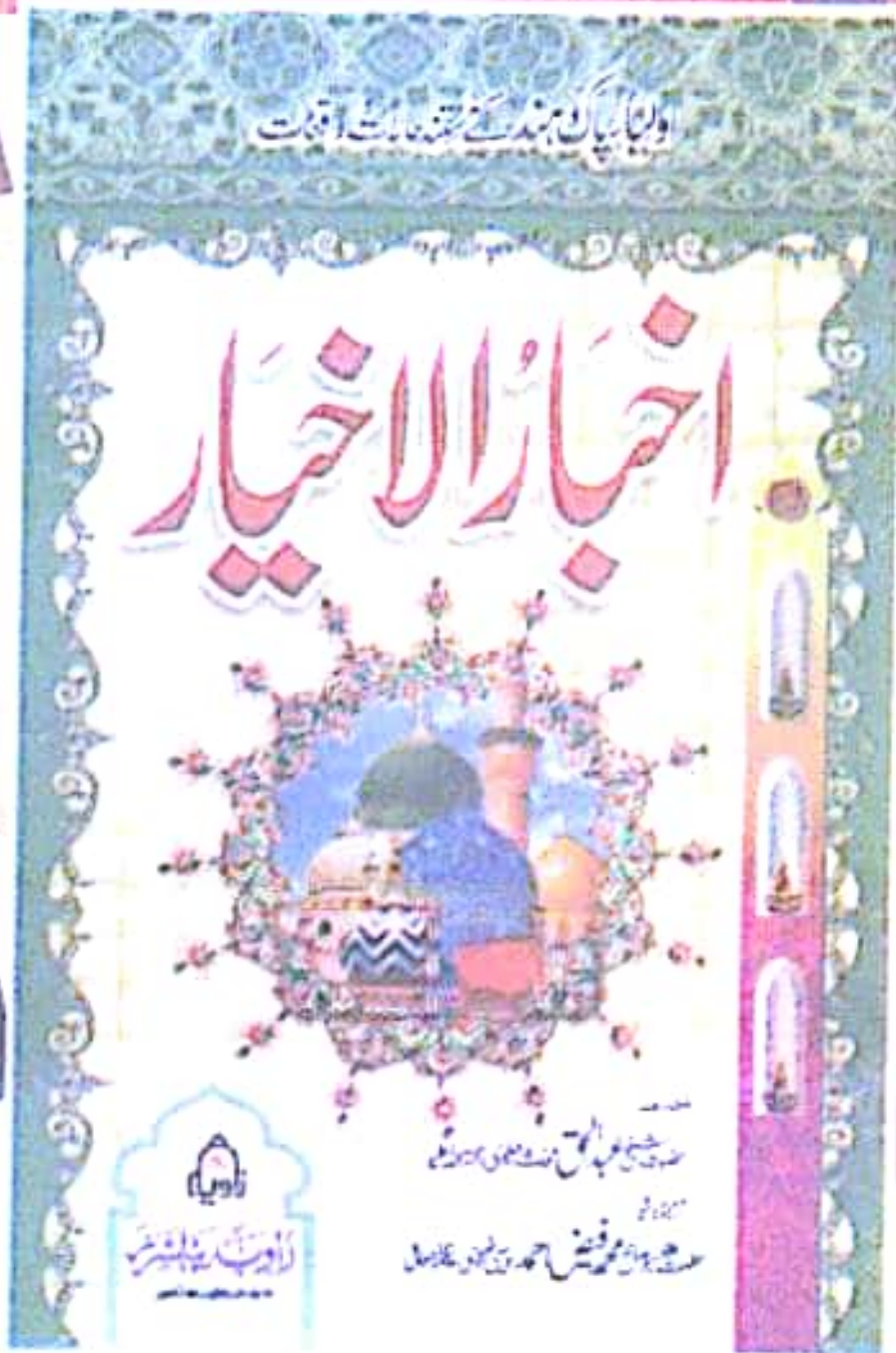
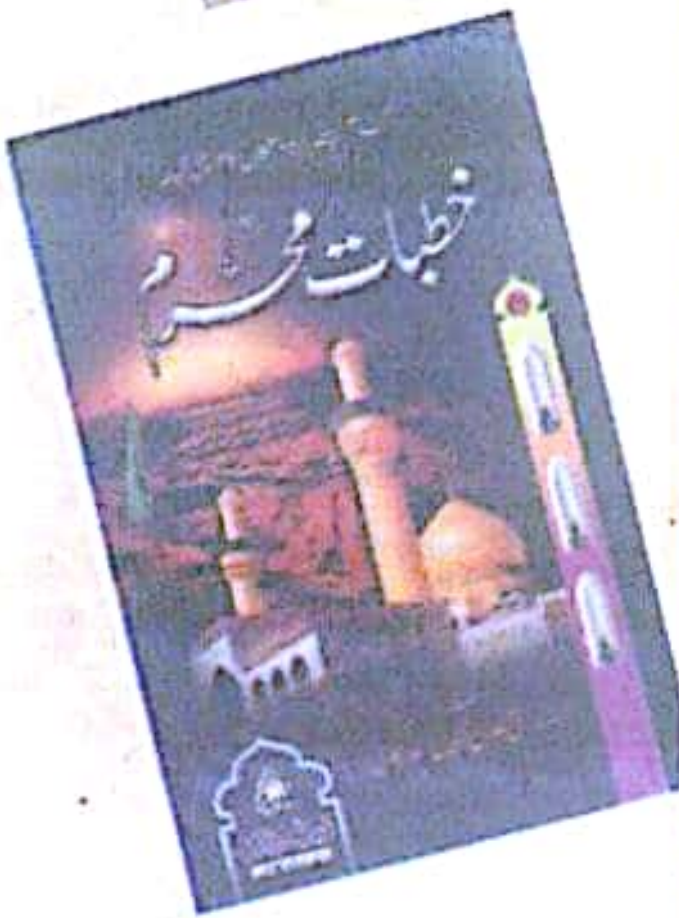
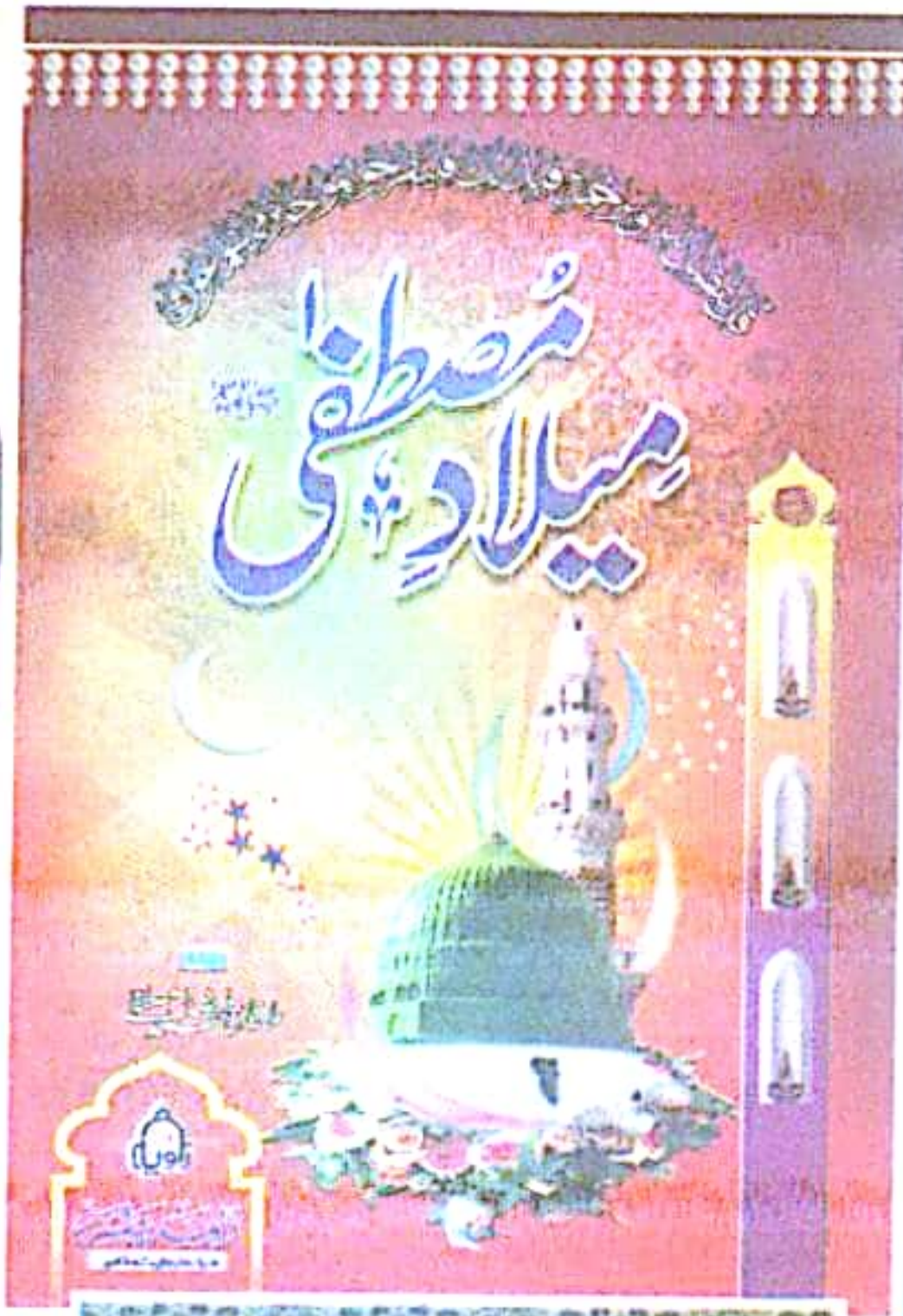
زاور پبلشرز

8-C (محلہ الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ - لاہور

Ph: 042-7248657-7112954

Mob: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466

Email: zaviapublishers@yahoo.com



زاویہ پبلشرز

دربار مارکیٹ، لاہور

Voice: 042-37248657 Mobile: 0300-9467047